کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

سرکار ﷺ کی شان بزبانِ قرآن

مؤلف:

شیخ فیض محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرکار ﷺ کی شان بزبانِ قرآن

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

تعظیم جس نے کی محمد ﷺ کے نام کی
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

سرکار ﷺ کی شان بزبانِ قرآن

مؤلف:

ثناء خوان مدینہ امیر طریقت مخدوم اہلسنت
شیخ فیض محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
قادری سیالوی بریلوی

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ۔ لاہور
Ph. Shop: 042-37248657 - 042-37249558
Mob:0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2014ء

بار اول............1100

ہدیہ............350

ناشر............نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

زاویہ پبلشرز
شوروم
ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37248657 042-37249558
Email: zaviapublishers@gmail.com

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی 021-34219324

مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی 021-32216464

اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5536111

اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5551519

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد 022-2780547

مکتبہ مہتیویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور 0301-7728754

نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان 0321-7387299

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ 0321-7083119

اقرا بک سیلرز، فیصل آباد 041-2626250

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد 0321-3025510

Marfat.com

فہرست

انتساب	11
اللہ کے دربار میں سرکار ﷺ کی تشریف آوری کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	22
حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ کے آداب اور تعظیم قرآن پاک کی روشنی میں	24
حکم الٰہی کہ سرکار کو راعنا مت کہو بلکہ "انظرنا" کہو	24
اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کیسے مخاطب فرمایا	25
جو رسول ﷺ کے حکم کے خلاف چلے تو ان پر دردناک عذاب ہوگا	27
سرکار ﷺ سے بڑے ہی ادب سے مخاطب ہوا کرو	27
جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور رسول کی انہیں ذلیل کیا گیا	29
اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو	29
سرکار ﷺ کو ان کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت	30
اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو	31
نبی کریم ﷺ کو بشر یا بھائی وغیرہ کہنا حرام ہے	35
رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں سے اجتناب کا حکم	38
گستاخِ رسول ﷺ کا شرعی حکم	40
روضۂ رسول ﷺ پر آواز پست کرنے کا استدلال	41

Marfat.com

❁	اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا عہد توڑیں تو وہ مرتد اور واجب القتل ہو جائیں گے	42
❁	جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے	42
❁	تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر	45
❁	اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بناؤ	46
❁	اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو اپنا دوست بناؤ	46
❁	اے ایمان والو! مسلمانوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ	48
❁	منافق دوزخ کے سخت ترین طبقہ نارِ جہنم میں انتہائی سخت عذاب میں ہوں گے	48
❁	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہرگز اذیت نہ پہنچاؤ	49
❁	جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت اور ذلت کا عذاب ہے	50
❁	جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرے اسے اللہ کا سخت عذاب ہوگا	51
❁	جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرے اس پر اللہ کا عذاب سخت ہے	51
❁	جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا رہے اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا	52
❁	اسلام میں آکر کافر ہو گئے	53
❁	منافقوں کے لئے دعائے مغفرت ہرگز نہ کرو	56
❁	ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں	58

Marfat.com

❁	جو سرکار ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر جاہل بے عقل ہیں	61
❁	سرکار ﷺ کے گھروں میں بے اذن داخل نہ ہوا کرو۔ جب کام ہو جائے تو فوراً باہر چلے جایا کرو	63
❁	جو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا	66
❁	جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم نہ مانے اس کے لئے جہنم کی آگ ہے	66
❁	اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمام تنازعات میں تمہیں حاکم نہ بنائیں	67
❁	قبر پر جانا اور اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ نجات اور کامیابی ہے	70
❁	اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے	76
❁	اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو	77
❁	سرکار ﷺ تو سب کا وسیلہ ہیں مگر اس حکم میں سرکار ﷺ داخل نہیں	78
❁	اپنی قوم کے راز دوسری قوم تک پہنچانا سخت جرم ہے	81
❁	خیانت اور حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ	82
❁	اگر صحیح تربیت نہ ہو تو تمہارا اموال اور اولاد سب فتنہ ہے	83
❁	ترقی اسلام پر کفار کا مشورہ، حضور ﷺ کی ہجرت اور غار ثور کا قصہ	85
❁	جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے	88
❁	اللہ کے ذکر سے دل کو سکون و راحت ملتی ہے	88
❁	جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ سے جھوٹ بولا تھا ان پر عذاب الٰہی	92

Marfat.com

❁	سرکار ﷺ پر اپنی جان بھی نثار کر دو	93
❁	سلام کا جواب دینا فرض ہے، سلام کرنے والے کو دس، بیس اور تیس نیکیوں کا ثواب مفت میں مل جاتا ہے	94
❁	اللہ کا پیغام سب لوگوں تک پہنچا دو اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں کے شر سے	96
❁	اگر وہ اسلام لے آئیں جب تو وہ ہدایت پا گئے	100
❁	اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور اس حکم سے منہ نہ پھیرنا	102
❁	بے شک رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سنانے والا	104
❁	سرکار دو عالم ﷺ کے طفیل آپ کی امت گواہی دے گی کہ خدایا تیرے تمام پیغمبر سچے ہیں اور یہ کفار جھوٹے ہیں	106
❁	تحفظ دین کی حفاظت کی ضمانت	112
❁	دین اسلام کامل اور اکمل دین ہے اور اللہ کو پسند ہے	115
❁	یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں سرکار ﷺ کے لئے اللہ کافی ہے	119
❁	جنات اور بلاؤں سے حفاظت کا وظیفہ	121
❁	ارشادِ باری تعالیٰ کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے رسول ہیں	121
❁	حضور سرکارِ دو عالم ﷺ سب نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں	122
❁	رسول ﷺ ایمان لائے جو اس کے رب کے پاس سے اترا اور تمام مؤمنین اللہ، اس کے رسولوں، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے	124

❁	اللہ کی محبت کا دعویٰ کرنے کا ذکر	130
❁	انبیائے کرام علیہم السلام سے سرکارِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد	131
❁	تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا چاہتا ہے	148
❁	تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی فرماتا ہے	149
❁	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کب سے ملی؟	174
❁	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا نور اور اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں	174
❁	رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو	178
❁	رَدِ مرزائیت	179
❁	حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا	179
❁	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کب سے ملی؟	187
❁	میں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین ہوں	189
❁	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی	190
❁	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو	191
❁	اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے	191
❁	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے	191

❁	میری اُمت میں تیس (۳۰) کذاب ہوں گے حالانکہ میں ﷺ خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں	192
❁	ختم نبوت کے مزید عقلی دلائل	193
❁	آسمان سے زمین پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بابت احادیث	197
❁	ردِ مرزائیت	201
❁	اے محبوب ﷺ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر	201
❁	اے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں	203
❁	جو غلامی کریں گے غیب کی خبریں دینے والے رسول ﷺ کی، آپ پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں، ان کی مدد کریں، ان کی پیروی کریں تو وہی بامراد ہوئے	205
❁	حدیث پاک: عرش تک رسائی کن کی؟	208
❁	حضور ﷺ جنت کی بشارت اور جہنم سے ڈر سناتے ہیں	215
❁	فاتحہ کا مکمل طریقہ	222
❁	ثواب پہنچانے کی مختصر دعا	224
❁	دعا مانگنے کا مفصل طریقہ	225

❁❁❁

Marfat.com

انتساب

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

رحمت بے شمار قمر الدین   فضل پروردگار قمر الدین

نہایت ہی رحیم و کریم ہمارے پیر و مرشد قطب الاقطاب، فردُ الاحباب، زبدۃُ العارفین، قدوۃُ السالکین، بحرِ عشق والیقین، قبلۂ ایمان و دین، کعبۂ اہلِ یقین، خواجہ راستین، سراج الواصلین، مستغرق بحر المعرفۃ والیقین، غریب نواز، شیخ الاسلام، زیب آرائے مسند سیال شریف، پیرِ طریقت، رہبر شریعت مفتی اعظم علامہ حافظ الحاج شیخ المشائخ

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور سراجُ السالکین، زبدۃُ العارفین، بحرِ عشق والیقین، شمسُ العارفین، قمر الاولیاء، فخرِ صوفیاء، قطب دوراں، غوث الوقت، نائب غوث الوریٰ، مجددِ دین و ملت، تاجدارِ ولایت دیول شریف، آقائی و مولائی پیر و مرشد پیرِ طریقت، رہبر شریعت شیخُ المشائخ حضرت

خواجہ محمد عبدالمجید احمد پیر صاحب دیول شریف قادری خضری رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب کو ان عظیم ترین ہستیوں قطب دوراں کے نام منسوب کرتا ہوں

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

ان کریم ہستیوں کے در کا ایک ادنیٰ سا غلام، ان عظیم محسن ہستیوں کے فیض و برکات کا خواستگار، طالب خاکسارِ مدینہ، جنت بقیع، امیر طریقت، مخدوم اہلسنّت شیخ فیض محمد چشتی، قادری، بریلوی، سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سرکار یہ نام تمہارا سب ناموں سے ہے پیارا
اس نام سے چمکا سورج اور چمکا چاند ستارا
ہوا ہر سُو خوب اُجالا ہوا روشن عالم سارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

جب رب قدیر تمہاری کرے خود ہی مدح سرائی
ہر اِک کے لبوں پر پھر تعریف تمہاری آئی
صد شکر کہ ذکر تمہارا رہے ہر دم وِرد ہمارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

ہر وقت عطا پر ہم نے دیکھا ہے تمہیں مائل
درِ پاک پہ آیا جب بھی کیسا ہی کوئی سائل
اے رحمتِ عالم تم نے اسے کر ہی لیا ہے گوارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

سائل ہُوں تیرے در کا ملے مجھ کو بھیک کرم کی
رکھ لاج اے میرے آقا اس میری چشمِ نم کی
کروں گنبدِ خضریٰ کا پھر آنکھوں سے اپنی نظارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

جب روزِ قیامت ہر اک بولے گا نفسی نفسی
اور داد کسی کی دے گا محشر میں جب نہ کوئی
ایسے میں عطا ہو مجھ کو اے شافعِ حشر سہارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

Marfat.com

لہروں نے میری یہ کشتی ہر جانب سے ہے گھیری
سرکار خبر لو میری سرکار خبر لو میری
ملے مجھ کو عافیت کا میرے آقا جلد کنارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

جو مجھ پر بیت رہی ہے وہ کس کو کیسے بتاؤں
اور اپنے دل کی حکایت کس کو جا کر سناؤں
تم محرمِ راز ہو میرے میری داد رسی ہو خدارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

میری عرض خدارا سن لو میرے حال پہ مجھ کو نہ چھوڑو
ذرا اپنی چشمِ عنایت بے بس کی طرف بھی موڑو
بے کس کا تُم ہو سہارا بے چاروں کا تُم ہو چارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

دو اپنے عشق کی دولت مجھے اپنی آل کا صدقہ
یہ ریاضؔ فقیر ازل سے تیرے در کا ہی ہے شہا
تیرے دستِ عطا کے آگے دامن ہے اس نے پسارا
میرا نام کرے گا روشن دو جگ میں نام تمہارا

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
تم سا تو حسیں آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
یہ شانِ لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی
اے ظرفِ نظر دیکھ مگر دیکھ ادب سے
سرکار کا جلوہ ہے تماشا نہیں کوئی
یہ تجربہ ایمان ہے اے رحمتِ عالم
فریاد تمہارے سوا سنتا نہیں کوئی
یہ طُور سے کہتی ہے ابھی تک شب معراج
دیدار کی طاقت ہو تو پردہ نہیں کوئی
وہ آنکھ جو روتی ہے غمِ عشقِ نبی میں
اس آنکھ سے روپوش تو جلوہ نہیں کوئی
سوچو تو کبھی نسبتِ رحمت کے نتائج
تسلیم کہ ہم لوگوں میں اچھا نہیں کوئی
شمشیر وسیلہ ہے سپر رحمتِ حق ہے
سرکار کی اُمت میں نہتا نہیں کوئی
بیکار ہے ہر وار ترا اے گردشِ دوراں
وہ ہمدم غمخوار ہیں تنہا نہیں کوئی

Marfat.com

اعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو
افلاک پہ تو گنبدِ خضریٰ نہیں کوئی
ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
اس بزم میں محرومِ تمنا نہیں کوئی
درمانِ غم و درد شفائے دلِ بیمار
جز آپ کے اے جانِ مسیحا نہیں کوئی
سرکار کی رحمت نے مگر خوب نوازا
یہ سچ ہے کہ خالدؔ سا نکما نہیں کوئی

Marfat.com

تعظیمِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صلِ علیٰ پکارو سرکار آ رہے ہیں
اُٹھو اے بے سہارو سرکار آ رہے ہیں
مولُود کی گھڑی ہے چلو آمنہ کے گھر پر
اے خُلد کی بہارو سرکار آ رہے ہیں
جو مانگنا ہے مانگو جو لینا ہے سو لے لو
دنیا کے تاجدارو سرکار آ رہے ہیں
جنت کے در کھلے ہیں رحمت برس رہی ہے
کیا غم ہے غم کے مارو سرکار آ رہے ہیں
صلِ علیٰ پکارو سرکار آ رہے ہیں
اے جھومتی ہواؤ سرکار آ رہے ہیں
محبوبِ دو جہاں کی تعظیم لازمی ہے
اُٹھ جاؤ بیقرارو سرکار آ رہے ہیں

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۝ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۝ وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۝

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ شَانِ حَبِیْبِكَ الْكَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۝

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ ط (سورۃ فتح، پارہ ۲۶، آیت ۹)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم اور توقیر کرو۔ (کنزالایمان شریف، از اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بندہ پروردگارم اُمتِ احمد نبی
دوست داریم چہار یارم تابہ اولادِ علی
مذھب حنفیؒ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاک پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی
محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل شانہ وحق برھانہ کی حمد وثناء اور سرکارِ دو عالم، وجہِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھربوں کھربوں صلوٰۃ وسلام کے بعد یہ عاجز وانکسار بندہ عرض کرتا ہے کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ ربُّ العزت صاف صاف فرمارہا ہے کہ اے لوگو! تم صرف اللہ ہی پر ایمان نہ لاؤ بلکہ

اللہ تعالیٰ پر بھی ایمان لاؤ اور سرکار دو عالم ﷺ کی ذات اقدس پر بھی ایمان لاؤ۔ نیز سرکار ﷺ کی عزت و تکریم و توقیر بھی کرو۔ اس آیت کریمہ کے حکم کے مطابق پتہ چلا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی نورانی ذات پر ایمان لانا۔ ان کی عزت و عظمت اور احترام کرنا لازم و ملزوم ہے۔ ان کے بغیر ایمان مکمل ہی نہیں ہو سکتا۔

کسی زندیق کے متعلق سنا کہ وہ بکواس کرتی ہے اور سب کو ورغلاتی ہے کہ (توبہ نعوذ باللہ من ذٰلک) اللہ کے سوا باقی سب خاک اور ڈھول ہیں اور اس بدبخت کا اشارہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی جانب ہوتا ہے۔ اب آپ خود بتائیے کہ ایسے ان بے ایمانوں کا ایمان باقی رہا؟ پہلی فرصت میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو ورنہ تمہارے اعمال، دین و دنیا اور آخرت تباہ و برباد ہو جائیں گے اور انتہائی دردناک عذاب الٰہی کے سزاوار بن جاؤ گے۔ موجودہ دور کے عام مسلمان جہاں اور باتیں بھول چکے ہیں وہاں وہ اپنے آقا و مولیٰ شفیع یوم حشر کی شان و شوکت، عظمت سے بھی غافل ہو چکے ہیں۔ پھر شامتِ اعمال سے مسلم قوم میں ایسے مسلم نما بے دین بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ جنہوں نے شانِ محبوب علیہ السلام گھٹانا اپنا شعار اور اپنا دین قرار دے دیا ہے۔ اور اس ذاتِ کریم ﷺ کو اپنی مثل بشر، بڑا بھائی وغیرہ وغیرہ معاذ اللہ اور نہ معلوم کیا کیا بتانا شروع کر دیا ہے۔ افسوس کہ سیدھے سادھے مسلمان ان کے جُبے اور دستار دیکھ کر ان کے جان و مال میں گرفتار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حقیقت ہے کہ انسان کو دنیا کی رغبت نے دین اسلام سے غافل اور دور کر دیا ہے۔ اور اس رفتارِ زمانہ کو دیکھ کر سمجھدار اور دیندار مسلمان نیز عُشاقانِ رسول ﷺ خون کے آنسو روتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کے بارے میں غلط عقائد معاذ اللہ قرآن کے خلاف یہود و نصاریٰ کی سازش کا ایک شاخسانہ ہے۔ ان بے ایمانوں نے غلط طریقوں سے اور غلط دلائل سے عُشاقانِ رسول ﷺ کے نظریہ کے باطل ہونے کو ثابت کر کے کم علم، ناسمجھ لوگوں کو اپنے دام میں پھانس لیتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ اپنے اس مدعا کے اثبات میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ اور اہل حق کی کسی ایک دلیل کو چھوئے بغیر محض غلط آفرینیوں سے کام لے کر مسلمانوں

Marfat.com

کے متفقہ عقیدہ کو ٹھیس پہنچانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ وہ زمانہ ماضی کے معتزلہ نامی ایک گمراہ فرقے کے ان فرسودہ دلائل کا چربہ ہیں جو صدیوں سے علماءِ حق سے بارہا شکست کھا چکے ہیں اور ہمیشہ انشاء اللہ تعالیٰ بُری شکست کھاتے رہیں گے کیونکہ وہ حق پر نہیں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے جس نے سرکارِ دو عالم، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل اس حسین و جمیل کائنات کو پیدا فرمایا اور ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا۔

اور درود و سلام لامحدود اس ذاتِ اقدس ﷺ کے لئے جن کے صدقے اس حسین ترین کائنات کو تخلیق فرمایا۔ جس محبوب ﷺ کی خاطر کون و مکاں کی ولادت ہوئی اُن کی اپنی ولادت باسعادت کی اہمیت کا کیا مقام ہوگا۔ الحمدُ للہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بلند و بالا مقام اگر ہے تو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اگر حضور پرنور ﷺ کی ولادت با سعادت اللہ جلّ شانہ کے پیشِ نظر نہ ہوئی ہوتی تو وہ اس کائنات کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ اس ضمن میں حدیث قدسی ملاحظہ ہو:

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاِخْلَاكَ وَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قسم اپنے جلال کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو نہ میں آسمان بناتا اور نہ ہی زمین۔"

اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل میں ہی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو جمع کر کے اس سے مخاطب ہو کر اپنے حبیب کریم ﷺ کی دنیا میں بعثت یعنی بھیجنے کا اعلان فرمایا۔ اور تمام انبیاء کرام سے مخاطب ہو کر اپنے حبیب کریم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی تائید و نصرت (مدد) کرنے کا عہد و پیمان لیا۔ (دیکھیے پارہ ۳، آل عمران آیت نمبر ۸۱)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانوں میں اپنی اپنی اُمتوں کو حضور پُرنور رشید عالم ﷺ کی آمد کی بشارتیں دی ہیں۔ اور آپ کے اوصاف جمیلہ بیان فرماتے ہیں۔

یوں تو سارا قرآن پاک ہی فضائل مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل ہے۔ ہر آیت مبارکہ آپ کا

Marfat.com

مستقل معجزہ ہے جبکہ منکرین رسالت مآب ﷺ کو کھلا چیلنج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں فرمایا کہ "تم اس کی مثل کوئی سورۃ بنالاؤ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے سوا سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔" مگر زمانہ گواہ ہے کہ آج تک مثل قرآن نہ بن سکا اور نہ ہی بن سکے گا۔

اوّل تو قرآن پاک سارے کا سارا سرکار ﷺ کی مدحت ہی ہے مگر قرآن مجید فرقان حمید میں جا بجا حضور اکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور آپ کی شان اور صفات جمیلہ کا بیان موجود ہے۔ آپ کی تعریف وتوصیف، شان وعظمت اور بلندیٔ ذکر قرآن میں ہے جبکہ آپ کے دشمنوں، منکروں، منافقوں، کافروں کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ آپ کے غلاموں اور ماننے والوں، آپ کے ساتھ نسبت رکھنے والوں (یعنی صحابہ کرام، اہلِ بیت اطہار اور امت) کے فضائل ومناقب کے تذکرے ہوئے ہیں۔

اللہ جلّ شانہ نے ہادیٔ برحق نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا بار بار نہایت واضح اور بیّن الفاظ میں اور بڑی ہی تاکید کے ساتھ قرآن عظیم میں حکم دیا ہے۔ جس پر متعدد آیات قرآنی شاہد ہیں۔ جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اطاعت کا حکم فرمایا ہے ساتھ ہی آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جو ہر ایک فضیلت کا عطا کرنے والا ہے اُسی نے جب اپنے نبی برحق احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ فضیلتیں دے رکھی ہیں جو دوسرے انبیاء کو حاصل نہیں۔ تو یہی بات اس حقیقت کے اظہار کے لئے کافی ہے کہ اس کی بارگاہ میں آپ ﷺ سب سے زیادہ صاحب فضیلت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو خصوصی عزت وعظمت، قدرومنزلت اور شان وشوکت سے نوازہ ہے۔ صرف اتنی ہی بات نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکو ان صفات، جمال وکمال سے متصف فرمایا ہے جو دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اندر موجود نہیں۔ بلکہ نبی کریم ﷺ کو تو علم غیب سے بھی نوازہ ہے۔ بلکہ اس نے تو آپ ﷺ کے لئے ان سارے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لیا ہے کہ ان میں سرکار ﷺ کو سب سے بہتر، ان کا سردار، امام، خطیب مبشر، اور اُن کا گواہ بنایا ہے۔

آخرت میں اللہ تعالیٰ نے آپکو رفعت، مقام اور علو مرتبت سے بھی نوازہ ہے۔ شفاعت، مقام محمود، حوضِ کوثر، شہادت، وسیلہ، ممبر اور لواءُ الحمد صرف آپ کو ہی عطا فرمایا ہے۔ قیامت میں سارے انبیاء کرام لوائے محمدی ﷺ کے نیچے ہوں گے۔ آپ اوّلین و آخرین سب کے سردار ہیں۔ (سبحان اللہ) حشر میں سب سے پہلے آپ ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔ اور الحمدللہ آپ کی شفاعت قبول و منظور ہوگی۔ اور سارے انبیاء کرام کے امتیوں سے زیادہ آپ ﷺ کے امتی ہوں گے۔

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان تو اتنی بلند و بے پایاں ہے کہ کسی دوسرے انسان کے احاطۂ اِدراک میں کما حقّہٗ نہیں آسکتی۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اے ابو بکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔"

اس لئے حضور پُرنور شافع یوم نشور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین قرآن حکیم میں جا بجا بیان فرمائی ہے اس طریقے سے حضور اکرم ﷺ کی شان کوئی بھی بیان نہیں کرسکتا۔ گو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے تو اس کی صحیح تفسیر بھی وہ خود ہی جانتا ہے یا وہ حضرات جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بصیرت عطا فرمائی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان لانا اور ان آیات کو نہ جھٹلانا:

اِس چھوٹے سے مضمون کے لیے بے شمار ایسی آیات قرآن پاک میں سے حاصل کر لی ہیں۔ مگر خاص خاص اور چند آیات پیش کی جائیں گی جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں نازل فرمائی ہیں۔ اُمید ہے کہ ان مقدس آیات مبارکہ کی روشنی میں حسب استعداد ہمیں سرکار ﷺ کی شان کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ ورنہ میں کہاں اور کہاں مدح ممدوح یزداں!

انتہائی کوشش ہوگی کہ ان خصوصیات کا ذکر کیا جائے جن کی وجہ سے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان آپکو امتیازی شان حاصل ہے جس سے مسلمانوں کا یقین اپنے نبی

Marfat.com

برحق ﷺ کے ساتھ اور بڑھ جائے گا۔ عشاقانِ رسول اور مؤمنین مؤمنات کو سکون اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ پر ایمان دل سے لانے اور ہر مسلمان کے شوق میں اضافہ ہوگا نیز وہ صاحبان اُن اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ کے دربار میں سرکار ﷺ کی تشریف آوری کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تکمیل کرلی تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ (الم،البقرہ،آیت ۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا (پاک صاف) فرمادے۔ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

(کنزالایمان شریف)

یعنی جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تب انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دُعا فرمائی کہ یاالٰہ العٰلمین یہ گھر تو ہم نے بنادیا۔ اب تو اس گھر کو آباد کرنے والا اور اپنے بندوں کا پاک کرنے والا ایک نبی اس شہر مکہ میں پیدا فرما۔ یہ دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے شہر مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ کے گھر سے اور حضرت آمنہ رضی عنہا کے پیٹ مبارک سے وہ آفتاب

Marfat.com

رسالت چمکا کہ جس کی روشنی قیامت تک ہر جگہ رہے گی۔ مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں دعائے ابراہیم اور بشارت موسیٰ علیہ السلام اور اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا خواب ہوں۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ پہلے پیغمبروں نے حضور علیہ السلام کی بعثتِ مقدسہ کی دعائیں مانگیں اور تنائیں فرمائیں۔

گُن گائیں جن کے انبیاء مانگیں رُسل جن کی دُعا
وہ دو جہاں کے مدعا صلّی علیٰ یہ ہی تو ہیں

اور دوسرے یہ کہ خانہ کعبہ حضرت خلیل نے تعمیر فرمایا۔ مگر صحیح معنی میں اس کی عظمت، عزت و تعظیم حضورِ اکرم ﷺ کے دم قدم سے ہوئی۔ اور اس گھر کی آبادی حضور علیہ السلام کی بدولت ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے مشرکین مکہ نے خاص خانہ کعبہ میں بت رکھ کر ان کی پوجا وہاں جاری کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں غیر اللہ کی عبادت ہوئی۔ بیت اللہ بھی رسول ﷺ کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ ﷺ کے تشریف لاتے ہی قیامت تک کے لئے وہ گھر بتوں کی نحوست اور گندگی سے پاک ہوگیا۔

بات بھی یہ ہے کہ کعبہ تو ہے "بیت اللہ"۔ جبکہ حضور علیہ السلام ہیں "نور اللہ"

بیت میں نور ہی کا تو اُجالا ہوتا ہے اور خانہ کعبہ تو کیا خُلدِ بریں کو بھی حضور کے دم قدم سے ہی آبادی ملی۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

اس آیت مبارکہ میں ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پاک فرماتے ہیں کفر سے، شرک سے، گناہوں سے، ہر اخلاقی گندگی سے۔ اگر پاکی چاہتے ہو تو اس دریائے رحمت میں دل سے غوطہ لگاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ پاک ہو جاؤ گے۔ پانی صرف ظاہر کو پاک کرتا ہے جبکہ رحمۃ اللعالمین کی نظر کرم ہم سب کے قلب و جگر، ظاہر و باطن سب کو

Marfat.com

پاک کرتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے آداب اور تعظیم قرآن پاک کی روشنی میں

دنیا کے ہر بادشاہ اور حکمران نے اپنے دربار میں حاضری کے آداب اور قوانین خود ہی مرتب کیے ہیں اور اُن بادشاہوں کے ساتھ ہی ختم ہو گئے۔لیکن کائنات میں ایک شہنشاہ کا دربار ایسا بھی ہے جس کی بارگاہ کی حاضری کے آداب خالق کائنات نے خود بتلائے ہیں۔وہ ذاتِ ستودہ صفات سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی مبارک ہے جن کی تعظیم اور ادب کا طریقہ اور ان کی بارگاہ کی حاضری کے آداب رب تعالیٰ خود ہی بیان فرماتا ہے کہ میرے محبوب پاک کی بارگاہ میں بیٹھنا کیسے ہے؟آواز کتنی پست رکھنی ہے اور کتنی بلند کرنی ہے،عاجزی وانکساری کیسی ہونا چاہیے نیز تعظیم وتوقیر تو ہر صورت میں کرنا انتہائی ضروری ہے۔

(ماخذ از عظمت و تعظیم مصطفیٰ ۸۰)

حکم الٰہی کہ سرکار کو راعنا مت کہو بلکہ "اُنْظُرْ" کہو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ (پ ۱، البقرہ، آیت ۱۰۴)

ترجمہ:اے ایمان والو!راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے،جب شمع رسالت کے پروانے بارگاہِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہوتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو کلام مبارک سے مشرف فرما رہے ہوتے،تو اگر کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تو وہ عرض کرتا "رَاعِنَا یا رسول اللہ" یعنی یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ (اس کلام میں) ہماری رعایت فرمائیے۔ یعنی دوبارہ ارشاد فرمائیے۔ حقیقت میں لفظ "راعنا" یہود کی زبان میں گالی تھا۔ اور وہ بھی حضور سرورِ کائنات ﷺ کو نعوذ باللہ "راعنا" (چرواہا، احمق) کہنے لگے اور دل میں خوش ہونے لگے کہ خوب یہ کلمہ ہاتھ لگا۔

ایک دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اُن کی زبان سے یہ کلمہ سُنا تو نیت کو بھانپ گئے اور ارشاد فرمایا کہ اے دُشمنانِ خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ اگر آئندہ میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سُنا تو اس کی گردن اُڑادوں گا۔ یہود نے کہا کہ ہم پر کیوں بگڑتے ہو؟ مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔ اس پر آپ نہایت غمزدہ حالت میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اِدھر تو یہ حاضر ہوتے ہیں اور الحمدللہ اُدھر حضرت جبرائیل امین یہ آیت مبارکہ لے کر آجاتے ہیں کہ اے مسلمانو! آئندہ سرکار ﷺ کو "راعنا" کہنا ہی بند کر دو تا کہ کسی بدبخت کو گستاخی کا موقع ہی نہ ملے اور آئندہ "اُنظرنا" عرض کیا کرو۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے آقا و مولیٰ (فداہ امّی و ابی) ﷺ کی کہ خدائے بزرگ و برتر کو یہ گوارہ ہی نہیں کہ اُس کے محبوب علیہ السلام کی شانِ اقدس میں ذرہ برابر بھی کوئی ایسا لفظ بولا جائے کہ جس میں گستاخی کا شائبہ بھی ہو۔

(فضائل مصطفیٰ بکلام رب مصطفیٰ، ۲)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کیسے مخاطب فرمایا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو مختلف انداز میں مخاطب فرمایا جیسا کہ مندرجہ بالا آیات قرآنی میں ذکر ہے۔ اور اپنے حبیب پاک ﷺ کو بھی مخاطب فرمایا۔ لیکن غور کریں تو ایک بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیگر انبیاء کرام علیھم السلام کو ان کے ذاتی ناموں سے مخاطب کیا مثلاً یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا داود، یا سلیمان، یا موسیٰ، یا زکریا، یا یحیٰی اور یا عیسیٰ وغیرہ۔

یعنی تمام انبیاء کرام کو ان کے نام لے کر مخاطب فرمایا لیکن جب باری آئی احمد مختار سرورِ کائنات ﷺ کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو کہیں بھی ذاتی نام سے یا محمد کہہ کر مخاطب

Marfat.com

نہیں کیا بلکہ نہایت پیارے انداز میں مخاطب فرمایا مثلاً یا ایھا النبی. یا ایھا الرسول.
یا ایھا المدثر. یا ایھا المزمل. یٰسین اور کہیں فرمایا: طٰہٰ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اندازِ مخاطب اختیار فرما کر اُمت کو تلقین فرمائی کہ جس طرح پہلی اُمتیں اپنے انبیاء کرام کو نام لے کر بلاتی تھیں تم ایسا نہ کرنا بلکہ پیار بھرے اور مؤدب لہجے میں ندا کرنا۔ (عظمت و تعظیم مصطفیٰ، ۸۶)

سُبحان اللہ کیا عظمتِ محبوب ثابت ہوئی کہ پروردگارِ عالم کو اپنے محبوب پاک کی شان اس قدر بڑھانا منظور ہے کہ کسی کو ایسی بات کہنے کی اجازت نہیں دیتا کہ جس کلمہ سے دوسرے کو بدگوئی کرنے کا موقع ملے۔ اس مسئلہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں کوئی ہلکی بات منہ سے نکالنا اگرچہ بُری نیت سے بھی نہ ہو کفر ہے۔ فقہا کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے حضور علیہ السلام کے نعلین پاک کی بھی ادنیٰ سی گستاخی کی تو وہ کافر ہو گیا۔

شرح فقہ اکبر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ نقل فرمایا کہ ہارون رشید کے دسترخوان پر کدو پک کر آیا کسی نے کہا کہ کدو حضور علیہ السلام کو مرغوب تھا۔ دوسرے نے کہا لیکن مجھے پسند نہیں اس پر امام ابو یوسف نے قتل کے ارادے سے تلوار نکال لی اور حکم فرمایا کہ تو مرتد ہو گیا ہے۔ کیونکہ تو نے اپنی بے رغبتی کا حضور علیہ السلام کے مقابلے میں ذکر کیا۔ اُس شخص نے توبہ کی تب اُسے چھوڑا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دامن پر غلامی کا دھبہ لوگوں نے لگایا تھا کہ مصر والوں نے سمجھا تھا کہ یہ بادشاہِ مصر کے غلام ہیں۔ پروردگارِ عالم نے ایک ایسی قحط سالی بھیجی کہ تمام ملکوں کے لوگ اپنی اپنی جائیدادیں، جانور، ساری کائنات فروخت کرنے کے بعد آخر آپ کے ہاتھ پر خود فروخت ہو گئے اور آپ نے سب کو آزاد کر دیا۔ اب تمام دنیا تو آپ کی آزاد کردہ غلام ہو گئی اور آپ سب کے آقا ہو گئے۔ اب کون تھا جو آپ کو غلام کہتا؟ اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے یا چھاپے وہ سب بے دین ہو گئے۔
(شانِ حبیب الرحمٰن: ۲۱)

Marfat.com

حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کی مجلس میں جب آپ بیٹھو تو آپ علیہ السلام کو متوجہ کرنے کے لئے منافقت والے الفاظ استعمال نہ کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ بلکہ بڑے ہی ادب سے ان سے اپنی طرف نظرِ کرم کرنے کی درخواست کرو۔ مگر بہتر تو یہ ہے کہ اس کی بھی ضرورت پیش نہ آئے بلکہ پہلے ہی سے ہمہ تن گوش رہو اور اپنے دھیان کو محبوبِ رب العلمین کی طرف لگائے رکھو تا کہ ان کی ہر بات اور ہر ادا شروع ہی سے سمجھ میں آسکے اور اُس ہدایت کی پابندی نہ کرنے پر ایک المناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ (شانِ حضور بزبان حق:۱۶)

جو رسول ﷺ کے حکم کے خلاف چلے تو ان پر دردناک عذاب ہوگا

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (پارہ ۱۸، سورۃ النور)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔ (کنزالایمان شریف)

جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں ان کے لئے فتنوں سے مراد ہے انہیں دنیا میں تکالیف آسکتی ہیں، دکھ آسکتے ہیں، پریشانیاں لاحق ہو سکتی ہیں، قتل بھی ہو سکتے ہیں، زلزلہ، ہولناک حادثات، ظالم بادشاہوں کا مسلط ہونا، دشمن بھی ان بدبختوں کے لئے اللہ کی طرف سے نامزد کئے جا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آجاتے ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ دل سخت ہو کر معرفتِ الٰہی سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور آخرت کے عذاب اس عذابوں سے سخت ترین ناقابلِ برداشت ہوں گے۔

(ماخذ از تفسیر نور العرفان)

سرکار ﷺ سے بڑے ہی ادب سے مخاطب ہوا کرو

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

(پارہ:۱۸،سورۃ النور)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(کنز الایمان شریف)

یعنی اس میں پورا پورا آداب ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے جس وقت کہ حضورِ اکرم ﷺ سے مخاطب ہو۔ ذرا غور سے سوچیں کہ ہم دنیاوی جاہ و جلال والے انسان سے مخاطب ہوتے وقت بڑی احتیاط برتتے ہیں تو ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ سے مخاطب ہوتے وقت کتنے ادب اور سخت احتیاط کی ضرورت ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی تاکید فرما رہا ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

تفسیر نور العرفان میں آتا ہے یعنی حضور ﷺ کی پکار اور ان کی طلب کو ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو کہ قبول کرو یا نہ کرو۔ بلکہ ان کی طلب پر فوراً حاضر ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں۔ رب فرماتا ہے:

اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔

یا حضور ﷺ کو ایسے القاب اور آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو۔ انہیں بھیا، ابا، چچا، بشر کہکر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ، یا شفیع المذنبین، یا رحمۃ للعالمین وغیرہ بڑے ہی ادب کے القاب سے یاد کیا کرو۔

حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف شانِ حبیب الرحمٰن میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ثابت ہوا کہ یا محمد، یا احمد، یا ابن عبد اللہ، یا کہ اے بھائی، اے باپ وغیرہ خطابات سے پکارنا حرام ہے۔ بلکہ یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا شفیع المذنبین وغیرہ القاب سے پکارو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ہر جگہ سے ہر وقت پکارنا جائز ہے۔

جومخالفت کرتے ہیں اللہ اور رسول کی انہیں ذلیل کیا گیا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۔ (پارہ:۲۸،سورۃ المجادلۃ۔آیت:۵)

ترجمہ: بے شک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی۔ (کنزالایمان شریف)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ حضور کی مخالفت حقیقت میں اللہ کی مخالفت ہے. کیونکہ براہ راست رب کی مخالفت کوئی نہیں کرتا۔دوسرے یہ کہ اللہ کے پیاروں کے دشمن کو اعلانِ جنگ بھی ہے اور اعلانِ مغلوبیت بھی۔جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوا۔گزشتہ قومیں تو غیبی عذاب بھیج کر ذلیل کی گئیں اور یہ کفار دوسری طرح رسوا کئے جائیں گے۔

(نورالعرفان شریف تفسیر)

Marfat.com

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۱ (سورۃ حٰم،سورۃ الحجرات)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنزالایمان شریف)

یعنی جس کام میں بھی جو حد اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے یا حضور نبی کریم ﷺ نے تو اس سے آگے نہ بڑھو۔اور ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقرر کردہ حد کے اندر ہی رہا جائے۔

بعض صحابہ نے بقرعید کے دن حضور اکرم ﷺ سے پہلے یعنی عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی سے روزے شروع کر دیتے تھے،ان لوگوں

کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی حقیقتاً حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور ﷺ پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ اس کے رسول پر پیش قدمی نہ کرو۔دوسرے یہ کہ راستہ چلنے،بات کرنے،کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا سختی سے منع ہے کیونکہ یہاں لَا تُقَدِّمُوْا مطلق ہے۔ تیسرے یہ کہ بعض ادب والے لوگ اپنے بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے۔ان کا ماخذ یہی آیتِ مبارکہ ہے۔(نور العرفان)

اس آیت کریمہ کے حکم کے مطابق جس کام میں بھی جو حد اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے یا حضور اکرم ﷺ نے جو احکامات صادر فرمائے ہیں تو ہر مسلمان کو ان حدود سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے بلکہ مقرر حدود کے اندر رہا جائے اور سرکار دو عالم ﷺ کی انتہائی درجے کی تعظیم اور توقیر کرنی چاہیے۔

سرکار ﷺ کو ان کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی تعظیم و توقیر اور اعزاز و اکرام اور دل سے احترام کرے۔آپ ﷺ کا نام لے کر یہ نہ پکارے بلکہ "یارسول اللہ" اور "یانبی اللہ" کہے۔ یہ حکم سابقین انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کو نہیں تھا۔اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (پارہ:۱۸،سورۃ النور)

ترجمہ: نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے انہیں جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر۔پس ڈرنا چاہیے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں

رسول کریم کے فرمان کی کہ (کہیں) انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آلے۔ (ضیاء القرآن جلد سوم)

ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر نے کہا اسی طرح قتادہ وزید بن اسلم نے کہا کہ لوگ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یا اباالقاسم کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اکرام وتعظیم کے لئے اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ یارسول اللہ، یانبی اللہ کہا جائے۔ (ابن کثیر)

سابقہ امتیں اپنے انبیاء کرام کو جس طرح پکارتی تھیں اس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے صرف چند آیات پیش کی جارہی ہیں۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا۔ (سورہ ہود: ۳۲)

ترجمہ: انہوں نے کہا اے نوح! تم ہم سے بہت بحث کر چکے۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ۔ (الشعراء: ۱۶۷)

ترجمہ: وہ بولے اے لوط! اگر تم باز نہیں آئے۔

قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ۔ (الاعراف: ۱۳۴)

ترجمہ: وہ بولے اے موسیٰ! ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو۔ (خصائص رسول ص ۶۴)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ (سورۃ الحجرات)

Marfat.com

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی ﷺ کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ اس کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (کنزالایمان شریف)

اس آیت مبارکہ کے شروع میں فرمایا: (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) یعنی یہ خطاب تمام مؤمنین کو ہے اور یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔ تمام مؤمنوں کو مخاطب کرنے کے بعد ارشاد فرمایا گیا کہ اگر تمہیں کبھی میرے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں شرفِ باریابی نصیب ہو اور ان سے ہمکلامی کی سعادت حاصل ہو تو یہ خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔ جب کبھی بھی بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری دو تو ادب واحترام کی تصویر بن جاؤ۔ اگر اس سلسلے میں تھوڑی سی بھی غفلت اور لاپرواہی برتی تو تمہاری ساری زندگی کے اعمالِ صالحہ ضائع ہو جائیں گے۔

آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ نے ان خوش نصیب لوگوں کے دلی تقویٰ و پرہیزگاری کا ذکر فرمایا ہے جو حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آپ کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں ادب واحترام کے لئے اپنی آوازوں کو بڑے ہی ادب سے پست کرتے تھے وہ جلیلۃ القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہم خصوصی طور پر شامل ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں جو انفرادی بات موجود ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ادب وتقویٰ کو دل کا تقویٰ قرار دیا ہے۔

بندہ مؤمن جتنی بھی عبادت و ریاضت کر لے اسے صرف بدن کا تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام سے دل کا تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ پھر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان ادب واحترام کرنے والوں کو دو خوشخبریاں بھی عطا فرمائی ہیں: پہلی خوشخبری کے طور پر فرمایا کہ ان کے لئے الحمد للہ بخشش ہے اور دوسری خوشخبری یہ دی کہ ان کے لئے اجرِ عظیم ہے۔

حاصل کلام یہ کہ اللہ ربّ العزّت نے سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم یہ ادب ملحوظ خاطر نہ رکھو گے تو تمہاری ساری زندگی کی نیکیاں ضائع ہو جائیں گی، اور بڑے ہی ادب سے آواز نیچی رکھنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور انہیں انعام واکرام سے نوازنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی برحق کتابِ مبین ہے۔ ان احکامات پر عمل کرنا حق تعالیٰ کے احکامات کو بجالانا ہی ہے۔ ہمیں بڑے ہی عقیدے اور بڑے ہی ادب سے ان احکامات کو دل سے ہی ماننا چاہیے اور اسی میں ہم سب کی نجات بھی ہے۔

یہ آیت مبارکہ حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ صحابی کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے۔ انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو۔ حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشیں ہو گئے اور مجبوری کے تحت کہ کہیں مجھ سے بے ادبی نہ ہو جائے، بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر نہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت ثابت بن قیس کے پڑوسی تھے۔ حضرت سعد نے ثابت بن قیس سے پوچھا وہ بولے، اونچی آواز سے بولنے کی وجہ سے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں کیونکہ سرکار کے سامنے میری آواز اونچی ہو گئی تھی۔ سبحان اللہ! سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ثابت سے کہہ دو کہ وہ جنتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر ایک ادنیٰ سی بھی گستاخی یا بے ادبی کی جائے تو وہ کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے؟۔ اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ نہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور اور نہ ہی روضہ اقدس پر چلا کر بولو اور نہ ہی انہیں عام القاب سے پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو جیسے چچا، ابا، بھائی، بھیا یا بشر نہ کہو۔ بڑے ہی

Marfat.com

ادب سے انہیں یا سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ۔

یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ یہ حضرات اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہایت ہی دھیمی آواز میں گفتگو کرتے تھے معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَى الۡقُلُوۡبِ۝۳۲ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دل اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں اور جو انہیں فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے جیسے اللہ کا ایک ہونا یقینی ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں جلیلۃ القدر اصحابی رضی اللہ عنہم کا ثواب و اجر ہمارے خیال و وہم سے بھی بالاتر ہے کہ اللہ رب العزت نے اسے عظیم فرمایا ہے جبکہ تمام دنیا قلیل ہے اور ان کا ثواب عظیم ہے۔

(ماخذ از نور العرفان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھنے کا حکم دیا ہے اور ان لوگوں کی عظمت بیان کی کہ جو ان آداب کو پیش نظر رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان مؤدب بندوں کے بارے میں یہ اعلان کر دیا کہ یہ دل کے متقی ہیں اور ان کے دو اجروں کا ذکر کیا۔ ایک بخشش کا اور دوسرا اجر عظیم۔ یہ سب کچھ اب بھی ویسے ہی ہے جیسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری زندگی میں تھا۔ اب بھی اگر کوئی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے تو اس کو دل کا تقویٰ حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بخشش اور اجر عظیم کا وافر حصہ ملے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر یا بھائی وغیرہ کہنا حرام ہے

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ نبی جن یا بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے۔ یہ صرف دنیاوی احکام ہیں۔ ورنہ بشریت کی ابتداء تو حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں۔ جبکہ حضور پُرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس وقت بھی نبی تھے جس وقت حضرت آدم علیہ السلام آب وگل میں تھے۔ سرکارِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرماتے ہیں: كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ○

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں بشر نہیں۔ سب کچھ صحیح لیکن ان کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنا یا حضور علیہ السلام کو یا محمد، یا کہ اے ابراہیم کے باپ، یا اے بھائی، باوا، وغیرہ اپنی برابری کے الفاظ سے یاد کرنا **حرام** ہے اور اگر اہانت کی نیت سے پکارا تو وہ **کافر** ہے۔ عالمگیری وغیرہ فقہ کتب میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کو "هٰذَا الرَّجُلُ" یہ مراد اہانت کی نیت سے کہے تو کافر ہے بلکہ یارسول اللہ، یاحبیب اللہ، یاشفیع المذنبین وغیرہ یعنی عظمت کے کلمات سے یاد کرنا لازم ہے۔ شعراء جو اشعار میں "یا محمد" لکھ دیتے ہیں وہ تنگی موقع کی وجہ سے ہے۔ پڑھنے والے کو لازم ہے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ لیا کرے۔ اسی طرح جو کہتے ہیں کہ:

؎ واہ کیا جود وکرم ہے شہِ بطحیٰ تیرا

یہ انتہائی ناز کا کلمہ ہے جیسے اے آقا میں تیرے قربان، اے ماں تو کہاں ہے؟، اے اللہ تو ہم پر رحم فرما، اس "تو" اور "تیرے" کی حیثیت اور ہے۔ مدارج النبوت جلد اول میں آتا ہے کہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا نام لے کر نہ بلاؤ جیسے بعض کو بعض بلاتے ہیں۔ بلکہ یوں کہو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی توقیر وعزت کے ساتھ۔

معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا یا نام لینا ایسا نہ بناؤ جیسا کہ بعض لوگ بعض کو نام سے پکارتے ہیں جیسے یا محمد اور یا ابن عبداللہ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان کے عظمت والے القاب سے

Marfat.com

پکارو جیسے یا نبی اللہ، یارسول اللہ ﷺ جیسا کہ خود رب تعالیٰ فرماتا ہے:

(یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ، یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ)

ان آیات قرآنیہ اور اقوال مفسرین ومحدثین سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ادب ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے، ندا میں، کلام میں اور ہر ادا میں۔

◆ دنیاوی عظمت والوں کو بھی ان کا نام لے کر نہیں پکارا جاتا۔ ماں کو والدہ صاحبہ، باپ کو والد ماجد، بھائی کو بھائی جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اگر کوئی اپنی ماں کو باپ کی بیوی، یا باپ کو ماں کو شوہر کہے یا اس کا نام لے کر پکارے یا اس کو بھیا وغیرہ کہے۔ تو اگرچہ بات تو حقیقت میں سچی ہے مگر ان الفاظ کو بے ادبی اور گستاخی کہا جائے گا کہ برابری کے کلمات سے کیوں یاد کیا۔ جبکہ حضور ﷺ تو خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں اس لئے ان کو نام سے پکارنا یا بھائی وغیرہ کہنا یقیناً **حرام** ہے۔

گھر میں بہن، ماں، بیوی، بیٹی سب ہی عورتیں ہیں مگر ان کے نام اور کام اور احکام سب جداگانہ ہیں۔ جو ماں کو بیوی یا بیوی کو ماں کہہ کر پکارے وہ بے ایمان ہی ہے۔ اور جوان کو ایک ہی نگاہ سے دیکھے وہ مردود ہے۔ ایسے ہی جو نبی ﷺ کو امتی یا امتی کو نبی کی طرح سمجھے وہ ملعون ہے دیوبندیوں نے نبی کو امتی کا درجہ دیا، یا ان کو ان کے پیشوا مولوی اسماعیل نے سید احمد بریلوی کو نبی کے برابر کر دی۔ دیکھو صراطِ مستقیم کا خاتمہ۔ معاذ اللہ۔

◆ رب تعالیٰ جس کو کوئی خاص درجہ عطا فرمائے اس کو عام القاب سے پکارنا اس کے ان مراتب عالیہ کا انکار کرنا ہے۔ اگر دنیاوی سلطنت کی طرف سے کسی کو نواب یا خان بہادر کا خطاب ملے تو اس کو آدمی یا آدمی کا بچہ کہنا یا بھائی وغیرہ کہنا اور ان القاب سے یاد نہ کرنا جرم ہے کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم حکومت کے عطا کئے ہوئے ان خطابات سے ناراض ہو۔ تو جس ذاتِ عالی کو رب کی طرف سے نبی، رسول کا خطاب ملے تو اس کو ان القاب کے علاوہ بھائی وغیرہ کہنا **جرم** ہے۔

Marfat.com

◆ خود پروردگارِ عالم نے قرآن کریم میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو "یا محمد، یا اخا مؤمنین" کہہ کر نہیں پکارا بلکہ "یا اَیُّها النّبی، یا ایُّها الرّسول، یا ایُّها المزمّل، یا ایُّها المدثّر" وغیرہ وغیرہ پیارے پیارے القابات سے پکارا۔ وہ تو سرکار ﷺ کا اور سارے جہانوں کا رب ہے وہ تو کسی بھی نام سے پکار سکتا تھا۔ جب اللہ ربّ العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو ادب و احترام سے پکارا تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ ان کو بشر یا بھائی کہہ کر پکاریں۔

◆ قرآن کریم نے کفّارِ مکہ کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کرام کو بشر کہتے تھے۔ تو یاد رکھنا کہ انبیاء کرام کو بشر وغیرہ کہنا یہ مسلمانوں کا نہیں بلکہ کفّار کا طریقہ ہے۔ اس ضمن میں قرآنی آیات ملاحظہ ہو:

قَالُوْٓا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

ترجمہ: کافر بولے نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم نقصان والے ہو۔

اس قسم کی بہت سی آیات ہیں۔ اسی طرح مساوات بتانا یا انبیاء کرام کی شان گھٹانا ابلیس لعین کا طریقہ ہے کہ اُس لعین شیطان نے کہا:

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

ترجمہ: خدایا تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اُن (آدم علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

مطلب یہ ہے کہ میں (یعنی شیطان لعین) ان سے افضل ہوں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ ہم میں اور پیغمبروں میں کیا فرق ہے؟۔ ہم بھی بشر وہ بھی بشر بلکہ ہم زندہ اور وہ مُردے۔ یہ سب شیطانی اور ابلیسی کلام ہے۔ (جاء الحق، ص: ۱۷۳)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں سے اجتناب کا حکم

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ۝۲۰ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۝۲۱ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ

(پارہ:۲۸،سورۃ المجادلہ،آیت:۲۰ سے ۲۲)

ترجمہ: بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ اللہ لکھ چکا کہ میں ضرور غالب آؤں گا اور میرے رسول۔ بے شک اللہ قوت والا عزت والا ہے۔ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان شریف)

معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت حقیقتاً اللہ کی مخالفت ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی دانست میں اللہ کی مخالفت نہیں کرتا۔ کافر کفر بھی کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ رب اس سے راضی ہے۔ ہاں حضور کی مخالفت کرتے ہیں اسے رب نے اپنی مخالفت فرمایا۔ قیامت میں تو یقیناً اور کبھی دنیا میں بھی یہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں اگرچہ دنیا میں کچھ ظاہری عزت پالیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس لئے کوئی نبی میدان جہاد میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید نہیں ہوئے۔ اور جو انبیاء کرام کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے وہ مجاہد نہ تھے۔ اور ان کی شہادت ان کے غلبہ کا ذریعہ ہوئی کہ دین کا غلبہ ہوا۔ ساری ایمانی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ بعض ایمانی چیزیں فرما

Marfat.com

کر کُل مراد لی گئی ہے۔

کامل مؤمن کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل کفار کی طرف نہیں جھکتا اور اُن سے مطلقاً الفت نہیں ہوتی۔ اس کے ماں باپ، بھائی بہن کافر ہوں تو اس کے دل میں اُن سے اُلفت نہیں ہوتی۔ محبت الٰہیہ دِل میں دشمنانِ دین کی محبت نہیں آنے دیتی۔ اس آیت سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر مؤمن اور کافر کو اپنا بھائی سمجھو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامل ایمان عطا اور نصیب فرمائے۔ آمین

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی مبارک اس آیت کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتی۔ ابوعبیدہ ابن جراح نے جنگِ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا۔ جبکہ حضرت علی مرتضیٰ نے بدر میں عتبہ ابن ربیعہ کو قتل کیا۔ حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو اور مصعب ابن عمیر نے اپنے سگے بھائی عبداللہ ابن عمیر کو جنگ بدر میں قتل کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو پکارا کہ نزدیک آ اور باپ بیٹے کے دو دو ہاتھ ہو جائیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ بعد میں عبدالرحمن ایمان لے آئے۔ یہ ہے اس آیت پاک کی تفسیر۔

روح سے مراد قرآن کریم ہے یا حضرت جبرائیل ہیں، یا غیبی مدد۔ خیال رہے کہ دنیا میں صحابہ کرام یا مسلمانوں پر تکالیف آنا، اس آیت کے خلاف نہیں وہ تکالیف گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں، نیکوں کے درجات بلند ہونے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ایک ہی طاعون کفار کے لئے عذاب ہے اور مؤمنوں کے لئے رحمت۔ اس پر صبر کی توفیق ملنا بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔ (نور العرفان شریف)

اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا چاہے کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو، چاہے کتنا ہی عزیز ہو، تمہارے کسی تعلق کا روادار نہیں بلکہ فوراً اس سے دور ہو جانا چاہیے کیونکہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

Marfat.com

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرعی حکم

آقاءِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی، بے ادبی اور توہین کرنا بالاجماع کفر ہے اور توہین و بے ادبی کا مرتکب بالاتفاق واجب القتل ہے۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

"بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی بکی، یا آپکو کوئی عیب لگایا، یا آپ کی ذاتِ اقدس، صفات، نسب، دین، سیرت، حکومت یا عادت اور خصلت مبارک میں کوئی نقص اور عیب لاحق کیا، یا ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سب وشتم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ کی قدر و منزلت کو گھٹایا یا آپ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ کی شان میں تحقیر و تصغیر کی یا آپ کے لئے بد دعا کی یا آپ کے نقصان کی تمنا کی یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کیا جو آپ کے منصب کے لائق نہیں یا رذیل کلام اور جھوٹے قول سے آپ کا مذاق اڑایا تمسخر کیا یا ان چیزوں کی وجہ سے آپ پر کوئی بھی عیب لگایا جو آزمائشوں کی وجہ سے آپ پر جاری ہوئیں جیسے فقر اختیاری وغیرہ یا بعض عوارضِ بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ کی تحقیر و تنقیص کرے۔ ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب ہونے پر اس شخص کے کافر ہونے اور واجب القتل ہونے پر تمام علماء حق، مفسرین، فقہاء کرام، صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے دور سے لیکر آج تک سب کا اجماع اور اتفاق ہے۔"

(عظمت و تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۱۸، بحوالہ شفاء جلد ۲ ص ۲۰۴)

اس بارے میں ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔ بہرحال وہ آیتیں بہت ہیں جو شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل یا ان میں سے کسی ایک پر دلالت کرتی ہیں جبکہ وہ گستاخ ذمی نہ ہو۔

Marfat.com

اگرچہ بظاہر مسلمان کہلاتا ہو اس کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بالکل اتفاق و اجماعی ہے جس طرح کثیر افراد سے نقول گزریں۔ (عظمت و تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۱۹)

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آواز پست کرنے کا استدلال

اِسی آیت مبارکہ سے علماء نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مؤمن کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کا شرف حاصل ہو تو وہاں بھی اپنی آواز ہرگز اونچی نہ کرے بلکہ نہایت پست رکھے۔

درسِ قرآن، درسِ حدیث ہو رہا ہو تو وہاں بھی آواز پست رکھے۔ علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہو تو وہاں بھی آواز بلند نہ کرے۔ اپنے پیر و مرشد کی مجلس میں حاضر ہو تو وہاں بھی ادب و احترام ملحوظ رکھے۔ بزرگوں اور والدین کریمین کا بھی سختی سے ادب و لحاظ ہر صورت میں رکھو اور ان کے سامنے بھی اپنی آواز ادب والی پست رکھو۔

بارگاہِ رسالت میں اگر کوئی اس طرح اونچا بولے گا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعتِ نازک کو اذیت پہنچے تو یہ ہر صورت میں منع ہے۔ لیکن شرعی ضرورت کے لئے ہو تو بلند آواز سے بولنا منع نہیں، مثلاً حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بلند آواز سے آذان دیتے تھے کہ یہ موقع کی ضرورت تھی۔ جنگ میں بلند آواز سے نعرے لگائے جاتے تھے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلند آواز سے صحابہ کرام کو بلانے کا حکم دیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے ہی نعت پاک اور قصیدہ پڑھا کرتے تھے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بلند آواز سے قصیدہ پڑھا۔ (روح المعانی)

ان آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کا ادب و احترام ہی ایمان کی اصل اور دِل کا تقویٰ ہے۔

Marfat.com

اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا عہد توڑیں تو وہ مرتد اور واجب القتل ہو جائیں گے

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

(پارہ:۱۰،سورۃ التوبہ)

ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر مُنہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔ (کنزالایمان شریف)

معلوم ہوا کہ اگر ذمی کافر نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے یا اسلام پر اعتراضات کا مُنہ کھولے تو اس کا عہد اور ذمہ ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ذمی کفار پر ہمارے اسلام کا احترام ضروری ہے۔ یعنی اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو ستانے والوں سے جہاد کرو۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا فنا کرنا یا انہیں جبراً مسلمان بنانا نہیں بلکہ اُن کا زور توڑ دینا مقصد ہے۔ (نورالعرفان شریف)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ جو حقیقت میں دین کا منبع اور مرکز و محور ہیں کی شان میں گستاخی یا طعن کرتا ہے تو اس کا اسلام سے عہد ٹوٹ گیا اور وہ مرتد ہو گیا۔ مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔ اسلئے اسے قتل کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ بے شمار آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ کافر اور مرتد ہے اور واجب القتل ہے۔ (عظمت و تعظیم مصطفیٰ ﷺ،۱۱۷)

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

مِنۡكُمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۱﴾
يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ لِيُرۡضُوۡكُمۡ‌ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ
اِنۡ كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ‏ ﴿۶۲﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّهٗ مَنۡ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ
فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيۡهَا‌ ؕ ذٰ لِكَ الۡخِزۡىُ الۡعَظِيۡمُ‏ ﴿۶۳﴾

(پارہ:۱۰،سورۃ التوبۃ)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں۔ اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور رسول کے تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہی بڑی رسوائی ہے۔ (کنزالایمان شریف)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کام سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا ہو وہ حرام ہے۔ اگر کسی کی نماز سے حضور کو ایذا پہنچے تو وہ نماز بھی حرام ہے اور اگر کسی وقت نماز قضا کرنے سے حضور راضی ہوں تو نماز قضا کرنی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دینا کفر ہے۔ کیونکہ دردناک عذاب کفار کو ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دینا اور ہے اور کسی کے کسی کام سے ایذا پہنچ جانا کچھ اور ہے۔ بہرحال ایذا دینا کفر ہے۔ ورنہ ہمارے گناہوں سے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے مگر اس سے ہم کافر نہیں ہوتے۔ البتہ حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دینے کے لئے گناہ کرنا کفر ہے۔

یہ آیت کریمہ اُن منافقوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اکیلے میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آکر جھوٹی قسمیں کھاجاتے تھے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔

اسی آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

کو بھی راضی کرنے کی نیت کرنی شرک نہیں۔ایمان کا کمال ہے۔حضور ﷺ کے نام پر رب کی عبادت کرنا ثواب ہے جیسے حضور ﷺ کے نام کی قربانی کرنا، حج کرنا کہ یہ ان کی رضا کا ذریعہ ہے۔حضور ﷺ نے اپنی امت کے نام کی قربانی فرمائی تھی۔

اس طرح کہ ان کے احکام کو ناحق جان کر خلاف کرے۔لہٰذا اس سے وہ گنہگار مسلمان خارج ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کو حق جان کر اپنے آپ کو گنہگار جانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کر بیٹھتے ہیں۔کیونکہ اول چیز کفر ہے اور دوسری چیز کفر نہیں۔معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور رسوا ہونا کافروں کے لئے ہے۔گنہگار مومن اگر دوزخ میں جائے گا تو عارضی طور پر صاف ہونے کے لئے جیسے گندا سونا صاف کرنے کے لئے بھٹی میں رکھا جاتا ہے۔اور کوئلہ بھٹی میں جاتا ہے وہاں ہی جلنے کے لئے،کفار دوزخ کے کوئلے ہیں اور گنہگار مسلمان گندے سونے کے طور پر صرف گناہوں سے پاک کرنے کے لئے عارضی طور پر دوزخ میں جائے گا۔یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم کی مخالفت کا وہی درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کا ہے۔حضور کی مخالفت دینی یا دنیاوی امور میں سے کسی میں بھی ہو وہ کفر ہے۔

(ماخذ از نور العرفان شریف)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں کوئی عذر قبول نہیں۔(خزائن العرفان شریف)

اسی طرح وہ کام گناہ ہے جو حضور ﷺ کو ناراض کرے۔جیسا کی رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦١﴾ (سورۃ التوبہ)

یہاں (لَهُمْ) کے مقدم ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اُن ہی کو عذاب ہوتا ہوگا جو حضور ﷺ کو ایذا دیں۔معلوم ہوا کے ہر کافر کے کفر اور مومنوں کے گناہ سے حضور ﷺ کو ایذا ہوتی ہے۔اگر کسی کی عبادت سے حضور ﷺ ناراض ہیں تو وہ عبادت گناہ ہے۔اور کسی کی خطا سے حضور ﷺ راضی ہوں تو وہ خطا عین عبادت ہے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غار میں سانپ سے اپنے آپ کو کٹوا لینا خودکشی نہیں بلکہ عین عبادت ہے۔ابو امیہ ضمری کا مجبوری کلمہ

Marfat.com

کفر منہ سے نکال دینا کفر نہیں۔ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز عصر قضا کر دینا گناہ نہیں بلکہ عبادت تھا کہ ان چیزوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی تھے مگر فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی حیاتی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دوسرا نکاح گناہ تھا کہ اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچتی۔ عرفات میں نماز مغرب قضا کرنا عبادت ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں۔ (شان حبیب الرحمٰن: ۱۰)

تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۶۵۔۶۶)

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (کنزالایمان شریف)

غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے، یہ بالکل غلط ہے۔ تیسرا شخص خاموش تھا مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جا رہے تھے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے غیب کا علم دیا ہے کہ جو تنہائی میں باتیں کی جائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم اور خبر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ رضا بالکفر اصل میں کفر ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کی توہین ہے، کیونکہ ان منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی تھی مگر فرمایا:

اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ۔

یعنی حضور پر نور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا

Marfat.com

مذاق اڑانا ہے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔
اگلی آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے۔ کیونکہ استہزا کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا گستاخ مرتد ہے۔ (نور العرفان شریف)
اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ جس طرح بھی ہو اس میں کوئی عذر قبول نہیں۔ (خزائن العرفان شریف)

اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بناؤ

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَا رَسُولِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ (پارہ:۱۰، التوبہ ۹۔ آیت ۱۶)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بناؤ۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ (کنز الایمان شریف)
اس سے معلوم ہوا کہ مخلص اور غیر مخلص میں امتیاز کر دیا جائے گا اور مقصود اس سے مسلمانوں کو مشرکین کی موالات اور ان کے پاس مسلمانوں کے راز پہنچانے سے ممانعت کرنا ہے۔ (خزائن العرفان شریف)
اے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر جہاد فرض نہ ہو۔ یہ نہ ہوگا۔ جہاد تو مخلص اور منافق میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ مؤمن خوشی سے جانبازی کرتے ہیں جبکہ منافق ایسے موقع پر کفار کی جاسوسی کرتے ہیں۔ (نور العرفان شریف)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کو اپنا دوست بناؤ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ

Marfat.com

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

(پارہ:۶، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔ (کنزالایمان شریف)

جن کے ساتھ موالات حرام ہے ان کا ذکر فرمانے کے بعد ان کا بیان فرمایا جن کے ساتھ موالات واجب ہے۔ اس آیت کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی۔ انہوں نے سید عالم رسولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری قوم قُرِیظہ اور نَضِیْر نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسمیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست (ہم نشینی) نہ کریں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر اور مؤمنین کے دوست ہونے پر۔ اور اس آیت کا حکم تمام مؤمنین پر عام ہے اور سب ایک دوسرے کے دوست اور محب ہیں۔
(تفسیر خزائن العرفان شریف)

یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا ہے اور قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا بائیکاٹ کریں گے۔ اس پر فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے ہیں تو تمہیں اللہ اور رسول اور مسلمان تو مل گئے ہیں جو زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کو دوست یا مددگار بنانا

Marfat.com

(حکم الٰہی کے عین مطابق) مومنو کا طریقہ ہے اور ان سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور ان سے عداوت اللہ سے عداوت ہے۔ دوسری یہ کہ مسلمان کو ہمیشہ اپنی قوم میں رہنے سے عزت وغلبہ ملے گا۔ یاد رکھیئے اپنی قوم سے کٹ کر کفار سے ملنا ذِلت کا باعث ہے۔ وہی شاخ ہمیشہ ہری اور سرسبز رہتی ہے جو اپنی جڑ سے وابستہ رہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اے ایمان والو! مسلمانوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط (پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت: ۱۴۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا۔ (کنز الایمان شریف)

یعنی کافروں سے دوست کرنا منافقین کا کام ہے تُم اس سے بچو۔ خیال رہے کہ مؤمن کافروں کا رشتہ دار تو ہوسکتا ہے مگر اس آیت کریمہ کے حکم کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا ہے کہ کافروں کا اپنا دوست ہرگز نہ بناؤ۔ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح تو حلال ہے مگر اس کے باوجود ان (کافروں) سے دوستی حرام ہے۔ رشتہ اور ہے جبکہ دوستی اور۔ اور دل کا میلان کچھ اور ہے۔ کل قیامت میں اللہ تعالیٰ تمہیں کفار کی دوستی کی وجہ سے دوزخ میں بھیجے گا کیونکہ وہاں ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہوگا۔ تو ایسی دوستی اور اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب سے دِل سے خوف کھائیں۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

منافق دوزخ کے سخت ترین طبقہ نارِ جہنم میں انتہائی سخت عذاب میں ہوں گے

(والمحصنٰت پارہ ۵، النسآء آیت ۱۴۵) میں آتا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

نَصِیْرًا ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ (کنزالایمان شریف)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں اور ان کے لیے عذاب سخت ترین ہے دوسرا یہ کہ دوزخ کے تمام طبقوں میں نچلا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے پیپ اور خون وغیرہ بہہ کر پہنچتے ہیں۔جیسے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علیین بہترین ہے۔تیسرا یہ کہ منافقوں کا مددگار کوئی نہیں جبکہ مؤمنین کے مددگار اللہ تعالیٰ نے بہت مقرر فرمائے ہیں۔جو کہتا ہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے منافق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ (نورالعرفان شریف)

بلندی کی طرف جو یکے بعد دیگرے درجے ہوتے ہیں۔انہیں اہل عرب درجات کہتے ہیں اور پستی کی طرف یکے بعد دیگرے جو درجے ہوتے ہیں انہیں درکات کہتے ہیں۔ جہنم کے مختلف طبقات کے عُلی سبیل التنزل یہ نام ہیں: ۱۔جہنم ۲۔لظی ۳۔حطمہ ۴۔سعیر ۵۔سقر ۶۔جحیم ۷۔ہاویہ سب سے نیچے۔منافقوں کا یہی ٹھکانا ہے۔ (قرطبی) اللہ اپنے محبوب ﷺ کے طفیل دوزخ کی لُو (گرمی) سے بھی ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

(ضیاء القرآن شریف جلد اول)

منافق کے لئے عذاب کافر سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں اظہارِ اسلام کر کے مجاہدین کے ہاتھوں بچا رہا ہے اور کفر کے باوجود مسلمانوں کو مغالطہ دینا اور اسلام کے ساتھ استہزا کرنا اس کا شیوا رہا ہے۔ (خزائن العرفان شریف)

رسول اللہ ﷺ کو ہرگز اذیت نہ پہنچاؤ

وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (پارہ:۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت:۵۳)

ترجمہ: اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول ﷺ کو۔

(ضیاء القرآن شریف ج ۴)

ارشاد فرمایا کہ تمہیں کسی بھی ایسے کام کرنے کی اجازت نہیں جس سے میرے رسول ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ تمہارا فرض ہے کہ ہر ایسے کام سے اجتناب کرو جو نبی کریم ﷺ کی گرانئ طبع کا سبب بن سکتا ہو۔ (ضیاء القرآن شریف)

یہ حکم عام ہے۔ ہماری جس ادا سے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچے وہ حرام ہے۔

(نور العرفان شریف)

جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت اور ذلت کا عذاب ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ○ (ومن یقنت ۲۲۔ الاحزاب ۳۳۔ آیت ۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(کنز الایمان شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور اکرم ﷺ کو ایذا پہنچے وہ حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو۔ لہٰذا اگر حضور ﷺ کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے حضور ﷺ کو راحت پہنچے تو وہ نماز چھوڑنی فرض ہے۔ اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خیبر میں نماز عصر حضور ﷺ کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرے جس سے وہ منزہ ہے یا اس کے محبوب بندوں کو ستائے۔ حضور اکرم ﷺ کو ایذا دینا یہ ہے کہ حضور کے کسی بھی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھے یا کسی بھی قسم کا طعن کرے یا آپ کے ذکر خیر کو روکے، آپکو عیب

Marfat.com

لگائے۔اس قسم کے لوگ دنیااور آخرت میں لعنت اور عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔

(نورالعرفان شریف)

یہ آیت مبارکہ غزوہ بدر کے متعلق ہے کہ کافروں کو ذلت اور رسوائی اس لئے ملی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق ﷺ کے نافرمان تھے اور یہ قانون ہمیشہ کے لئے ہے کہ جو کوئی بھی نبی برحق ﷺ کا گستاخ، نافرمان ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور ملعون ومقہور ہوگا خواہ وہ کتنا بڑا عالم وفاضل اور عابدوزاہد کیوں نہ ہو۔ابلیس لعین کی مثال اہلِ اسلام اور اہلِ کتاب سب کے سامنے ہے۔اگر حضرت آدم علیہ السلام کے انکار کا یہ بدلہ ہے تو سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ کے انکار کا بدلہ کیا ہوگا؟

جو اللہ اور رسول ﷺ سے مخالفت کرے اسے اللہ کا سخت عذاب ہوگا

وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴﴾ (پارہ:۲۸،سورۃ الحشر)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پھٹا رہے (مخالفت کرے) تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔(کنزالایمان شریف)

یعنی جو افتاد بنی نضیر پر پڑی اور بستے رستے گھروں سے انہیں کان پکڑ کر باہر نکال دیا گیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے اور نافرمانی کو اپنا وتیرہ بنالیا تھا۔جو بھی اس جرم کا ارتکاب کریگا اس کا انجام ظاہر ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو ایسی شدید سزا دیتا ہے کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا۔(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

جو اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرے اس پر اللہ کا عذاب سخت ہے

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾

(پارہ:۹،سورۃ الانفال)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت

ہے۔ (کنز الایمان شریف)

ان مشرکوں نے خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کی تھی۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔ پھر کافروں کو مخاطب ٹھہرا کر فرمایا کہ اب تو دنیا میں یہ عذاب چکھ لو قتل و گرفتار ہو اور آخرت کے واسطے الگ جہنم میں عذاب ہوگا۔ (یہ آیت جنگ بدر میں نازل ہوئی تھی) (تفسیر مظہر القرآن شریف)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مندرجہ بالا ان آیات میں واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ جو شخص ایمان لانے کے بعد فرمودۂ محبوب خدا ﷺ کی نافرمانی کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔ ایک آیت میں تو واضح اعلان کر دیا ہے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی نافرمانی کرنے والے کے لئے عذاب الیم ہے۔ رب العالمین کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کو تکلیف دینے والے اور ان کے نافرمان کس قدر ناپسند ہیں بلکہ مقہور (قہر زدہ) ہیں کہ ایسے اشخاص کے لئے خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کرے سخت عذاب اور جہنم کا وارث ٹھہرایا ہے جہاں وہ ہمیشہ سخت ترین عذاب الٰہی میں رہیں گے۔ یاد رکھیئے کہ فرمودۂ رسول ﷺ کی مخالفت سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور سب نیکیاں اکارت ہو جاتی ہیں۔ اس سے ذرہ سبق حاصل کرو۔ یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ رب العزت صرف ظاہری ہی نہیں بلکہ ہمارے دلوں کے حال کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے اس قسم کا تھوڑا سا بھی غلط خیال سرکار ﷺ کے بارے میں دل میں لانا سخت پکڑ کا مؤجب ہو سکتا ہے۔

ہم مسلمانوں کو چاہیے اگر خدانخواستہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے تو فوراً اس سے توبہ استغفار کریں یعنی اس غلطی، کوتاہی اور ارتکاب جرم سے وقت ضائع کئے بغیر فوراً ہی پہلی فرصت میں اللہ کریم سے بخشش مانگیں۔ ہو سکے تو سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں چلے جاؤ معافی مانگو، انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری شفاعت ہو جائے گی۔

جو رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کرے اور مسلمانوں کی راہ

سے جدا رہے اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾ (پارہ:۵،سورۃ النساء،آیت:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس پر احکام شریعہ لازم نہیں صرف عقیدہ توحید کافی ہے کیونکہ اس نے رسول ﷺ کی مخالفت نہ کی۔ نیز جو بے علمی میں گناہ کر بیٹھے اس پر مخالفتِ رسول کا گناہ نہ ہوگا۔ مخالفتِ رسول جب ہے کہ دیدہ دانستہ حضور کی نافرمانی کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ مخالفتِ رسول فی العقیدہ کفر ہے اور فی العمل فسق ہے۔

معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم شریف، فاتحہ، محفل میلاد شریف، عرس بزرگان عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں، لہٰذا یہ بہتر کام ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا کام ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اسلام میں آ کر کافر ہو گئے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا

Marfat.com

لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ (پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ اور رسول ﷺ نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا اور نہ مددگار۔ (کنز الایمان شریف)

منافقین جو دل سے ایمان نہیں لائے تھے بلکہ محض دنیاوی مفادات اور سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ جب وہ الگ بیٹھتے تو اسلام اور رسولِ اسلام ﷺ کے خلاف گستاخیاں کرتے اور جب ان کا راز فاش ہو تو اپنی براءۃ ثابت کرنے کے لئے جھوٹی قسموں کے پل باندھ دیتے یہ واللہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان جھوٹی قسموں سے تم خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہو جو سب رازوں کا جاننے والا ہے۔ تم نے یہ باتیں کہیں اور اظہارِ اسلام کے بعد پھر کفر اختیار کر لیا۔ اس ضمن میں یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو بارہ تیرہ منافقوں نے تہیہ کر لیا کہ جب رات کو حضور ﷺ سفر کر رہے ہوں گے اور کسی گھاٹی کے دہانے پر پہنچیں گے تو انہیں دھکا دے کر گرا دیا جائے۔ چنانچہ سرکارِ دوعالم ﷺ تشریف لا رہے تھے۔ حذیفہ بن یمان اونٹنی کی نکیل پکڑے آگے آگے تھے اور عمار پیچھے پیچھے۔ جب اونٹنی ایک گھاٹی کے کنارے پر پہنچی تو بارہ آدمی جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے وہ لوگ راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے عتاب آلود آواز سے جب انہیں للکارا تو وہ بھاگ گئے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے حذیفہ اور عمار سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے انہیں پہچانا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول ﷺ! انہوں نے منہ چھپائے ہوئے تھے۔ ہم تو

Marfat.com

انہیں پہچان نہ سکے۔ حضور پرنور، شافع یوم نشور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ازلی بدبخت ہیں۔ قیامت تک کہ منافق ہی رہیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کے یہ اس مقصد کے لئے آئے تھے کہ وہ بدبخت مجھے کھائی میں گرادیں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ان کے قتل کا حکم کیوں صادر نہیں فرمادیتے؟ نبی کریم ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''نہیں'' میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ عرب یہ کہیں کہ محمد ﷺ ایک قوم کو ساتھ لے کر لوگوں سے لڑتا رہا اور اب جب غالب آگیا تو اسی قوم کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر عرض کیا اے اللہ! انہیں دبیلہ کا تیر مار۔ ہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! دبیلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ آگ کا شعلہ ہے جو ان کی رگِ دل پر پڑے گا اور انہیں ہلاک کر دے گا۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف، ج ۲، صفحہ ۲۲۳)

ان احسان فروشوں کو دیکھو کہ قرضوں کے بوجھ تلے دبے جا رہے تھے اور کھانے تک کو انہیں میسر نہ تھا۔ میرے رسولِ پاک ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ کی برکت سے کاروبار میں برکت ہوئی کھیتوں میں اناج پیدا ہونے لگا۔ مالِ غنیمت میں ان کو بھی حصہ ملنے لگا۔ اب جب ان کی مالی حالت اچھی ہوگئی تو بجائے اس کے کہ اللہ اور اس کے برحق رسولِ مکرم ﷺ نے انہیں جن نوازشات سے مالا مال فرمایا۔ تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتے، اُلٹا مخالفت پر آمادہ ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف ج ۲، صفحہ ۲۲۳)

ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد ظاہری کافر بھی ہوگئے کیونکہ منافقین درحقیقت پہلے ہی کافر تھے۔ جلاس نے عامر کے قتل کی کوشش کی مگر نہ کر سکا۔

اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ سے ظاہر ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسولِ اکرم ﷺ کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ رسول قریب ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرمادیتے ہیں۔ جو انہیں فقیر کہے وہ بے ادب اور بدنصیب ہے، اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے:

وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى ۞

رب انہیں غنی کر چکا۔ دوسرے یہ کہ کسی کا اللہ، رسول پر کچھ حق نہیں۔ انہوں نے جسے جو

Marfat.com

دیا اپنے فضل سے دیا۔ یاد رکھیئے! رب کی مخلوق ان (حضور اکرم ﷺ) کے در کی بھکاری ہے۔ تیسرے یہ کہنا بالکل جائز ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ نعمتیں دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ بے ایمان لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی نعمتیں پا کر سرکش ہو جاتے ہیں۔

بے یارو مددگار ہونا کفار اور منافقین کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ نے مؤمن کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

منافقوں کے لئے دعائے مغفرت ہرگز نہ کرو

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۸۰﴾ (پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو۔ اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنز الایمان شریف)

اس وقت تک منافقوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنی ممنوع نہ تھی۔ پھر منع فرما دیا گیا۔ یہاں ستر سے عدد مراد نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ مراد ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

جب یہ اوپر کی آیت مبارکہ نازل ہوئی تو منافقین کا نفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا تو منافقین رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے معذرت کر کے کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے استغفار کیجئے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا چاہے آپ ﷺ ان کے لئے استغفار ہی کریں۔

(ماخذ از خزائن العرفان شریف)

اس آیت میں اللہ پاک نے حضور اکرم ﷺ کو اس بات کی خبر دی کہ ان منافقوں کا

Marfat.com

خاتمہ کفر پر ہوا ہے اور ایسے لوگوں کی مغفرت نہ ہونے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس لیے یہ لوگ ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ ان کے واسطے استغفار کی دعا کی جائے۔ کیونکہ اگر ستر مرتبہ بھی ان کے واسطے آپ ﷺ استغفار کریں گے تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا۔ اس واسطے کے استغفار تو صرف گنہگار اور خطاوار کے حق میں فائدہ مند ہے نہ کہ جو سرے سے خدا اور رسول کی ساتھ کفر کر کے بغیر توبہ کئے مر گئے۔ اس لئے ان میں کے جو لوگ اس حال میں مر گئے نہ تو ان کی مغفرت ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان کے زندہ لوگوں کو توبہ کے لئے مجبور کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے موافق جیتے جی یہ لوگ اپنی اس گمراہی میں پڑے رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان منافقوں کی مذمت بیان کی جو غزوہ تبوک میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے ہمراہ جہاد میں نہیں شریک ہوئے اور سید دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں دیا اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کے جانے پر خوشی ظاہر کی اور لڑنے سے جی چرایا اور اپنے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھنا برا سمجھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے بڑے مرتبے اس شخص کے لئے ہیں جو جان مال سے جہاد میں شریک ہوں۔

(تفسیر مظہر القرآن جلد اول)

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا یہ طریقہ تھا کہ جب حضور انور ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو وہ کھڑا ہو جاتا اور خوشامد کرتے ہوئے کہتا کہ یہ رسول سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عزت و نصرت عطا فرمائے۔ جب اُحد کے بعد اس کا نفاق واضح ہو گیا تو پھر اس نے کسی موقع پر کھڑے ہو کر یہی الفاظ دہرائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن بیٹھ جاؤ۔ تیرا کفر اب چھپائے نہیں چھپ سکتا۔ دوسرے حاضرین نے بھی اسے ملامت کی۔ چنانچہ نماز پڑھے بغیر غصہ سے بل کھاتا ہوا وہ مسجد سے نکل کر چلا گیا۔ راستے میں کسی نے اسے کہا کہ کدھر بھاگے جا رہے ہو؟ حضور ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور ان کا دامن پکڑ لو۔ اور اپنی بخشش اور اپنی مغفرت کے لئے عرض کرو۔ اس

Marfat.com

بد بخت نے کہا کہ وہ میرے لئے مغفرت کی دعا مانگیں یا نہ مانگیں مجھے ذرا بھی پرواہ نہیں۔ یعنی مجھے ان کی مغفرت کی دعا کی ضرورت نہیں تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف جلد دوم)

ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۝۳۳ (پارہ:۷، سورۃ الانعام)

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں۔ تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ (کنزالایمان شریف)

اس آیت مبارکہ سے حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف صاف طور پر ظاہر ہے اور آپ کا تعرّب اِلَی اللہ معلوم ہوتا ہے۔ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ اخنس بن قیس ابو جہل کا بڑا دوست تھا۔ ایک بار اخنس کی ملاقات ابو جہل سے تنہائی میں ہوئی۔ اخنس بولا کہ ابوالحکم (یہ ابو جہل کا لقب تھا) یہ تنہائی کی جگہ ہے اور ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھ رہا ہے۔ میری تیری بات کی کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی۔ تو سچ بول دے محمد رسول اللہ ﷺ سچے ہیں یا نہیں؟ ابو جہل نے کہا اللہ کی قسم محمد ﷺ بے شک سچے ہیں۔ کبھی بھی کوئی جھوٹ اور جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہیں آیا۔ لیکن بات یہ ہے کہ میں انہیں اس لئے نہیں مانتا کہ ان کے خاندان یعنی قصی کی اولاد میں ہی تمام شرافتیں اور بزرگیاں جمع پہلے ہی ہیں۔ بیت اللہ کے پانی پلانے والے، خانہ کعبہ کے حاجب وغیرہ یہ ہی ہیں۔ اب اگر نبوت بھی ان میں پہنچ گئی تو باقی قریشیوں کے لئے کیا بچا؟ اور کون سی عزت باقی رہ گئی؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ کو جھوٹا ہرگز نہیں کہتے بلکہ ہم تو اس کتاب کو جھوٹا کہتے ہیں جو تم لائے ہو (خزائن)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے بلکہ مجھے کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کو تو صادق، امین، عقیل و فہیم مانتے تھے اور مانتے

ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حضورِ اقدس ﷺ کے کمالات کا انکار کرے **"وہ مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہیں"**

الحمدُ للہ اس آیت مبارکہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتِ شان چند طرح ثابت ہوئی اولاً تو اس طرح کے حضور ﷺ رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ اگر کسی کی بات سے دل مبارک کو رنج پہنچ جائے تو رب تعالیٰ آپ ﷺ کے دل کی تسکین فرماتا ہے۔ کفار تو ایذا پہنچا دیں مگر رب تعالیٰ انہیں تسلی دے۔ کفار بولتے تھے کہ آپ رسول نہیں، اس لئے خاطر اقدس پر ملال گزرتا تھا۔ تو اللہ ربّ العزت نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو کس انداز سے فرمایا کہ پیارے یہ تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ بے ایمان کفار لعین ہم کو اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اے میرے پیارے رسول! ﷺ تم کیوں رنج کرتے ہو؟

دوسرے اس طرح کہ حضور اقدس ﷺ کی ایسی پاک اور ستھری زندگی شریف ہے کہ دوست تو دوست دشمن بھی مانتے تھے کہ یہ ہستی امین ہیں، سچے ہیں اور کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ اگر دنیا میں کوئی ایسی ہستی گزری کہ جس نے کبھی خوش طبعی میں بھی بھول کر جھوٹ نہ بولا وہ صرف اور صرف صاحب لولاک ﷺ ہیں۔

قاعدہ ہے کہ انسان کے ہم وطن لوگ اور خاص کر لڑکپن کے دوست اس کی اندرونی اور بیرونی زندگی سے واقف ہوتے ہیں۔ غیروں میں پہنچ کر کوئی کیسا ہی پاک دامن بنے، مگر اپنوں میں بمشکل قبول ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ذات اقدس ہے کہ جب دعویٰ نبوت فرمایا تو سب سے پہلے لڑکپن کے ساتھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول کیا، مستورات میں سب سے پہلے سرکار ﷺ کی شریک حیات حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول فرمایا۔ جن لوگوں نے انکار بھی کیا تو محض حسد کی وجہ سے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کوئی ذرہ برابر بھی کوئی عیب نہ لگا سکے۔

تیسرے یہ کہ اس طرح اس آیت کریمہ کے یہ بھی معنیٰ ہو سکتے ہیں کہ اے محبوب ﷺ آپ کی نبوت کا انکار، آپ کے کمالات پر اعتراض اور آپ کی تعریف سے چڑ جانا یہ حقیقت

Marfat.com

میں ہمارا اور ہماری آیتوں کا انکار ہے۔ اگر سلطان کسی کو افسر اعلیٰ بنا کر اپنی رعایا کی طرف بھیجے اور لوگ اس افسر کی مخالفت کریں اور اُسے افسر نہ مانیں تو وہ درحقیقت بادشاہ کی مخالفت کرتے ہیں اور سلطنت کے باغی ہیں۔ تو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات سے انکار کرتا ہے وہ در پردہ خدا کی آیات کا انکار کرتا ہے۔

چوتھے اس طرح کی آیت کہتے ہیں رب تعالیٰ کی نشانی کو جس سے خدا تعالیٰ کو پہچانا جائے۔ آیات اس کی جمع ہیں نشانیاں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی ذات کی آیات ہیں۔ یعنی خدا کی ذات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا ذریعہ ہیں۔ ان کفار نے آپ کی نبوت و رسالتِ عظمیٰ کا انکار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کا انکار کر دیا۔

پانچویں یہ کہ دنیا کی ہر چیز قدرتِ الٰہی کی نشانی ہے۔ یعنی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پتہ دے رہی ہے۔ مگر دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کی نشانی ہے۔ سورج اللہ تعالیٰ کے نور کا پتہ دیتا ہے، پانی و ہوا خدائے پاک کی سخاوت کا خطبہ پڑھ رہے ہیں جبکہ حضور پر نور شافع یومِ نشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منور، اللہ تعالیٰ کی ذات اور ساری صفات الٰہیہ کے مظہر اعلیٰ ہے۔ اگر رب کا علم دیکھنا ہے تو علم مصطفیٰ دیکھو، اگر رب کی سخاوت کو دیکھنا ہے تو سخاوتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرو۔

؎ مالک کونین ہیں گو پاس رکھتے کچھ نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دعائے برکت دے دی تو سب باغوں میں سال میں ایک بار پھل آتا تھا جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دو بار پھل لگتے تھے۔
(مشکوٰۃ شریف باب الکرامت)

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو تھوڑے سے (جو) عنایت فرما دیئے تو تیس سال تک وہ (جو) ختم نہ ہوئے۔ (مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)

Marfat.com

ایک پیالہ پانی تھا آپ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں تو سرکار ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ سیکڑوں آدمیوں نے اس میں وضو کیا، غسل کیا، جانوروں کو پلایا اور مشکیزے بھر لئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر چار سیر آٹے سے تمام لشکر اور سارے مدینے والوں کو دعوت کھلا دی۔ **یہ ہے سخاوت مصطفیٰ ﷺ**۔

اگر قدرت کا نظارہ کرنا ہو تو محبوب ﷺ کی قدرت کو دیکھو کہ آپ نے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج واپس کر لیا۔ (شامی)

کوہِ ابو قبیس سے پورا چاند دو ٹکڑے کر ڈالا۔ (قرآن کریم)

رفع حاجت کے لیے دو درختوں کو جو دُور دُور تھے جمع فرما دیا۔

اگر نور الٰہی دیکھنا ہو تو جمالِ مصطفیٰ ﷺ دیکھو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات تھی، محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام حلّہ پہنے بیٹھے تھے۔ میں کبھی آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے مدینے کے چاند (سرکار نور مجسم ﷺ) کو۔ واللہ! شکل مصطفیٰ ﷺ چاند سے کہیں زیادہ منور تھی۔ سبحان اللہ

؎ میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں اُن کے چہرے کو
میں اُن کی کفش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

غرضیکہ حضور ﷺ رب تعالیٰ کی آیات ہیں۔ جس نے ان کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔ اور جس نے ان کو مانا الحمد للہ اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ○

(ماخذ از تفسیر نور العرفان، شانِ حبیب الرحمٰن، ۶۹)

جو سرکار ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر جاہل

Marfat.com

بے عقل ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾

(پارہ:۲۶،سورۃ الحجرات)

ترجمہ: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔ (کنزالایمان شریف)

یہ آیت کریمہ قبیلہ بنی تمیم کے وفد کے متعلق نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حضورِ اکرم نورِ مجسم ﷺ کی خدمت میں پہنچے جبکہ سرورِ کائنات ﷺ اپنے دولت خانہ میں آرام فرما تھے۔ انہوں نے حجروں کے باہر سے ہی پکارنا شروع کر دیا۔ سرکار ﷺ اپنا آرام ختم فرما کر باہر تشریف لے آئے۔ اصل میں ان کے آرام میں مخل ہوئے۔ نیز یہ توہین رسالت بھی ہے اور آداب کے خلاف بھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یعنی اس وفد کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ صبر سے کام لیتے اور صبر سے باہر ہی بیٹھتے اور جب سرکار ﷺ خود ہی باہر تشریف لاتے تو عرض معروض کرتے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آداب انسانی ساخت کے ہیں مگر حضور سرورِ کائنات ﷺ کے دروازے مبارک کے آداب اللہ تعالیٰ نے خود بنائے اور سات زمین اور سات آسمانوں کی کائنات کو اللہ تعالیٰ نے خود سکھائے۔ نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں کیے گئے بلکہ جن و انس اور فرشتے سب پر جاری ہیں۔ ارے فرشتے تو کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے۔ پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں۔

(ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

اجلالِ شان رسول اللہ ﷺ کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل، بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔ یہ ادب ان پر لازم تھا اس کو وہ بجالاتے۔

(خزائن العرفان شریف)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں بے اذن داخل نہ ہوا کرو۔ جب کام ہو جائے تو فوراً باہر چلے جایا کرو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط (پارہ:۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بُلائے جاؤ، نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بیشک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے۔ اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو، اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دِلوں اور ان کے دِلوں کی۔ (کنزالایمان)

یہ وہ حکم ہے جس میں بعض فرشتے بھی داخل ہیں۔ ان گھروں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اجازت کے بغیر نہ آتے تھے۔ حضرت ملک الموت بھی اجازت لیکر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں تشریف لائے تھے۔ ان گھروں کی حرمت عرشِ اعظم سے سوا تھی۔ اور اب قبر انور کا وہ حصہ جو جسم شریف سے ملا ہوا ہے کعبہ معظمہ اور عرشِ معلٰی سے بھی افضل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نو حجرے (گھر) تھے۔ ہر بیوی کے لئے ایک ایک الگ مکان تھے جو اب سارے

مسجد نبوی میں داخل ہیں۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے تمام گھر حضور ہی کی ملک تھے اور بیویوں کے نہ تھے۔ ہاں انہیں تا حیات رہنے کا حق تھا۔اس لئے دوسری جگہ ان گھروں کو بیویوں کی طرف نسبت فرمایا گیا۔(تفسیر نورالعرفان شریف)

اس آیت مبارکہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ حضور سید دوعالم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور دعوت ولیمہ کی۔لوگ جماعت در جماعت آتے تھے اور کھانا کھاتے جاتے تھے۔لوگ کھا کر چلے گئے مگر تین شخص کھانا کھا کر اُسی جگہ باتوں میں مشغول ہو گئے اور باتوں کا سلسلہ اس قدر دراز ہو گیا کہ ان کا بیٹھنا حضور اکرم نور مجسم ﷺ پر بھاری ہوا۔حضور ﷺ اس جگہ سے اس لیۓ اُٹھے کہ یہ لوگ بھی ہم کو قیام فرما تا دیکھ کر یہاں سے اُٹھ کر چلے جائیں۔مگر وہ حضرات نہ سمجھے۔مکان تنگ تھا گھر والوں کو بھی اُن کی وجہ سے تکلیف ہوئی۔حضور اِکرم ﷺ وہاں سے اٹھ کر اپنے حجروں میں تشریف لے گئے۔دورہ فرما کر جو تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔حضور سرورِ کائنات ﷺ یہ دیکھ کر پھر واپس ہو گئے تب ان لوگوں کو خیال ہوا اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔اس پر اس آیت کریمہ میں چند باتوں کی مسلمانوں کو ہدایت کی گئی:

اولاً تو یہ کہ بلا اجازت اس دولت خانہ میں نہ آؤ۔ دوسرے یہ کہ اگر تمہاری دعوت کی جائے تو کھانا پکنے سے پہلے ہی نہ آجاؤ کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرو۔تیسرا یہ کہ کھانا کھا کر بلا وجہ نہ بیٹھو بلکہ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ۔اس گھر کے بھی قربان اور گھر والے شہنشاہ کے بھی قربان! جس کا ادب رب العالمین سکھا رہا ہے۔اور اگر ملائکہ بھی داخل ہوں تو کیا تعجب ہے۔ملائکہ بھی یہی ادب کرتے ہیں کہ بغیر اجازت اس گھر میں نہیں جاتے۔

آپ کی وفات کے وقت ملک الموت نے اہلِ بیت سے داخلے کے لیے اجازت طلب کی۔فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے منع کرنے پر وہ واپس نہ ہوئے کہ رب کے بھیجے ہوئے تھے مگر اجازت سے گھر میں آتے۔

؎ بے اجازت ان کے گھر میں جبرائیل بھی آتے نہیں

Marfat.com

قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

اس آیت مبارکہ سے سرکار دو عالم ﷺ کا خلق اور کمال حیا نیز آپ کی شانِ اقدس معلوم ہوئی کہ اگر چہ کسی سے تکلیف بھی پہنچے مگر خود نہیں فرماتے۔

اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کے بغیر دعوت کسی جگہ نہ جاؤ اور بلا ضرورت کسی کے مہمان بھی نہ بنو کہ اس پر بوجھ پڑ جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (شان حبیب الرحمٰن، ۱۸۱)

یعنی کھانا کھا کر فوراً چلے جاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کا آستانہ شریف وہ آستانہ مبارک ہے جس کے آداب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے۔ اور اس آستانہ شریف کے آداب فرشتے، جنات، انسان، جانور غرضیکہ ساری خدائی بجالاتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کے اگر کسی جائز کام سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچے تو وہ بھی حرام ہو جاتا ہے۔ یہ حکم عام ہے کہ ہماری جس ادا سے حضور نبی کریم ﷺ کو ذرہ سے بھی تکلیف پہنچے تو وہ حرام ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام رہا، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا کا باعث تھا۔ دیکھو! کھانا کھا چکنے کے بعد باتیں کرنا حرام نہ تھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکلیف کی بناء پر حرام ہو گیا۔ کیونکہ وہ سرکار ﷺ سراپا اخلاق ہیں۔ اپنے اخلاقِ کریمانہ کی وجہ سے اپنی ذاتِ شریف پر تکلیف قبول فرماتے ہیں اور مہمان کو جانے کا نہیں فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کے مہمان کو چاہیے کہ میزبان کے ہاں اتنا نہ ٹھہرے کہ اُس کے لیے بوجھ بن جائے۔ اس وقت تمہیں حضور ﷺ کے مکان سے نکال دینا ہی حق تھا اور حق سے شرم نہیں۔ لہٰذا اس آیت کریمہ کا مطلب یہ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حق چھپایا۔ حضور علیہ السلام کا ان حضرات کو نہ اٹھانا کمال تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ان لوگوں کو اٹھا دینا حق تھا کیونکہ سرکار علیہ السلام کو اذیت (تکلیف) ہو رہی تھی۔

اس آیت کریمہ کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات اگر چہ مسلمانوں کی مائیں ہیں مگر ان پر بھی پردہ واجب ہے۔ لہٰذا پیر و مرشد کی بیوی اور استاد کی بیوی بھی اپنے اپنے مرید اور شاگرد سے بھی پردہ کرے نیز تمام عورتیں اپنے محرم اور جن

سے پردہ نہیں ہے کے علاوہ ہر نامحرم سے سختی کے ساتھ پردہ کیا کرے۔ جب ان پاکباز بیویوں کو ان پاکیزہ جماعت صحابہ سے پردہ کرایا گیا، تو اس لیے مسلمانوں کو اس ضمن میں بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔ (ماخذ تفسیر نور العرفان شریف)

جو اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ص وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع (لن تنالوا۔ ۴، النساء: ۴۔ آیت ۱۴)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان شریف)

میراث کے احکام یا تمام احکام میں۔ اس سے معلوم ہوا کے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو وارث ماننے والا دوزخی ہے کیونکہ وہ اللہ کا بھی مخالف ہے اور رسول ﷺ کا بھی۔ اگر احکام خدا اور رسول کو غلط جانتا ہے تو وہ کافر ہے اور وہ ابدالآباد دوزخ میں رہے گا۔ اگر انہیں حق جان کر ان پر عمل نہیں کرتا تو بہت روز تک وہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ وہ فاسق ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم نہ مانے اس کے لئے جہنم کی آگ ہے

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ (پارہ: ۲۹، سورۃ جن)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم نہ مانے تو بیشک اس کے لئے جہنم کی

Marfat.com

آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ (کنزالایمان شریف)

جو دین کے بنیادی اصولوں میں سے کسی کا انکار کرے گا اور اس پر ایمان نہیں لائے گا تو اس کے لئے دوزخ کا ابدی عذاب ہے۔ (ضیاء القرآن تفسیر جلد ۵)

معلوم ہوا کہ عذاب کا استحقاق اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر ہے۔

اگر صرف اللہ کی نافرمانی ہو تو عذاب نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

اس لیے جس وقت تک نبوت کے احکامات نہ پہنچے وہ کسی کام سے بھی جہنمی نہیں ہو سکتا۔ صرف توحید کا عقیدہ ہی اس کی نجات کے لئے کافی ہے۔ (تفسیر نورالعرفان شریف)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمام تنازعات میں تمہیں حاکم نہ بنائیں

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

(پارہ:۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: تو اے محبوب ﷺ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو (تو وہ) اپنے دلوں میں اس (فیصلے) سے رُکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(کنزالایمان شریف)

ذرا اللہ تبارک وتعالیٰ کا اندازِ بیان ملاحظہ فرمائیے کہ قسم تو اللہ نے اپنی ذات کی ہی فرمائی، مگر یوں نہیں کہا کہ مجھے اپنے ذات کی قسم یا میری بزرگی کی قسم، بلکہ یہ ارشاد فرمایا:

"اے محبوب مجھے تیرے رب کی قسم"

Marfat.com

سبحان اللہ ! یہ کتنا پرلطف کلام ہے ۔گویا یوں ارشاد ہوا "اے حبیب ﷺ ہمیں قسم ہے کہ جو تمہارا غلام نہیں، وہ ہمارے حضور بھی مردود ہے ۔ایمان صرف اسی کا قبول ہے جو تمہارا تابع فرمان ہے ۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حرہ کے ایک پہاڑی نالے کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرنے کے متعلق ایک انصاری کے ساتھ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا جھگڑا تھا۔ دونوں فیصلے کے لئے حضور سید عالم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے ۔سرکارِ دوعالم ﷺ نے حکم دیا:

"زبیر تم سینچ لو پھر اپنے ہمسائے کی زمین کی طرف پانی چھوڑ دو ۔"

اس پر وہ انصاری ناراض ہوگیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ اس فیصلے کی وجہ یہ ہے کہ زبیر آپ کی پھوپی کا بیٹا ہے ۔ یہ سن کر حضورِ اکرم ﷺ کے رُخِ انور کا رنگ بدل گیا اور ارشاد فرمایا کہ زبیر زمین سینچنے کے بعد پانی کا اتنا روکے رکھو کہ پانی منڈھیر تک پہنچ جائے ۔ پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو ۔ اس طرح سرکار ﷺ نے زبیر کو پورا حق دیا جبکہ صریح حکم میں انصاری نے آپ کو ناراض کر دیا۔ حالانکہ پہلے آپ ﷺ نے ایسا مشورہ دیا تھا کہ جس میں دونوں کے لئے فراخی تھی ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ شریف)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ اسی سلسلے میں اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔ (مظہری)

امام محی السنۃ فرماتے ہیں کہ مجاہد اور شعبی کے نزدیک اس کا شانِ نزول یوں ہے کہ بشر منافق اور ایک یہودی کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ دونوں فیصلے کے لئے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے ۔ آپ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا کیونکہ وہ سچا تھا۔ منافق یہودی سے بولا چلو عمر کے پاس چلتے ہیں اور فیصلہ کرواتے ہیں چنانچہ وہ دونوں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اپنا معاملہ بیان فرمایا۔ یہودی بولا: عمر! خیال رکھنا کہ اس سے پہلے حضورِ اکرم ﷺ میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں مگر ان کے فیصلے کو

Marfat.com

بشر نے نہیں مانا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر گئے اور تلوار نکال لائے اور آتے ہی آپ نے اس بشر منافق کی گردن تلوار سے اُڑا دی اور فرمایا کہ جس کو میرے آقا رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ قبول نہیں تو عمر کے پاس اس کا فیصلہ یہ ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت عمر نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے جواب طلبی فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھے تو عمر سے یہ امید نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کریں۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے عمر! اس آدمی کو کیوں قتل کیا؟ اسی وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام یہی مندرجہ بالا آیتِ کریمہ لے کر حاضر ہو گئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس خون سے بری قرار دے دیا۔

(مظہری ابن ابی حاتم سے روایت تاریخ الخلفاء لسیوطی)

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلا کہ آپ کے فیصلے کو نہ ماننے والا مومن ہی نہیں اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو بات یا فیصلہ کسی انسان کو پسند نہ ہو تو وہ ظاہر نہ بھی کرے مگر دل میں ناپسندیدگی اور تنگی کا اظہار کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ عزت و عظمت اور تکریم عطا فرمائی ہے اور آپ کی تعظیم کا یہ پہلو بتایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کے سامنے تمہاری جبین نیاز جھک جانی چاہیے حتیٰ کہ دل میں اگر گراوٹ اور تنگی پیدا ہوگئی تو یہ بھی بے ادبی ہوگی اور بتایا جا رہا ہے کہ آپ کہ ہر فیصلے اور حکم کو دل و جان سے قبول کر لینا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام ہے اور یہی ایمان کی اصل ہے۔ یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فیصلے اور حکم کو اگر کوئی غلط قرار دے یا شریعت کے کسی حکم کے بارے میں یہ کہے کہ اگر یوں ہو جاتا تو صحیح تھا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے اور حکم کو پرانی بات کہہ کر ٹال دے تو وہ شخص مؤمن نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کے لئے وہی فیصلے قابل قبول ہونے چاہیے جو اسلامی قانون کے زیرِ اثر ہوں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام فیصلوں اور تمام احکامات کی من و عن پیروی میں ہوں۔ یہی ہمارے ایمان کی نشانی ہے اور اسی طرح ہماری ایمان

Marfat.com

باقی اور محفوظ رہے گا۔آپ ﷺ بالکل معصوم ہیں،آپ سے الحمدللہ کوئی بھی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا اور کوئی غلط فیصلہ بھی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کوئی غلط فیصلہ کبھی ہوا۔اس لئے سرکار دوعالم ﷺ کے تمام احکامات ہر خطا سے پاک اور محفوظ ہیں۔

(ماخذ از عظمت وتعظیم مصطفیٰ ﷺ صفحہ ۸۹)

قبر پر جانا اور اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ نجات اور کامیابی ہے

پانچویں پارہ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۴ میں آتا ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(کنزالایمان شریف)

اس آیت کریمہ میں ظلم، ظالم، زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں۔ہر قسم کا مجرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کرے تمہارے آستانہ پر آجائے۔اور (جَآءُوْكَ) میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے۔کیونکہ کئی مالی پریشانی کی وجہ سے بھی مدینہ منورہ جانے سے مجبور ہیں۔ اسلئے ان کی طرف توجہ کرنا یہ بھی ان کی بارگاہِ نبوت میں حاضری ہے۔اگر مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوجائے تو زہے نصیب! اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ وہ شفاء خانہ ہے جس میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔اس درِ اقدس سے کسی کو بھی محروم نہیں کیا جاتا، کوئی آنے والا تو ہو۔خیال رہے کہ ہمارے پاس حضور اکرم ﷺ کا تشریف لانا کچھ اور ہے اور ہمارا حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا کچھ اور ہے۔سورج کا ہمارے پاس آنا یہ ہے کہ وہ ہم پر

چمک جائے۔ ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا کر اس کی دھوپ میں آجائیں۔ لہٰذا (لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ) اور (جَآءُوْكَ) میں فرق ہے۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ توّاب اور رحیم اُس کے لئے ہے جو حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور حضور ﷺ اس کے لئے دعا فرمائیں ورنہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ تو قہّار اور جبّار ہے۔ صوفیاءِ کرام فرماتے ہیں کہ جو آپ کے دروازے اقدس پر آجائے وہ اپنے رب کو پالے گا مگر صفتِ رحمت میں۔ گویا حضور ﷺ اپنے رب کا پتہ ہیں اور اسی پتہ (ایڈریس) پر اللہ تعالیٰ ملتا ہے۔ (نور العرفان شریف)

یعنی گناہ سرزد ہونے کے بعد حضور پُر نور شافع یوم نشور ﷺ کے وسیلے اور ذریعے سے بھی معافی مانگی جائے اور حضورِ اکرم ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا طلب کریں تو اللہ کریم اسکو قبول و منظور فرمالیتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی تمام آیاتِ کریمہ کا اطلاق دائمی ہے اور حضورِ اکرم ﷺ کا سایہ رحمت ساری امت پر ہر زمانہ کے لئے قائم و دائم ہے۔ اسی لئے یہ توسل آج بھی اسی طرح کارفرما ہے جیسے کہ خیر القرون میں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی سچا ہے اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کی نبوت بھی برحق ہے۔ ہاں البتہ ہماری تڑپ، طلب اور اعتقاد میں صدق ہونا چاہیے۔

ے کیا ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ، پرہیزگاری واہ واہ
پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''شانِ حبیب الرحمٰن'' میں اس آیت کریمہ کی شان میں صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہ معاف کرانے کا طریقہ بتایا جارہا ہے۔ مگر اس میں شانِ مصطفیٰ علیہ السلام اس قدر ظاہر ہو رہی ہے کہ سبحان اللہ! اس آیت میں توبہ قبول ہونے کی دو شرطیں بیان ہوئی۔

Marfat.com

اولاً حضور علیہ السلام کی شفاعت فرمانا۔ دوسرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس (مدینہ منورہ) پاکر اپنے گناہوں سے توبہ کرنا۔ اگران دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو توبہ قبول ہونے کی امید نہیں۔ اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے:

1. اولاً تو یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارگاہِ الٰہی کے وکیل مطلق یا مختارِ عام ہیں۔ کیونکہ گناہ تو کیا اپنے رب کا۔۔۔ مگر جاؤ کہاں؟ صرف محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ عالی میں۔۔۔ جیسے جرم تو کیا حکومت کا مگر جاؤ کہاں؟ وکیل یا مختارِ عدالت کے پاس۔ بغیر وکیل کے دنیاوی کچہری میں کچھ پوچھ گچھ نہیں اور عدالت الٰہی میں بغیر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ پوچھ گچھ نہیں۔ اسی لئے نماز وغیرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ضرور آتا ہے۔

ذکرِ خدا جو اُن سے جُدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کُنجی سقر کی ہے
بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

2. دوسرے یہ کہ دروازۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقتاً دروازۂ الٰہی ہی ہے۔ اگر فقیر کا مانگنا ہو تو چھت پر یا مکان کے پیچھے کھڑے ہو کر نہیں مانگتا بلکہ دروازے پر ہی آکر بھیک مانگتا ہے۔ اسی طرح جب خدا سے مانگنا ہو تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آکر مانگو۔ یاد رکھو! جو کچھ پروردگارِ عالم کی طرف سے ملے گا اُسی دروازے اور اُن ہی کے ہاتھوں سے ملے گا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد گرامی ہے کہ

وَاللہُ مُعْطِیْ وَ اَنَا قَاسِمٌ۔ (حدیث پاک)

یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہاں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

Marfat.com

◆ تیسرے یہ کہ شفاعت کے لئے مدینہ میں حاضری ضروری نہیں۔ اسی لئے (فی المدینۃ) نہیں فرمایا گیا۔ جہاں بھی ہو قلب سے اُس بارگاہِ نبوت کی طرف متوجہ ہو جاؤ کیونکہ ہر دل اُن کی جلوہ گاہِ ناز ہے۔

؎ سنا ہے رہتے ہیں آقا مدینے میں
غلط ہے رہتے ہیں وہ عاشقوں کے سینے میں

◆ اس آیت کریمہ میں گناہوں کے مریض کو نا صرف بارگاہِ خیر الانام ﷺ میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا گیا ہے بلکہ صدقِ دل سے حاضر ہونے والے کو شفاء یاب ہونیکی خوشخبری بھی سنائی گئی ہے۔

محمد بن حرب بلالی فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر تھا، اتنے میں ایک اعرابی آیا اور قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر (انتہائی جذبہ شوق) سے عرض کرنے لگا۔ اے خیرُ الرُسل ﷺ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنی کتاب (یعنی قرآن پاک) نازل فرمائی اور اس میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا۔

(پوری آیت تلاوت کی اور عرض کیا) یا رسول اللہ ﷺ میں بھی گنہگار ہوں اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے اپنا سفارشی بناتا ہوں۔

پھر چند اشعار:

؎ یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
خطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبرانت ساکنه
فیه العفاف و فیه الجود والکرم

ترجمہ: اے زیرِ زمین مدفون ہونے والوں میں سب سے بہتر، تو ان کی خوشبو سے گورستان معطر ہو جائے، میری جان اس پہ قربان جس میں آپ رونق افروز

ہیں۔ اس میں ہے صاحب سخاوت. معاف کرنے والے اور کرم فرمانے
والے۔اے جان پاک۔

پڑھے اور چلا گیا۔ وہی بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آگئی اور خواب میں دیکھا کہ حضورِ اقدس خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ارشاد فرمارہے کہ جاؤ اور اُس اعرابی کو بشارت سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے گناہوں کو میری شفاعت کی برکت سے بخش دیا ہے۔(جذب القلوب.تاریخ مدینہ)

۵ پانچویں یہ کہ حکم حاضری قیامت تک کے مجرموں، گنہگاروں کے لئے ہے، فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے زمانہ سے خاص نہیں کیونکہ یہ کلمہ (اذْ) عام ہے۔اسی لئے عالمگیری نے "کتاب الحج" میں فرمایا کہ جب بھی روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو تو پہلے سلام کر کے بڑے ادب سے یہی مندرجہ بالا آیت ضرور پڑھ کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت طلب کرے۔

تفسیر مدارک، تفسیر خزائن العرفان، جذب القلوب اور تاریخ مدینہ میں ہے کہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحلت فرمائے ہوئے صرف تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور قبر انور سے چمٹ کر یوں عرض کرنے لگا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ آپ نے اپنے خدا سے سنا اور لیا، اور ہم نے آپ سے لیا (یعنی قرآن کریم سے) اور اس میں یہ آیت کریمہ بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا.... (یہ پوری آیت آخر تک تلاوت کی اور کہا) میں نے بھی اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ میری سفارش فرمائیں۔وہ اعرابی بڑے ہی جذبۂ شوق سے یہ عرض کر رہا تھا کہ اتنے میں قبر انور سے آواز آئی:

"قَدْ غُفِرَ لَكَ"

تحقیق تیری مغفرت ہو گئی۔(سبحان اللہ)

Marfat.com

؎ سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے بری
حیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(اعلیٰ حضرت پیشوائے دین وملت احمد رضا خان بریلوی)

مندرجہ بالا اعرابی کے واقعے اور اس آیت سے چند مسائل فقہیہ بھی معلوم ہوئے:

☆ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔
☆ بزرگانِ دین کی قبر پر حاجت روائی کے لیے جانا جائز ہے اور "جَآءُوْكَ" میں شامل ہے۔
☆ بعد وفات کے مقبول بندوں کو "یا" کے ساتھ پکارنا جائز ہے۔
☆ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ چالیس ابدال ملک شام میں رہتے ہیں (اور باقی تیس تمام دنیا میں متعین ہیں)۔ جن کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اور شام والوں سے عذاب دور رہتا ہے۔ شامی کے مقدمے میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی دلی حاجت کے وقت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبرِ انور پر حاضر ہو کر دعا کرتا ہوں۔

٦۔ "ظَلَمُوْٓا" سے معلوم ہوا کہ کسی طرح کا مجرم ہو، گنہگار ہو، کافر ہو، کوئی ہو اگر صدقِ دل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر توبہ کرے تو رحمتِ الٰہی دستگیری کرے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سمندر کی طرح پاک فرمانے والے ہیں کہ کیسا ہی گندہ ترین آدمی وہاں آ کر غوطہ لگائے تو وہ الحمدللہ پاک ہو جاتا ہے۔ اور مدینہ پاک کا وہ شفاء خانہ ہے کہ کسی بھی بیمار سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تیرا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہر بیمار کو حکم عام ہے کہ

Marfat.com

چلے آؤ اور منہ مانگی مراد پاؤ۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ ○

؎ کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو
تم ایسے رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن ہو
کتنی محبوب خدا نے تجھے صورت بخشی
جو ہے قرآن ہی قرآن، وہ سیرت بخشی
انبیاء حشر میں ڈھونڈیں گے سہارا تیرا
میرے آقا ﷺ تجھے اللہ نے وہ عزت بخشی

اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے

وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ۔ (پارہ ۱۰، سورۃ توبہ، آیت ۶۲)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں راضی کریں۔

(ضیاء القرآن تفسیر جلد ۲)

شانِ نزول:

منافقین اپنی مجلسوں میں سید عالم ﷺ پر طعن کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر اس سے مکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کر اپنی بریت ثابت کرتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کے لئے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہوں۔

(تفسیر کنز الایمان شریف از حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۳۵ (پارہ:۶،سورۃ المائدہ،آیت ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس (یعنی اللہ) تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد (جہاد) کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(ضیاء القرآن جلد اوّل)

تفسیر:

ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس چیز کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو اسے وسیلہ کہتے ہیں۔ ایمان، نیک اعمال، عبادات، نوافل نماز کی کثرت، پیروی سنتِ رسول ﷺ اور گناہوں سے بچنا، یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں اور مرشد کامل بھی جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے۔ دِل میں یادِ الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے تو اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے۔ کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے۔ اور اپنے پیرو مرشد کی راہنمائی اور دستگیری سے آسمانِ معرفت وحکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلے سے مراد بیعتِ مرشد ہے۔ (قولِ جمیل)

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے دیوبندیوں کے سردار شاہ اسماعیل دہلوی کو بھی صراطِ مستقیم میں لکھنا پڑا ''اہل سلوک یعنی سالکانِ راہِ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے''۔ پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ و ریاضت سے پہلے تلاشِ مُرشد بہت ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے سالکانِ راہِ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اسی لئے مرشد کی راہنمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

Marfat.com

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

(رومی)

دمِ عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

(علامہ اقبال)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے، وسیلہ تلاش کرنے کے علاوہ ہر دم مصروفِ جہاد رہنا بھی ضروری ہے، جہادِ اصغر بھی اور جہادِ اکبر بھی یعنی کفار سے بھی اور نفس امارہ سے بھی۔ اور ان تمام نظریات اور افکار سے بھی جو کسی حیثیت سے اسلامی عقائد اور مسلمات سے ٹکراتے ہیں، تب جا کر فلاح و کامرانی نصیب ہوگی۔

(ماخذ از تفسیر ضیاء القرآن شریف)

تفسیر نور العرفان شریف میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اعمال کے ساتھ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کا وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے، کیونکہ اعمال تو "اِتَّقُوا اللہ" میں آگئے تھے پھر تلاشِ وسیلہ کا حکم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنا چاہیے تاکہ وسیلہ حاصل ہو۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو سب کا وسیلہ ہیں مگر اس حکم میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم داخل نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی متقی مؤمن بغیر وسیلہ رب تک نہیں پہنچ سکتا۔ خیال رہے کہ اس حکم میں حضور پرنور شافع یوم نشور، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم داخل نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو سب کا وسیلہ ہیں اسلئے آپ کا وسیلہ کون ہوسکتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈلو
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

(حضور مفتیٔ اعظم)

جس پر آشوب زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی فتنوں اور آفتوں کا زمانہ ہے۔آج بہت بہت خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجودہ (فتنہ آور) ہواؤں سے بچ جائے۔ بدمذہبی اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہے۔

اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن جو بیماری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سننے ہی میں نہیں آئی تھی۔آج ہر جاہل قرآن شریف کا مفسر بن گیا اور ہر بے ہودہ آدمی بندگانِ دین اور ائمہ مجتہدین پر بکواس کر رہا ہے۔

اسلام کے ایسے مسلمہ مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ کوئی کلمہ پڑھنے والا ان کا انکار کرے گا۔آج ان مسلم الثبوت مسائل کے منکر پیدا ہوگئے ہیں۔انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مخلص بندوں کا وسیلہ ہے۔ہر زمانے مین ہر شخص وسیلے کا قائل ہوا اور معتقد رہا مگر آج وسیلے کے منکر ہوگئے ہیں۔جو دنیاوی مصیبتوں اور آلام میں حاکموں،حکیموں کے پاس بھاگے بھاگے اور مارے مارے پھرے مگر افسوس کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے وسیلے پکڑنے والوں کو مشرک اور مرتد کہتے ہیں۔ذرہ خوف نہیں کرتے؟ خدائے تعالیٰ کا غضب جس شخص اور جس قوم پر ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ وسیلوں سے محروم کردیتا ہے۔

اور جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے انہیں ان کے پیاروں کا وسیلہ نصیب ہوتا ہے۔

خوش نصیب بندہ اپنے گناہوں پر گریہ زاری کرتا ہے اور بزرگوں کے وسیلے سے گناہوں کی میل کو دل سے دھوتا ہے۔لیکن بدنصیب انسان اللہ کے پاک بندوں میں عیب

Marfat.com

نکالتا ہے اور ان سے دور رہ کر رب کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔

یاد رکھیے! تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو قرب الٰہی کا وسیلہ جان کر ان کے سامنے اپنا سر جھکا دیا تو وہ قبول بارگاہ رہے۔ شیطان لعین نے بے وسیلہ والی لاکھوں عبادتیں کیں مگر حضرت آدم علیہ السلام کو وسیلہ نہ بنایا اس لیے وہ مردود بارگاہِ الٰہی ہوا۔

بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی کی پردہ دری اور رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت میں پاک لوگوں کی طعنہ زنی میں رغبت پیدا کر دیتا ہے اور جب خدا تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرتا ہے تو گریہ زاری کی طرف طبیعت کو مائل کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے قائل تو کفار بھی ہیں۔ جانور اور بے جان لکڑیاں بھی مقبولانِ بارگاہ کو وسیلہ پکڑتے رہے ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے سے پہلے جوں اور مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آئے۔ مگر جب عذاب آتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ:

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ۔

ترجمہ: اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ نے یہ عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔

مگر جب پھر ان کی دعا سے عذاب دور ہو جاتے تو وہ ایمان نہ لاتے تھے۔

جب رب کو فرعونیوں کا ہلاک کرنا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچنے دیا بلکہ دریائے قلزم سے پہلے تو موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو صحیح سالم نکال دیا۔ اور فرعون و فرعونیوں کو دریا ہی میں پھنسا دیا اور فرعون بولا:

اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

یعنی میں (فرعون) موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ چونکہ درمیان میں وسیلہ نہ تھا اس لئے ایمان قبول نہ ہوا اور ڈوب گیا۔ (رحمت خدا بوسیلۂ اولیاء)

Marfat.com

کسی طرح کا وسیلہ ڈھونڈنے اور حاصل کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ایسے شخص سے آشنائی اور دوستی ہو جو اس سے قریب ترین ہو اور وہی وسیلہ بہترین اور کامیاب ہوتا ہے۔ اس کائنات میں حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خدا تعالیٰ کی قریب ترین و عظیم ترین ہستی ہے۔ ہم گنہگار انسانوں کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی کے حکم کے مطابق وسیلہ ڈھونڈنے کے لئے رحمۃ للعلمین کی ذات اقدس سے بہترین وسیلہ اور کون ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمادیا: "جَآءُوْكَ" اس آیت پاک کی تفسیر اسی کتاب میں بیان کردی ہے۔ اسلئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کی طرف حضور پاک ﷺ کا وسیلہ چاہیے اور ایسا کام اور پیہم کوشش کریں کہ آقا نامدار ﷺ کا وسیلہ حاصل ہو جائے۔ (آمین)

اپنی قوم کے راز دوسری قوم تک پہنچانا سخت جرم ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ (پارہ:۹، سورۃ انفال، آیت: ۲۷۔۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو۔ اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ (کنزالایمان)

تفسیر:

امانت میں مال، راز کی خفیہ باتیں، عزت و آبرو سب قسم کی امانتیں داخل ہیں۔ یعنی کسی کا مال نہ مارو، کسی کے خفیہ راز جو تم سے کہے گئے ہیں وہ فاش نہ کرو اور ایک دوسرے کو

Marfat.com

ذلیل نہ کرو۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی تفصیل تفسیر مظہر القرآن سے درج ذیل سطور میں پیش کی جائے گی۔ آخر پر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں کہ:

"اپنی قوم کے راز دوسری قوم تک پہنچانا سخت جرم ہے۔"

خیانت اور حضرت ابُولبابہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

شانِ نزول:

جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود بنی قریظہ کا محاصرہ اکیس (۲۱) روز تک کیا اور بنی قریظہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کرنے کی درخواست کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ تم سعد بن معاذ کو اپنا پنچ (منصف) قرار دے کر اپنی گڑھی سے نیچے اُتر آؤ۔ اور بعد اترنے کے سعد بن معاذ جو مشورہ اور رائے تمہارے بارے میں دیں گے تو اس کے موافق فیصلہ کیا جائے گا۔ بنی قریظہ نے کہا: پہلے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس مشورہ کے لئے بھیج دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ کو بھیج دیا۔ ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارے سے بنی قریظہ کو یہ سمجھایا کہ گڑھی سے اترو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ پھر ابولبابہ کو اسی وقت خیال آیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت میں خیانت کی کیونکہ میں نے لشکر اسلام کا بھید، ان پر اشارے سے ظاہر کر دیا۔ اس قصور میں ابولبابہ نے اپنے آپ کو مسجدِ نبوی کے ستون سے باندھ دیا اور عہد کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول نہ فرمائے گا تو میں ستون سے ہی بندھا رہوں گا۔ آخر نو روز (بعض تفاسیر میں آٹھ روز آتا ہے) بے آب و دانہ ستون سے بندھے رہے۔ نویں روز غش کھا کر گر پڑے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ آخر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی بندش کھولی۔ امانت میں خیانت کرنا منافق آدمی کی عادت میں سے

ایک عادت ہے۔اس سے بچو۔(تفسیر مظہر القرآن)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت کا مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔فرائض کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت نہ کرو اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرتابی کر کے اس (اللہ) کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیانت نہ کرو۔

اور قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: خوب سمجھ لو! کہ اللہ کا دین امانت ہے اس کے فرائض کی ادائیگی اور حدود کی پابندی کا تمہیں امین بنایا گیا ہے۔پس امانت میں خیانت نہ کرو۔(مظہری)

اسی طرح مسلمانوں کے راز دشمنوں تک پہنچانا، حکومت کے سربراہوں، اعلیٰ افسروں اور ملازموں کا اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا، ملک کے صنعت کاروں اور تجار کا ملکی صنعت اور کاروبار میں دیانت داری کو نظر انداز کر دینا حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت کرنے میں داخل ہے۔(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

غور فرمائیے! کتنے پر جلال انداز میں فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے اور ارباب اقتدار کو متنبہ کیا جارہا ہے یعنی فرائض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی اور امانتوں میں خیانت کوئی معمولی بات نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے۔بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت ہے۔خیانت کا یہ جرم بھی از حد سنگین ہے۔اس سے مرتب ہونے والے نتائج بھی ملک اور قوم کے لیے تباہ کن ہے، اس پر جو سزا ملے گی اس کی شدت اور سختی کا تم خود اندازہ کرلو۔(تفسیر ضیاء القرآن)

اگر صحیح تربیت نہ ہو تو تمہارا مال اور اولاد سب فتنہ ہے

اس ضمن میں آیت نمبر ۲۸ سورہ الانفال بیان ہو چکی ہے۔یاد رکھیئے! مال اور اولاد سے بڑھ کر سخت آزمائش اور کون سی ہے؟ محبت، مال اور اولاد انسان کو بزدل بھی بنا دیتی ہے اور بخیل بھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا ”یہ اولاد انسان کو بخیل بھی بنا دیتی ہے اور بزدل بھی اور یہ اللہ کے پھول ہیں۔“

Marfat.com

اب جو اس طبعی طبیعت کے باوجود احکام الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتا یقیناوہ کامیاب ترین انسان ہے۔ ایک دوسرے لحاظ سے بھی اولاد بڑی آزمائش ہے۔ بچوں کی صحیح تربیت، ان کو صحیح مسلمان (کٹر سنی بریلوی اور عاشق رسول ﷺ) بنانا، کامل انسان بنانا اور ان کے لوحِ دِل پر صحیح اقدار عالیہ کے نقوش ثبت کرنا والدین کے لئے ایک کٹھن آزمائش ہے۔ اور یہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا صحیح شکر ہے۔ افسوس جو کم نظر اپنی اولاد کے لئے دولت ہی اکٹھی کرتے رہتے ہیں اور انہیں اس لکشمی دیوی کی پرستش کا ڈھنگ سکھانا ہی اپنے حقوقِ پدری کی تکمیل جانتے ہیں تو ایسے لوگ حقیقتاً دین و دنیا میں انتہائی خسارے میں ہے۔ انہوں نے اس نعمت عظمیٰ پر اپنے منعم حقیقی کا ہرگز شکر ادا نہیں کیا اور نہ ہی وہ اس آزمائش میں کامیاب ہوئے۔ (ماخذ از تفسیر ضیاء القرآن شریف)

تفسیر مظہر القرآن میں آتا ہے کہ: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے مال اور اولاد اگرچہ دنیاوی زندگی میں تمہارے لئے زینت ہیں مگر ساتھ ہی اس کے برعکس یہی مال اور اولاد فتنہ میں ڈالنے والے ہیں۔ وہ اللہ ہی ہے جس کی عبادت اور فرمابرداری میں مشغول رہنے سے ہمیشہ بہبود کی صورت نظر آتی ہے کیونکہ دنیا و آخر کا ملک اللہ ہی ہے اور اسی کے اختیار میں طرح طرح کے اجر عظیم ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

(پارہ ۹، الانفال، آیت ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (کنز الایمان شریف)

Marfat.com

تفسیر:

اس آیت میں مسلمانوں سے ارشاد ہوتا ہے کہ جو حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پہنچ گیا ہے اس کو بسر و چشم مان کر اس کے مطابق عمل کرو گے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے اس سے بچو گے تو تمہارے دلوں میں ہدایت ڈال دی جائے گی جس سے تم حق اور ناحق میں تمیز کر لو گے اور تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ گناہوں کے بخشنے کا جو وعدہ تم سے ہوا ہے یہ محض خدا کا فضل ہے اور اس کا فضل بہت بڑا ہے۔

(تفسیر مظہر القرآن شریف)

وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ﴿۳۰﴾

(پ ۹، سورہ الانفال، آیت ۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنے سے مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (کنز الایمان شریف)

ترقی اسلام پر کفار کا مشورہ، حضور ﷺ کی ہجرت اور غار ثور کا قصہ

کفار مکہ اسلام کی روشنی پھیلنے سے بہت پریشان اور فکر مند ہو گئے تھے۔ جب اسلام ترقی کرتا چلا گیا تو آخر کار سب کفارِ قریش اپنی کمیٹی گھر یعنی دارالندوہ (قومی پارلیمنٹ) میں کفار قوم کے مفکرین اور دانشوروں کا اجلاس طلب کیا۔ اور دارالندوہ میں جمع ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کو ایذا رسانی کے متعلق مشورہ کرنے لگے اور ہر ایک نے اس ضمن میں اپنی اپنی تجویز اور مشورے دیئے۔ شیطان لعین بھی ایک بوڑھے شخص کی شکل میں آیا اور کہا کہ میں شیخ نجدی ہوں اور تمہیں مفید مشورے دینے آیا ہوں۔ کفار مکہ نے اُسے بھی اپنی اس کمیٹی میں شامل کر لیا۔

Marfat.com

ابوالبختری بولا: میری رائے تو یہ ہے کہ محمد ﷺ کو ایک بند مکان میں قید کردو اور وہ اس طرح مرجائیں گے۔ شیطان لعین بولا یہ ٹھیک نہیں کیونکہ اس کے ہمراہی تم سے لڑ کر ان کو چھڑالیں گے۔ پھر ہشام بن عمر نے کہا کہ میری رائے میں حضرت محمد ﷺ کو اونٹ پر سوار کر کے شہر بدر کردو۔ شیطان لعین بولا کہ یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ وہ دوسری جگہ جا کر اپنا دین پھیلائیں گے اور بڑی جماعت تیار کر کے تم پر چڑھائی کردیں گے۔ ابوجہل بولا کہ ہر خاندان کے کچھ لوگ تیز تلواریں لے کر کھڑے ہو جائیں اور جب وہ اپنے گھر سے سحری کے وقت باہر نکلیں تو حضور نبی کریم ﷺ پر یکبارگی آپ پر تلواروں کا مینہ برسا کر ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کا چراغِ حیات گل کردیا جائے۔ اس طریقے سے بنی ہاشم سب قبیلوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ اس طرح مکہ کے سارے قبائل اس قتل میں شریک ہوں گے اور بنی ہاشم کس کس سے انتقام لے سکیں گے۔ آخرکار وہ دیت (خون بہا) لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ اور ہم سب مل کر آسانی سے دیت ادا کردیں گے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور سب کفار کا اس پر اتفاق ہو گیا خصوصاً ابلیس لعین جو شیخ نجدی بن کر اس جلسے میں شریک ہوا تھا وہ تو اس مشورہ سے بہت زیادہ خوش ہوا اور خوشی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اس فیصلے پر سب کفار مکہ نے اتفاق کر کے مجلس برخاست کردی۔

اُدھر لات وہُبل (بت) کے پرستار کفار محبوبِ خدا ﷺ کو قتل کرنے کی سازشیں کر رہے تھے اور اِدھر رب تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کا بال بھی بیکا نہ ہونے کا ارادہ فرما رہا تھا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے تشریف لائے۔ اور کفار مکہ کی آپ ﷺ کے خلاف سازش کی حضور ﷺ کو خبر دی اور عرض کیا کہ سرکار آج کی رات آپ اپنی آرام گاہ میں قیام نہ فرمائیں اور جس جگہ آپ ہمیشہ سویا کرتے تھے وہاں پر سونے سے آپ کو منع فرمایا۔ اور سارے مشورے کی خبر بھی دی۔ نیز جب جبرائیل امین علیہ السلام نے سرکار ﷺ کو یہ بھی کہا کہ اب آپ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی خواب گاہ پر اپنی چادر مبارک اوڑھا کر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنی سونے والی جگہ پر سلا دیا اور فرمایا کہ

بالکل بے فکر رہو تمہیں کوئی ذرا سی بھی کوئی تکلیف ہر گز نہ پہنچے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے تمام امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور امانتوں کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں ہی رہنے کا حکم دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی جگہ پر ہی سوئے۔ اور خود آپ ﷺ دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ کفار نے چاروں طرف سے آپ کے دروازے کو گھیرا ہوا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ سورہ یٰسین کی تلاوت فرماتے ہوئے اپنے کاشانۂ اقدس سے اپنا قدم مبارک باہر رکھا تو "وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ" (پوری آیت) تک پڑھ کر ان بد بخت شمشیر بکف مکی کفار سورماؤں پر پھونکا جو محاصرہ کئے ہوئے کھڑے تھے۔ ان سب کفار کی بینائی سلب ہوگئی۔ اور وہ سب کے سب کفار نیند سے اونگھنے لگے اور اللہ کے حبیب نبی کریم ﷺ اپنے اللہ رب العزت کی حفاظت میں وہاں سے بخیر و عافیت نکل کر اپنے یارِ وفا شعار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیکر غارِ ثور تشریف لے گئے۔ مشرکین تمام رات حضور اکرم ﷺ کے گھر مبارک کا دروازہ گھیرے کھڑے رہے۔ جب صبح کو حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو بستر شریف پر بجائے سرکار ﷺ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی سوتے سے اُٹھے۔ کفار نے حضرت علی سے سرکار ﷺ کا پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔ کفار حضور ﷺ کی تلاش میں نکلے جس غار میں آپ تشریف رکھتے تھے وہاں بھی ان کفار کا گزر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اُسی غار ثور کے منہ پر مکڑی کو مسلط فرما دیا۔ جس نے سارے غارِ ثور پر جالا تن دیا۔ کفار جب وہاں پہنچے تو اس غار پر مکڑی کا جالا دیکھ کر اس غار کی تحقیق نہ کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ تین دن اور تین رات اس غارِ ثور میں مقیم رہے۔ پھر مع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ اس آیت میں یہی واقعہ مذکور ہے۔ معلوم ہوا کہ رب چاہے تو مکڑی کا جالا مضبوط قلعے کا کام دے۔ اس طرح کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ کو ان کی سازباز کی اطلاع دے دی اور مکڑی کے جالے کے ذریعے آپ ﷺ کو بچا لیا۔

(ماخذ از تفاسیر نور العرفان، ضیاء القرآن، مظہر القرآن شریف)

Marfat.com

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے

الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ۔

(پارہ ۴، آلِ عمران، آیت ۱۹۱)

ترجمہ: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔ (کنز الایمان شریف)

تفسیر:

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی زندگی اللہ کی یاد میں گزار دے۔ اگرچہ دنیا زیادہ نہ کمائے۔ اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں چاہیے، اِسی لئے ذکر اللہ کے لئے وضو وغیرہ کی قید بھی نہیں لگائی۔ کیونکہ مرتے وقت کس کا وضو ہوتا ہے مگر کلمہ پڑھ کر مرتے ہیں۔ (نور العرفان شریف)

۲۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام احوال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یادِ الٰہی سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔ (تفسیر مظہر القرآن)

۳۔ تمام احوال میں مسلم شریف میں مروی ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام احیان میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یادِ الٰہی سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو بہشتی باغوں کی خوشہ چینی پسند کرے تو اسے چاہیے کہ ذکرِ الٰہی دِل سے کرے۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

اللہ کے ذکر سے دل کو سکون و راحت ملتی ہے

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۸﴾ (سورہ رعد، پارہ ۱۳)

ترجمہ: سن لو اللہ کی یاد (ذکر) ہی میں دِلوں کا چین ہے۔ (کنز الایمان شریف)

یہ آیت کریمہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کھلی ہوئی نعت مبارک ہے۔ اس میں مسلمانوں کو دل کی بے قراری اور بے چینی کا علاج بتایا گیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ ذکر اللہ سے دِل چین میں

Marfat.com

آتے ہیں۔ ذکر اللہ سے مراد یا تو اللہ کی ذات ہے یا ذکر اللہ سے مراد حضور علیہ السلام کا نام شریف ہے۔ کیونکہ ذکر اللہ اصل میں حضور علیہ السلام کا نام پاک بھی ہے۔ دیکھو دلائل الخیرات حزب اوّل۔ اگر پہلے معنی کئے جائیں تو معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کی یاد سے دِل کو چین آتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اکثر اوقات دل کی بے چینی اور بے قراری گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: جو تم کو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی سے ہے اور رب تو بہت کو معاف فرما دیتا ہے۔

اور اللہ کی یاد گناہوں کے لئے ایسی ہے جیسا کہ پلیدی کے لئے دریا کا پانی، کہ جہاں گندی چیز کو دھویا، وہ پاک ہوگئی۔ اسی طرح گناہوں کا میل اور گندگی اللہ تعالیٰ کی یاد سے دُور ہوتی ہے۔ گناہ معاف ہوئے اور غم دور ہوئے۔

اسی لئے اسلام نے ہر مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد کا حکم دیا ہے:۔ بارش نہ ہو تو نمازِ استقاء پڑھو، سورج یا چاند گرہن لگ جائے تو نمازِ کسوف پڑھو، کوئی کام کرنا ہو تو نمازِ استخارہ پڑھو بلکہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرو۔ بچہ پیدا ہو تو کان میں آذان کہو، بچپن میں اُس کو عبادتِ الٰہی کے لئے نماز سکھاؤ، خود بھی سویرے سویرے اُٹھتے ہی نماز پڑھو، پانچوں نمازوں پر سختی سے عمل کرو۔ اور رات کے وقت نماز پڑھ کر سویا کرو۔ مرتے وقت میت پڑھاؤ، کفن پر کلمہ لکھو، قبر میں اتارو: "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہہ کر اتارو۔ غرض ہر حال میں اللہ عزوجل کو یاد کرو۔

پھر اللہ کا ذکر ہر عضو کا علیحدہ ہے۔ آنکھوں کا ذکر خوفِ الٰہی میں رونا ہے۔ قرآن کو، کعبہ کو، ماں باپ کو، اصل میں عالم دین کو دیکھنا ہے۔ کان کا ذکر اللہ کا نام کو قرآن کریم سُننا ہے۔ ہاتھ کا ذکر قرآن کریم چھونا وغیرہ ہے اور پاؤں کا ذکر مسجد یا متبرک مقامات کی طرف جانا

Marfat.com

ہے۔اور ہر ذکر سے دل کو چین اور راحت نصیب ہوتی ہے۔

اگر تو دنیا میں آبرو کی زندگی بسر کرنا چاہے تو ہر دم اس کو یعنی اللہ کو یاد کر۔رب کا ذکر فقیر کو بادشاہ کر دیتا ہے۔رب کا ذکر ایمان کا زیور ہے۔

دوسرے اس وجہ سے بھی دل کو چین آتا ہے کہ انسان کے پاس دو چیزیں ہیں یعنی جسم اور روح۔جسم تو اپنے دیس میں ہے جبکہ روح پردیسی ہے، کیونکہ وہ عالم ارواح کا پرندہ ہے جو اس جسم کے قید خانے میں قید ہے۔اور ذکر الٰہی روح کے وطن کا خط ہے۔

جب پردیس میں دیس کا خط آئے تو اس کو دیکھ کر پردیسی کو چین آتا ہے۔ایسے ہی دنیا میں رب کا ذکر روح اور دل کا قرار ہے۔مؤمن کی عزت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے۔قرآن شریف کا جزدان اور اوراق، کعبہ کا غلاف اسی لئے حرمت والے ہیں کہ انہیں قرآن اور کعبہ سے وصال حاصل رہا۔اسی طرح اگر مؤمن کا دل اور زبان ذکر الٰہی کا گھوارہ بن جائے تو یقینا دنیا و آخرت، قبر و حشر میں اس کی عزت ہو۔

اور اگر دوسرے معنی کئے جائیں تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ذکر اللہ۔۔۔یعنی رسول اللہ ﷺ سے بے چین دل کو چین نصیب ہوتا ہے۔حضور علیہ السلام کو ذکر اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپکو دیکھ کر رب یاد آتا ہے۔قرآن فرماتا ہے:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾

اے محبوب ﷺ آپ ہی اللہ کی یاد دلانے والے ہیں۔ذکر اللہ یعنی اللہ کو یاد دلانے والے حضور علیہ السلام سے بے چین دل اس لئے چین (سکون) میں آتے ہیں کہ قاعدہ ہے:

"لِقَآءُ الْخَلِيْلِ شِفَآءُ الْعَلِيْلِ"

یعنی دوست کی ملاقات بیمار کی شفاء ہے اور حضور اکرم ﷺ تو ہر مسلمان کے محبوب ہیں، ضروری ہے کہ ان کا نام مسلمان کا چین ہو۔مریض عشق کی دوا ذکر حبیب ہے۔

دوسرے اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ تمام دنیا کی اصل ہیں۔

اَنَا نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ كُلُّ الْخَلَآئِقِ مِنْ نُّوْرِيْ"

Marfat.com

''ہم اللہ کے نور سے ہیں اور تمام مخلوق ہمارے نور سے۔''

اور قاعدہ ہے کہ ہر چیز کو اپنی اصل پر پہنچ کر قرار آتا ہے۔ پردیس میں آدمی بے قرار رہتا ہے مگر وطن پہنچ کر قرار پاتا ہے۔ دریاؤں کا پانی بہتا ہے کیونکہ بے وطن ہے، سمندر کا پانی نہیں بہتا کیونکہ یہ اپنے وطن میں ہے۔ حضور علیہ السلام کا ذکر اپنی اصل کا ذکر ہے اس لئے اس سے چین آنا ہی چاہیے اور حقیقتاً یہ عمل مجرب ہے کہ کسی کو اختلاجِ قلب کا مرض ہو تو مریض اپنے دل کی جگہ پر یہ ہی آیت انگلی سے لکھ لے یا لکھوا لے اور ''یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی بار بار تلاوت کرے، انشاء اللہ تعالیٰ آرام آجائے گا۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

انسان تو سب صاحبِ عقل ہیں، حیوانات، جمادات، پتھروں اور لکڑیوں کو حضور علیہ السلام سے چین حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ لکڑی فراقِ رسول علیہ السلام میں روئی تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنے سینہ پاک سے لگایا تو اُس کو چین آگیا۔

ایک بزرگ ایک بیمار کیلئے تعویز لکھ رہے تھے تو کسی بے دین نے کہا کہ یہ تعویز وغیرہ سب کھانے کمانے کی تدبیریں ہیں اور اِن تعویزوں سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اُنہوں نے اس معترض سے کہا اُلو، گدھا، کتا وغیرہ اور پھر تعویز لکھنے میں مشغول ہو گئے۔ معترض صاحب تو یہ سن کر غصہ میں سُرخ ہو گئے اور لگے بکواس بکنے۔ بزرگ نے کہا جناب آپ کو غصہ کیوں آگیا میں نے تو خُدا کی مخلوقات میں سے صرف تین جانوروں کا نام لیا ہے۔ معترض نے کہا کہ کیا کسی کے دل پر اس کا اثر نہ ہوگا اور کسی کو بُرا نہ معلوم ہوگا۔ بزرگ نے فرمایا کہ ان ادنیٰ چیزوں کے نام میں تو تاثیر ہے کہ آپ کا حال بدل گیا، رب تبارک و تعالیٰ اور اُس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ و السلام کے نام میں تاثیر نہیں کہ اس سے بیمار کا حال بدل جائے اور حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد اسی شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا بہانہ ہے۔ ان کی توجہ سے فقیروں کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے!

Marfat.com

ہر ذرہ دِل بن جاتا ہے ہر چیز نظر بن جاتی ہے
جس سمت وہ نظریں اُٹھتی ہیں کونین اُدھر ہو جاتی ہے

مولانا حسن رضا خاں صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف
رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

(شانِ حبیب الرحمٰن:۱۰۰)

جنہوں نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ بولا تھا ان پر عذابِ الٰہی

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ (پارہ:۱۰، سورۃ التوبہ)

ترجمہ: جنہوں نے اللہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ (کنز الایمان شریف)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ بولنا، اللہ سے جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ ان بدنصیبوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ بولا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹ بولا۔

یعنی ان منافقوں میں سے جو کھلے کافر بن جائیں انہیں دنیا ہی میں قتل و غارت کا عذاب ہوگا یا ان منافقوں میں سے جو آخر دم تک کفر پر قائم رہیں انہیں آخرت کا دردناک عذاب ہوگا۔ لہٰذا آیت مبارکہ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے منافق باطنی طور پر کافر ہی تھے۔ (نور العرفان شریف)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو گروہوں کا ذکر فرمایا جو لوگ جھوٹا عذر کر کے جہاد میں

Marfat.com

شریک نہ ہوئے اور جنہوں نے عذر بھی نہیں کیا اور خدا اور رسول ﷺ کے وعدوں کو جھوٹا جان کر گھروں میں بیٹھے رہے۔ پہلا گروہ یہ عامر بن طفیل کی جماعت تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلہ "طے" کے گنوار ہماری بی بی، بچوں اور جانوروں کو لوٹ لیں گے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال سے خبردار کر دیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کرے گا۔

عمرو بن طلا نے کہا کہ ان لوگوں نے باطل عذر بنا کر پیش کیا تھا۔ یہ دوسرے گروہ کا حال ہے جو بغیر کسی عذر کے بیٹھے رہے۔ یہ منافقین تھے اور انہوں نے ایمان کا دعویٰ جھوٹا کیا تھا اور ان کو سخت عذاب پہنچے گا۔ (تفسیر مظہر القرآن شریف)

سرکار ﷺ پر اپنی جان بھی نثار کر دو۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط

(پارہ:۱۱، سورۃ التوبہ، آیت:۱۲۰)

ترجمہ: مدینہ والوں اور ان کے ارد گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔

(کنزالایمان شریف)

تفسیر:

مدینہ والوں سے مراد تمام حضرات ہیں جو مدینہ منورہ میں رہتے ہوں۔ خواہ مہاجر ہوں یا انصار، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو بھی مدینہ والوں ہی میں شمار فرماتا ہے جو وہاں ایمان و اخلاص کے ساتھ باہر سے پہنچ جائیں۔ دوسرے یہ کہ غریب آدمی حج اسلام کرے تو ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ مکہ معظمہ پہنچ جانے والا مسلمان وہاں کا باشندہ مانا جاتا ہے اور مکہ والے پر حج فرض ہونے کے لئے غنا شرط نہیں۔

Marfat.com

غزوہ تبوک میں مدینہ منورہ کے تمام باشندوں مہاجر، انصار پر فرض تھا کہ غزوۂ تبوک میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر کریں بغیر شرعی مجبوری کے۔ یہ مجبوری تو بڑھاپا، بیماری اور لڑکپن (بچپنا) ہے یا خود حضور انور ﷺ کا حکم کہ تم مدینہ ہی میں ہماری نیابت میں رہو جیسے جنگ بدر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری اور غزوۂ تبوک سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری۔

بلکہ ان پر فرض تھا کہ حضور ﷺ پر اپنی جانیں قربان کر دیں جیسے پروانہ شمع پر۔
(تفسیر نور العرفان شریف)

بلکہ انہیں حکم تھا کہ شدت و تکلیف میں حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑیں اور سختی کے موقع پر اپنی جانیں آپ ﷺ پر فدا کریں۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

سلام کا جواب دینا فرض ہے، سلام کرنے والے کو دس، بیس اور تیس نیکیوں کا ثواب مفت میں مل جاتا ہے

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ
(پارہ: ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۶)

ترجمہ: اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو۔ (کنز الایمان شریف)

تفسیر:

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ بعض سنتوں کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ مگر سلام کرنے کا ثواب زیادہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر جگہ سے ہمارے سلام سنتے ہیں اور الحمد للہ جواب بھی دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر نماز میں حضور اقدس ﷺ کو سلام کیا جاتا ہے اور جواب دینا فرض ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرکار ہر ایک کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے سونے والا، یا

Marfat.com

استنجا کرنے والا، نماز پڑھنے والا وغیرہ۔

جو مسلمان فسق و فجور میں مبتلا ہو اُسے سلام کرنا مکروہ ہے جیسے جو گانا گا رہا ہو یا ڈھولک بجا رہا ہو، شراب پی رہا ہو، تاش شطرنج یا کسی کھیل کود میں مبتلا ہو وغیرہ وغیرہ۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو سلام کرو۔ سنت یہ ہے کہ کھڑا بیٹھے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے۔ خالی گھر میں جاؤ تو یوں سلام کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

کیونکہ حضور ﷺ کی روح اقدس ہر اُمتی کے گھر میں جلوہ گر ہوتی ہے (یعنی حاضر و ناظر)۔ اجنبی جوان عورتوں کو سلام نہ کرو کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے۔

السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ، کہنا سب سے بہتر جواب ہے اور اچھا جواب دینا بہتر ہے۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

جمہور مُفسرین کے نزدیک یہاں تحیۃ سے مراد سلام کہنا ہے۔ سلام دینا (کہنا) حضورِ کریم ﷺ کی پسندیدہ سنت ہے لیکن سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ سلام کے جواب دینے کے قرآن کریم نے دو طریقے سکھائے ہیں۔ یا تو وہی الفاظ دہرا دو جن سے تمہیں سلام کہا گیا ہے یا ایسے الفاظ کا اضافہ کر دو جو محبت و تکریم پر دلالت کرتے ہوں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ:۔

1. اگر کوئی السلام علیکم کہے تو جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ کہو۔
2. اگر کوئی السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہے تو جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ، سے جواب دو آپس میں باہمی خلوص، محبت اور پیار کے جذبات کو تر و تازہ کرنے کا یہ ایک بڑا ہی مؤثر طریقہ ہے۔

نبی کریم، رؤف الرحیم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

"جب تک ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہ ہو سکو گے۔ اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے تو ایمان نصیب نہ ہوگا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں

جس پر عمل کرو تو آپس میں محبت و پیار پیدا ہو جائے؟ (خود ہی فرمایا) ایک دوسرے کو السلام علیکم کہا کرو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر غیر مسلم سلام کرے تو اس کے وہی الفاظ جواب میں دوہرا دو۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

تفسیر مظہر القرآن شریف میں آتا ہے کہ فقط السلام علیکم سے دس نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ سے بیس نیکیوں کا اور السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ سے تیس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (سبحان اللہ) اور جو شخص السلام علیکم میں کوتاہی کرتا ہے وہ بڑا بخیل ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے مل کر السلام علیکم کہتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں کسی پیڑ کے پتے۔ جو آدمی السلام علیکم کی ابتداء کرے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے۔

اللہ کا پیغام سب لوگوں تک پہنچا دو اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں کے شر سے

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷ (پارہ:۶، سورۃ المائدہ)

ترجمہ: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا دو جو کچھ اتارا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا۔ اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔ بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ جس میں اکثر باتیں اہل کتاب و منافقین و کفار کی مرضی کے مخالف بلکہ ان کی مذمت کی ہوتی تھی۔ تو اس خوف سے کہ موقع پا کر یہ مخالف لوگ آپ ﷺ پر حملہ نہ کر بیٹھے۔ رات کے وقت آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہرہ دیا کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد وہ پہرہ ختم کر دیا اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اب تم میرے لئے پہرہ نہ دیا کرو بلکہ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ کیونکہ اب حفاظت کی ضرورت نہیں، اب اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری حفاظت خود ہی اپنے ذمہ لے لی ہے۔

دیکھو سارے کافر حضور اکرم ﷺ کے دشمن اور حضور اکیلے مگر سب پر حضورِ اکرم ﷺ غالب آئے اور کسی کا بھی داؤ آپ ﷺ پر نہ چل سکا۔

جنگ احد میں حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچنا اس آیت کے خلاف نہیں۔ خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہیں ہوئے۔ جو پیغمبر شہید کئے گئے ان پر جہاد فرض نہ تھا۔

الحمد للہ اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کفار، منافقین، جن و انس کو آپ ﷺ پر قابو نہ ملے گا۔ دیگر مخلوق تو پہلے ہی آپ ﷺ کی مطیع اور فرمابردار ہے کہ شجر و حجر آپ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور چاند سورج آپ علیہ السلام کے اشارے پر کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسول ﷺ تمہارے قرآنی احکام پہنچا دینے کے بعد جو لوگ ان احکام کو دل سے نہ سنے اور راہِ راست پر نہ آئیں تو اس کا کچھ ملال نہ کریں کیونکہ دنیا پیدا ہونے سے پہلے جو لوگ بدقرار پا چکے ہیں اللہ کے علم میں ہے کہ وہ کسی طرح بھی راہِ راست پر آنے والے نہیں۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف، تفسیر مظہر القرآن شریف)

سبحان اللہ! رب دین اسلام اور قرآن کے بارے میں فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹

بے شک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان (محافظ) ہیں۔

Marfat.com

اور صاحب قرآن کے لئے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھیں گے۔ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے نہ تو دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور نہ ہی انبیاء کرام علیہم السلام کی جانوں کی۔ اسی وجہ سے ان کے دین غلط ہو گئے۔ کتابیں محفوظ نہ رہیں، یہاں قرآن محفوظ اور اسلام اور مسائل غرض یہ کہ ہر چیز محفوظ ہوئی۔ اس حفاظت ہی کا اثر تھا کہ کفار مکہ اور یہود مدینہ نے جان توڑ کوششیں کیں کہ سرکار ﷺ کو شہید کر دیں مگر نہ کر سکیں۔

رب تعالیٰ نے غار ثور میں مکڑی کے جالے سے حبیب علیہ السلام کو بچا لیا۔ یہی نہیں کہ اس زمانے میں ہی یہ حفاظت تھی بلکہ قیامت تک کے لئے آپ ﷺ کی عزت و عظمت کو محفوظ کر دیا۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سب پر غالب ہے اس کے ایسے ایسے لشکر ہیں کہ جن سے جیسے چاہتا ہے کام اس وقت لے لیتا ہے۔ سرورِ کائنات حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ اور ان کے ساتھ آرام فرما صاحبین رضی اللہ عنہما کے اجسادِ مطہرہ کو چوری کر کے مصر وغیرہ منتقل کرنے کی یہودیوں نے کئی مرتبہ سازشیں کی ہیں مگر ان سب کم بختوں کو اللہ رب العزت نے کڑی سزا دنیا ہی میں دے دی۔ ان سازشوں کا ذکر تفصیلاً مؤلف ھذا کی کتاب ''حج اور عمرہ'' صفحہ ۲۵۶ میں کیا گیا ہے۔

بڑے ہی اختصار سے وہ واقعات یہاں درج کئے جاتے ہیں:

پہلی سازش میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ مدینہ کو دشمنوں سے مقابلہ کے لئے کھڑا کر دیا اور پھر شدید جھگڑے سے ان کی قوت کو تہ و بالا کر دیا۔ دوسری سازش پر اہل مدینہ نے انوار ملاحظہ کئے اور آواز سنی کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کو اکھاڑا جا رہا ہے اور اہلِ مدینہ نے سازشیوں کو پکڑ کر جہنم رسید کر دیا۔ تیسری سازش میں قادرِ مطلق اللہ جَلَّ شَانُہٗ نے سلطان نورالدین زنگی کو ذمہ داری سونپ دی کہ سازشیوں کو پکڑ کر قتل کر دے۔ چوتھی سازش میں مصریوں کو خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ جو شخص خبیث نیت سے مدینہ منورہ کو جا رہے تھے انہیں گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اور پانچویں سازش جو صاحبین رضی اللہ عنہما کے جسموں کو نکالنے کے لئے ہوئی تو قدرتِ الٰہیہ سے زمین نے سازشیوں کو نگل لیا اور ان کا نام و نشان

Marfat.com

تک نہ رہا۔ خداوندِ قدوس نے اپنی واضح نشانیوں کے ظہور سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی حفاظت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان مبارک حق اور سچ ہے۔ دیکھیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے پریشان کیا تو انہیں چوتھے آسمان پر بلا لیا۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ محبوب پاک ﷺ کو دشمنوں میں ہی رکھا اور فرمایا کہ خوب ہی تبلیغ کیے جائیں اور الحمدللہ اللہ تعالیٰ ہی حسبِ وعدہ قیامت تک سرکار ﷺ اور اُن کے ہمراہ آرام فرما محبوب ترین دوستوں کی حفاظت کرتا رہے گا۔

کفار، یہود ونصاریٰ کا اس سے عبرت کا سبق حاصل کرنا چاہیے۔

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن شریف میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر بڑے ہی ٹھوس دلائل کے ساتھ پیش فرماتے ہیں:

جس قوم کی اصلاح اور ہدایت کے لئے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ ان کی کوئی بات بھی تو درست نہ تھی۔ سیاسی طور پر وہ بدنظمی اور انتشار کا شکار تھے۔ معاشی طور پر ان کی بدحالی کی مثال نہ تھی۔ اخلاقی لحاظ سے ان کے ہاں گنگا ہی الٹی بہہ رہی تھی۔ شراب نوشی، جوابازی اور بدکاری، سرداری اور دولت مندی کی علامات تھیں۔ ظلم وقتل کو شجاعت، معصوم بچیوں کو زندہ درگور کرنے کو تقاضائے ہمت وغیرت اور اسراف وفضول خرچی کو سخاوت صرف کہا ہی نہیں جاتا تھا بلکہ یقین کیا جاتا تھا۔ دینی لحاظ سے تو اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ گھر جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے تعمیر کیا گیا تھا وہاں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ اور افسوس! یہ ان کا دین تھا، ان کا عقیدہ تھا اور انہیں اِسی پر کامل یقین بھی تھا اور اس سے والہانہ محبت بھی تھی۔ اب جو ہستی ایک ہمہ گیر انقلاب کی داعی بن کر آئی تھی اور جسے زندگی کے ہر شعبہ میں ہر خرابی کی اصلاح کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا، اس کا فرض تھا کہ سیاسی انتشار کے جو محرکات تھے ان پر بھی ضرب کاری لگائے۔ وہ عناصر جن کی دھاندلیاں وہاں کی معاشی زندگی کو درہم برہم کر رہی تھیں ان کے منہ میں لگام دے۔ وہ خبیث عادتیں اور وحشیانہ افعال جن پر اخلاقِ عالیہ کے دلکش غلاف چڑھے ہوئے تھے ان کو بھی بے نقاب

Marfat.com

کرے اور اخلاقِ فاضلہ کا صحیح مفہوم بھی ان کے ذہن نشین کرائے اور ان کی عقیدت کے صنم کدوں میں جتنے بت تھے پتھر، تانبے کے، پیتل کے، اپنی خواہشات کے، اپنے نفس کے، ذاتی اور قبائلی عصبیتوں کے ان سارے بتوں کو الّا اللہ کی ضرب سے ریزہ ریزہ کرے۔ اس کارِ عظیم کے لیے قدرت کی نظرِ انتخاب پڑی تو اس پر جس کا کوئی بھائی نہیں، جس کے سر پر باپ اور دادا کا سایہ نہیں، دولت نہیں، خدام نہیں، اس کے پاس صرف اللہ کا نام ہے۔ یہی اس کی ساری قوتوں کا سرچشمہ ہے اور یہی اس کی ساری توانائیوں کا منبع ہے۔ اس نازک اور مشکل ترین خدمت کے لئے اسے متعین فرما کر اس کا رب اس سے فرماتا ہے کہ آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور رسول کا کام یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کا پیغام بے خوف و خطر کسی ردوبدل کے بغیر پہنچا دے۔ اس لئے اپنے منصب رسالت کا پاس رکھتے ہوئے اپنے رب کریم کے جو حکم آپ ﷺ کو ملے اس کو اس کی مخلوق تک پہنچا دو۔

باقی رہی دشمنوں کی قوت، کفار کے حملے، منافقین کی سازشیں اور یہودیوں کی ریشہ دوانیاں تو اے محبوب ﷺ سن لو اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ کا نگہبان ہے اور کوئی بھی آپکو گزند نہیں پہنچا سکتا۔ (ضیاء القرآن شریف ۴۹۲)

اگر وہ اسلام لے آئیں جب تو وہ ہدایت پا گئے

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰

(پارہ: ۳، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: پھر اگر (اب بھی) جھگڑا کریں آپ ﷺ سے تو آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ میں نے جھکا دیا ہے اپنا سر اللہ کے سامنے، اور جنہوں نے میری پیروی کی اور کہیے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی اور ان پڑھوں سے کہ کیا تم اسلام لائے؟ پس

Marfat.com

اگر وہ اسلام لے آئیں جب تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیر لیں تو اتنا ہی آپ ﷺ کے ذمہ تھا کہ آپ ﷺ پیغام پہنچا دیں (جو آپ ﷺ نے پہنچا دیا) اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے (اپنے) بندوں کو۔

(ضیاء القرآن شریف جلد اوّل ۲۱۶)

تفسیر:

اللہ تبارک وتعالیٰ یہاں ارشاد فرما رہا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ کفار سے مناظرہ نہ کرو بلکہ اپنے اسلام اور ایمان کا اعلان فرما کر انہیں تبلیغ فرمائیے اور پھر اس سے اعراض فرماؤ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پختگی ایمان ایسی یقینی ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کی گواہی دی اور اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے دلوائی۔ جو ان کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ یہاں اَن پڑھوں سے مراد یا تو مشرکین عرب ہیں اور یا اہلِ کتاب کے عوام جاہل لوگ، پہلی صورت میں (اُوْتُوا الْکِتٰبَ) سے مراد سارے یہود ونصاریٰ ہیں اور دوسری صورت میں ان کے علماء ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ مسلمان نہیں اور مسلمان صرف وہ ہے جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے۔ یہاں گردن رکھنے سے مراد اسلام قبول کرنا ہے۔

یہاں ان کے کفر کا آپ ﷺ سے سوال نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے رب اپنی ربوبیت میں بندوں کے ماننے سے بے نیاز ہے ایسے ہی نبی کریم ﷺ اپنی نبوت میں دنیا والوں سے غنی ہیں۔ کسی کے انکار سے سورج کا نور گھٹ نہیں جاتا۔ اگر تمام عالم حضور ﷺ کے انکاری ہو جائیں تو ان کے مرتبہ میں کمی نہیں آسکتی۔ (تفسیر نور العرفان شریف)۔

اگر سمجھ لینے کے بعد حسد کی وجہ سے وہ حق کا انکار کریں اور آپ ﷺ سے جھگڑیں تو ایسے لوگوں سے لفظی بحث میں الجھ کر آپ ﷺ اپنا قیمتی وقت کیوں ضائع کریں۔ بلکہ ان کی پسند اور ناپسند سے بے نیاز ہو کر اپنے اور اپنے غلاموں کے محکم عقیدہ کا کھلے الفاظ میں اعلان

Marfat.com

کر دیں۔اس کا ان پر نفسیاتی اثر پڑے گا۔کیونکہ جب وہ دیکھیں گے کہ ان کے ہزاروں حیلے اور لاکھوں فریب بے اثر ثابت ہو گئے ہیں اور ان کے باوجود حق پرستاروں کے پاؤں نہیں ڈگمگائے بلکہ ان کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے تو ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور اسلام کی مخالفت میں ان کی گرمجوشی سرد پڑ جائے گی۔

یہاں ایک اور اعلان کا حکم دیا جارہا ہے کہ آپ ﷺ ان پر یہ بھی واضح کر دیں کہ ہم تم کو اسلام کی جو بار بار دعوت دے رہے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم تمہاری سنگت سے اپنی تقویت کا قصد کر رہے ہیں اور در پردہ اپنی مصلحت کے لئے کوشاں ہیں بلکہ اسلام کی دعوت قبول کر لینے میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے اور اگر ضد پر اڑے رہے اور اس کو قبول نہ کیا تو تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے بلکہ اپنی دنیا و آخرت کا ستیاناس کر دو گے۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور اس حکم سے منہ نہ پھیرنا

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ (پارہ:۳،سورۃ آل عمران)

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول ﷺ کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔(کنزالایمان شریف)

اس آیت مبارکہ میں بھی دعوتِ اسلام قبول کرنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ برحق محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرو۔آج کل بعض لوگ اس تحریک کو بڑی سرگرمی سے چلا رہے ہیں کہ ہمیں صرف:

''قرآن کا اتباع کرنا چاہیے اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کی ضرورت نہیں۔''

Marfat.com

یاد رکھیئے! ایسا عقیدہ رکھنے والے دینِ متین سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ اور قرآن پاک ہی کا تو صریح حکم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ کی اطاعت کرو۔

حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کے احکام کا اتباع کرنے کے دعویٰ کے ساتھ وہ انکارِ سنت کی کیسے جرأت کرتے ہیں! کیا قرآن نے ہی صرف ایک جگہ نہیں بلکہ بے شمار مقامات پر نہایت واضح اور زوردار انداز میں یہ حکم نہیں دیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس رسولِ برحق ﷺ کی اطاعت کرو، اس کا حکم مانو اور ان کے اُسوۂ حسنہ کو اپناؤ۔ تو گویا حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں۔ بلکہ قرآن ہی کی بے شمار آیات کی تعمیل ہے۔ اگر آپ سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی سے انکار کریں گے تو آپ نے صرف سنت کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ قرآن کی بے شمار آیات کا انکار کر دیا۔

اتباع و اطاعت رسالت مآب ﷺ کے متعلق جو حکم قرآن نے ہم کو دیا ہے اس کی تعمیل کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعالِ حسنہ کو بالکل اسی طرح ادا کریں جیسے حضورِ اکرم ﷺ نے ادا فرمائے ہیں اور صرف اِسی لئے ادا کریں کہ یہ افعال اس ذاتِ اطہر و اقدس سے ظہور پذیر ہوئے ہیں جو جمال و کمال کا وہ پیکر ہیں جس سے حسین تر اور جمیل تر چیز کا تصور تک ممکن ہیں۔ کاش ہم قرآن حکیم کے الفاظ کو من گھڑت تاویلات کا اکھاڑا بنانے سے باز رہیں اور اس آیت کے آخر میں اتباع و اطاعتِ رسول سے رُوگردانی کرنے والوں کی جن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے اس پر غور کریں۔ (ماخذ تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ۲۲۲)

خیال رہے کہ بعض وسیلے منزلِ مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں جیسے ریل، ہوائی جہاز یا سواری وغیرہ۔ بعض وسیلے کبھی چھوٹ نہیں سکتے جیسے روشنی کے لئے چراغ۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اسی قسم کے نایاب وسیلہ ہیں کہ کوئی بھی شخص خدا تعالیٰ تک پہنچ کر حضور پرنور شافع یوم نشور کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی لئے رب نے اپنے ساتھ اپنے حبیب پاک ﷺ کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور رحمۃ اللعٰلمین ﷺ سے سرتابی کرنے والا کافر ہے

Marfat.com

اسی لئے آگے فرمایا: لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ (تفسیر نور العرفان شریف)

یہی اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت بغیر اطاعتِ رسول ﷺ نہیں ہو سکتی۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس نے میری نافرمانی کی تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف اللہ ہی کی اطاعت سے ہی نہیں بلکہ اس کے محبوب پاک ﷺ کی اطاعت سے بھی منہ پھیرنے اور انکار کرنے سے بھی انسان کفر کے درجہ میں جا پہنچتا ہے۔

الغرض فلاحِ انسانیت رسالت کے بغیر ناممکن ہے۔

بے شک رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سنانے والا

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۹﴾ (پارہ:۱، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔ (کنز الایمان شریف)

اس آیت کریمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے فضائل اور مراتب کا ذکر ہے۔ اولاً تو اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو کفار اور منکرین کی حالت دیکھ کر رنج و ملال ہوتا تھا۔ تقاضاءِ رحمت یہ تھا اور محبوب کی آرزو تھی کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں اور جنتی بن جائیں۔ اور پروردگارِ عالم کا منشا یہ تھا کہ محبوب جو تمہارا عدو اور دشمن ہو وہ میری جنت کی بو بھی نہ پائے۔ کفار کے کفر اور ضد کو دیکھ کر آپ کے قلبِ منور کو صدمہ پہنچتا تھا۔ آپ کی تسکین کے لئے یہ آیت پاک نازل فرمائی گئی۔ کہ اے محبوب ﷺ آپ کا فرض تھا تبلیغ فرمانا اور وہ آپ نے بخوبی

انجام دے دیا۔ اب آپ سے قیامت میں یہ سوال نہ ہوگا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے۔ آپ ﷺ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ایک تو بڑی عظمت یہ ہے کہ رب العٰلمین اپنے حبیب پاک ﷺ کا دل میلا ہونا اور غمگین ہونا پسند نہیں فرماتا۔ اب آیت مبارکہ کو دیکھیے۔ پہلا جملہ یہ ہے "اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ" ہم نے آپ کو بھیجا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری خدائے قدوس کا تحفہ ہے بندوں کے لئے۔ اور سمجھ لو کہ "بادشاہی تحفہ" تحفوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ تو تمام نعمتِ الٰہیہ میں یہ نعمت سب سے افضل ہے، دوسرے بھیجی جاتی ہے وہ چیز جو پہلے سے اپنے پاس ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام دنیا میں تشریف آوری سے قبل اپنے رب کے حضور بارگاہ خاص میں حاضر رہے اور آپ کس قدر حاضر رہے؟ اس کے متعلق ایک روایت تفسیر روح البیان میں زیرِ آیت "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ" کہ ایک بار حضور علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جبرائیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ تو میں نہیں بتا سکتا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ایک تارا ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا اور وہ تارا میں نے بہتر (۷۲) ہزار بار دیکھا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ستارہ ہم ہی تھے۔ جو ذاتِ بارگاہِ خاص میں اس قدر حاضر ہو اس کے مراتب کا کیا پوچھنا۔ تِل بھی پھول کے پاس صرف ایک رات رہ کر بس جاتے ہیں اور پھول کی سی خوشبو حاصل کر لیتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کیوں نہ صفاتِ الٰہیہ سے موصوف ہوں۔

شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے مدارج النبوت کے خطبے میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف ہیں۔ (شانِ حبیب الرحمٰن: ۲۲)

آنحضرت ﷺ کو اس بات کا کبھی کبھی یہ رنج ہوتا تھا کہ باوجود کامل فہمائش اور کافی دلیلوں کے اہلِ عرب اور اہلِ کتاب میں سے بھٹکے ہوئے لوگ راہِ راست پر کیوں نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا یہ رنج رفع کرنے کو یہ آیت نازل فرمائی کہ راہِ راست پر لانا خدا کا کام ہے۔ اور یا رسول اللہ ﷺ تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ راہِ راست والوں کو نجاتِ اُخروی کی خوشخبری اور گمراہوں کو خرابی عقبیٰ کی آیتیں سناتے رہو۔ اس کے بعد علم الٰہی میں جن

Marfat.com

لوگوں کا راہِ راست پر نہ آنا اور ان سے دوزخ بھرا جانا قرار پاچکا ہے وہ تو آخر ہو کر رہے گا۔
(تفسیر مظہر القرآن شریف)

مشکوٰۃ شریف باب فضل الذکر میں فرمایا کہ اولیاء اللہ خدا کی قوت سے تصرف کرتے ہیں۔آگے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالی نہیں آئے بلکہ تین چیزیں لے کر آئے۔حق باتیں لیکر آئے مؤمنوں کے لیے خوشخبریاں اور منکرین کے لئے عذاب کی خبر لائے۔پھر فرمایا کہ اے محبوب دوسروں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال نہ ہوگا کہ فلاں ایمان کیوں نہ لایا اور فلاں نے نیک کام کیوں نہ کیئے۔حدیث پاک میں ہے کہ ہر آدمی سے سوال ہوگا کہ تمہاری اولاد، تمہاری بیوی،تمہارے ماتحت نوکر چاکر کیوں ہدایت پر نہ آئے۔مگر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قسم کا کوئی سوال نہ ہوگا۔نیز دیگر انبیاء کی امتیں قیامت میں عرض کریں گی کہ ہم تک کوئی پیغمبر پہنچا ہی نہیں۔پیغمبر عرض کریں گے ہم نے تیرے احکامات ان تک پہنچادیئے۔اب حضرات پیغمبر مدعی اور ان کی امت مدعا علیہ اور امتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کی گواہ۔مگر کسی بھی بے دین، کسی کافر کی بروز قیامت جرأت نہ ہوگی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف یہ کہہ سکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ دین میں کوئی کوتاہی برتی۔قیامت کے مقدمہ کی تحقیقات کا ذکر اس آیت میں ہے:

لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ؕ

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب جو دوزخ میں جائے تم سے یہ سوال نہ ہوگا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی امت گواہی دے گی کہ خدایا

Marfat.com

تیرے تمام پیغمبر سچے ہیں اور یہ کفار جھوٹے ہیں

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (پارہ:۲،سورۃ البقرہ،آیت:۱۴۳)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے بنادیا تمہیں (اے مسلمانو!) بہترین اُمت تاکہ تُم گواہ بنو لوگوں پر اور ہمارا رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔ (ضیاء القرآن شریف)

تفسیر:

یعنی جیسے ہم نے قبلہ کے معاملے میں تمہیں راہِ راست اختیار کرنے کی توفیق بخشی اسی طرح ہر معاملے میں تمہیں اُمتِ وسط بنایا۔ وسط کا لفظ قابل غور ہے۔ اِس کا معنی ہے درمیان۔ ہر چیز کا درمیانی حصہ ہی اس کا عُمدہ ترین حصہ ہوا کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کا درمیانی عرصہ "عہد شباب" اس کی زندگی کا بہترین وقت ہے۔ دن کے درمیانی حصہ دوپہر میں روشنی اپنے نقطۂ عروج پر ہوتی ہے۔ اِسی طرح اخلاق میں میانہ روی بھی قابلِ تعریف ہوتی ہے۔ افراط وتفریط دونوں پہلو مذموم، بخل اور فضول خرچی کی درمیانی حالت کو سخاوت، بزدلی اور طیش کے درمیانی حال کو شجاعت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو اس عظیم المرتب خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ ان کے عقائد، ان کی شریعت، ان کے نظامِ اخلاق، سیاست اور اقتصاد میں افراط وتفریط کا گزر نہیں۔ یہاں اعتدال ہے، توازن ہے اور موزونیت ہے۔ جب مسلمانوں کو اپنے اس عظیم منصب کا پاس تھا اُس وقت اُنکا ہر قول اور ہر فعل آئینہ تھا اس ارشادِ ربانی کا۔ لیکن آج تو ہم اِستنے بگڑ چکے ہیں کہ قرآن میں جس اُمت کے محاسن بیان کئے گئے ہیں ہم پہچان ہی نہیں سکتے کہ وہ ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حالِ زار پر رحم وکرم فرمائے۔ آمین

اس آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اُمتِ محمدیہ گواہ ہے دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دُنیا میں اس کی گواہی اِسلام کی صداقت پر ہے کیونکہ اِسلامی تعلیمات کی وہ زندہ تصویر

ہے۔ دنیا میں اسکا ہر قول وفعل اس کی انفرادی اور اجتماعی خوشحالی۔اس کی سیرت کی پختگی اور اس کے اخلاق کی بلندی ہر چیز اسلام کی صداقت پر ہی گواہی دے رہی ہے۔اور قیامت کے روز جب اگلے پیغمبروں کی اُمتیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں گی کہ ہمیں کسی نے بھی تیرا پیغام ہدایت نہیں پہنچایا تو اُس وقت اُمت مصطفیٰ ﷺ ہی گواہی دے گی کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ تیرے پیغمبروں نے تو تیرا پیغام حرف بہ حرف پہنچا دیا تھا۔ اس وقت سابقہ اُمتیں ،اُمتِ محمدیہ پر اعتراض کریں گے کہ تم تو ہم سے سینکڑوں ہزاروں برس بعد دنیا میں آئے تھے اور تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے تو یہ گواہی کیسی؟

تو مسلمان جواب دیں گے کہ اے اللہ تیرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ تیرے تمام رسولوں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کی صداقت و عدالت کی گواہی دیں گے کیونکہ حضور ﷺ اپنے اُمتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں کہ تمہارے رسول ﷺ تم پر گواہی دینگے کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رُتبے کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے۔اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کونسا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں۔تمہارے ایمان کے درجوں کو،تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف:۱۰۰)

اس سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ جس کو مسلمان ولی کہے وہ حقیقت میں ولی ہے۔دوسرے یہ کہ مسلمان جس چیز کو بہتر اور مستحب جانے وہ مستحب ہے لہٰذا حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولایت حق ہے،محفل میلاد وغیرہ مستحب ہے کہ اس پر مسلمانوں کی گواہی قائم ہے۔تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا اجماع شرعی دلیل ہے۔چوتھے یہ کہ خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے کیونکہ مسلمانوں نے اسے حق جانا اور ان کی خلافتوں پر

Marfat.com

مسلمان متفق ہوئے۔

قیامت میں نبی ﷺ اپنی اُمت کے تقوی اور طہارت کی بھی گواہی دینگے کہ یہ لوگ گواہی کے لائق ہیں اور فاسق نہیں۔ اسی لئے (علیکم) فرمایا اور حضور اکرم ﷺ کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہوگی کیونکہ سرکارِ دوعالم ﷺ سے سنی ہوئی گواہی تو تمام عشاقانِ رسول دے چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے ہیں اور اپنی اُمت کے ہر ظاہر و باطن حال کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنتی ہیں۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے جنتی ہونیکی گواہی دی۔ خیال رہے کہ قیامت میں دیگر انبیاء کرام کی قومیں ان انبیاء کرام کی تبلیغ کا انکار کریں گی تو حضور اکرم ﷺ کی اُمت ان انبیاء کرام کے حق میں گواہی دے گی اور حضور اکرم ﷺ اپنی اُمت کی تصدیق فرمائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمے کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب تعالیٰ قیامت مین تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صورتوں مین سن کر بھی گواہی دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت حضور ﷺ سے سن کر ہی گواہی دے گی۔ شہید کے معنی گواہ بھی ہیں اور مطلع اور نگہبان بھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۔

لہٰذا مترجم کے یہ دونوں معنے بہت ہی مناسب ہیں۔ (تفسیر نورالعرفان شریف)

اس واقعہ کا اس آیت پاک میں ذکر ہوا ہے۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ یہ امت (یعنی مسلمان) سارے پیغمبروں کی گواہ ہے اور مدعی گواہ سے بہت محبت کرتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ اُمت تمام پیغمبروں کی محبوب ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ نے اپنے اگلے اور پچھلوں کے حالات کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ورنہ سنی ہوئی شہادت تو مسلمان دے چکے تھے اب ضرورت تھی کہ دیکھنے والا اپنی دیکھی ہوئی گواہی دے۔

Marfat.com

اسی لئے حضور ﷺ کو معراج ہوئی تاکہ جنت، دوزخ، خدا کی ذات وصفات کی حضور ﷺ خود گواہی دیں۔ حضور ﷺ کی گواہی ہو دیکھی ہوئی۔ تیسرے یہ کہ حضور ﷺ اپنی ساری اُمت کے حالات، ہر آدمی کے ہر کام سے ہر وقت واقف ہیں۔ کیونکہ بارگاہِ الٰہی میں حضور ﷺ کی دو گواہیاں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ مسلمان ٹھیک کہہ رہے ہیں دوسرے یہ کہ یہ لوگ گواہی کے قابل ہیں اور یہ فاسق، فاجر، بدکار وغیرہ نہیں۔ بدکار کی گواہی شرعاً قبول نہیں ہوتی ورنہ عَلَيْكُمْ علی نہیں بنتا۔ علی اس لئے فرمایا گیا کہ یہاں شہید میں رقیب کے معنے شامل ہیں۔ لہٰذا حضور ﷺ نے جن کے ایمان کو گواہی دے دی واقعی وہ جنتی ہیں۔ حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کا ایمان قطعی ہے کہ اس کی گواہی اللہ کے گواہ نے دے دی۔ اس کا منکر رب کا منکر ہے۔ اس آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اے مسلمانو! دنیا میں تم سب کے گواہ بن سکتے ہو اسی لئے عدالت میں مسلمان کی گواہی کافر کے مقدمے میں مانی جائے گی مگر کافر کی گواہی مسلمانوں کے مقدمہ میں قبول نہیں ہوگی۔ یہ بھی اس اُمت کی شرافت اور عزت ہے۔ تیسرے معنی اس آیت کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اگر مسلمان کسی شخص زندہ یا مُردہ کو اچھا جانے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ اور اگر مسلمان کسی کو برا جانے تو وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ میں ہے کہ ایک میت حضور ﷺ کے سامنے سے گزری۔ مسلمانوں نے اس میت کی تعریف کی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ دوسری میت گزری تو مسلمانوں نے اس میت کی برائی کی۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ لہٰذا جس مسلمان کو عام ولی جانے وہ واقعی اللہ کا ولی ہے۔ (شان حبیب الرحمٰن: ۲۶)

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ (پارہ: ۱۴، سورۃ الحجر)

ترجمہ: پس اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تم کو حکم ہے اور مشرکوں سے کنارا کرو۔ پس ہم کافی

Marfat.com

ہیں تمہاری طرف سے ان ہنسی اڑانے والوں کے لیے۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں پس وہ عنقریب جان لیں گے۔ (مظہر القرآن)

تفسیر:

اے میرے رسول ﷺ جو حکم آپ کو دیا جارہا ہے اس کو برملا سب لوگوں کے سامنے بیان کیجئے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے۔

اور فرمایا:

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔ (سورہ الطور۔ ۴۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کے حکم پر جمے رہو تم ہماری نگہداشت میں ہو۔

اس سے پہلے حضور اکرم ﷺ تبلیغ پوشیدہ کیا کرتے تھے اور اس آیت کے نزول کے بعد حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ نے اسلام کی تبلیغ برسرِ عام شروع کردی۔

آپ ﷺ کسی بھی کافر سے خائف نہ ہوں۔ آپ ﷺ پر جو زبان طعن دراز کرے گا' جو گستاخی کی جرأت کرے گا اور جو مذاق کرے گا آپ ﷺ بالکل فکر مت کرنا ہم خود ان کو سنبھال لیں گے۔ اُن کا شر آپ ﷺ تک نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے خلاف بہتان اور افتراء کا طوفان برپا کرنے والے، اسلام کو ختم کرنے کے لئے پوری کوشش داؤ پر لگانے والے یا تو حلقہ بگوش اسلام ہو کر پروانہ وار اُن صلوٰۃ والسلام پر نثار ہونے لگے یا انہیں ایسی شدید رسوائی اور ذلت سے دوچار کردیا گیا کہ آج ان کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد مکہ کے قبیلہ قریش کے پانچ رئیس شمار کئے جاتے تھے جو اسلام کی مخالفت اور حضور اکرم ﷺ کی دل آزاری میں سب سے پیش پیش تھے۔

۱۔ ولید بن مغیرہ ۲۔ عاص بن وائل ۳۔ اسود بن عبدالمطلب ۴۔ حارث بن قیس ۵۔ اسود بن عبدالغوث۔ ان تمام لعینوں کو اللہ تعالیٰ نے ذلت کی موت سے ہلاک کیا۔ یعنی

Marfat.com

جب یہ لوگ شرارت اور ایذا رسانی میں حد سے گزرنے لگے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور یہ تمام لوگ تھوڑے ہی عرصہ میں طرح طرح کے مرض میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ یہ کفار خدا کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے ہیں اور خدا کے سوا بتوں کو پوجتے ہیں وہ اس کا خمیازہ آخرت میں بھگتیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کو تسلی دی کہ ان کفار کی باتوں سے تمہیں رنج پہنچتا ہے تم ذرا بھی ان کی طرف التفات نہ کرو۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کہے جاؤ اور نماز پڑھتے رہو۔

(ماخذ از تفاسیر نور العرفان شریف، ضیاء القرآن شریف، مظہر القرآن شریف)

آپ کا مزار مبارک محمد شاہ قبرستان (نارتھ کراچی) میں مرجع خلائق ہے۔

تحفظ دین کی حفاظت کی ضمانت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴿۹﴾ (پارہ: ۱۴، سورۃ الحجر)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(کنز الایمان شریف)

تفسیر:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ قرآن کریم اپنے محبوب پاک ﷺ کی ذات اقدس پر نازل فرمایا اور سورۃ رحمن میں صاف فرمایا کہ:

''رحمن نے اپنے محبوب ﷺ کو قرآن سکھایا اور انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔''

(کنز الایمان شریف)

تورات، زبور، انجیل و دیگر صحائف مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرمائے۔ اول تو یہ تمام اب نایاب ہیں اگر اس جہان میں یہ کتب ہیں تو اس میں رد و بدل، تحریف اور تبدیلی کر دی گئی ہے۔ چونکہ یہ قرآن عظیم اپنے عظیم ترین حبیب لبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کلام مبین، قرآن پاک کی حفاظت کا خود ہی ذمہ لیا ہے۔ سارے

Marfat.com

انبیاء کرام کے معجزات عارضی اور وقتی تھے مگر یہ معجزہ قرآن قیامت تک اسی طرح باقی رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا محافظ اور اس کی صیانت و بقاء کا خود ہی ضامن ہے۔

تفسیر خزائن العرفان میں آتا ہے کہ تحریف و تبدیل، زیادتی و کمی سے اللہ ہی اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ تمام جنات اور انسان اور ساری مخلوق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی بھی کوئی کمی بیشی کر سکے۔ اور چونکہ اللہ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے یہ خصوصیت صرف اور صرف قرآن شریف ہی کی ہے۔ دوسری کسی بھی کتاب کو یہ بات میسر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآن عظیم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے۔ ایک یہ کہ اسکو معارضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو۔ ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معدوم کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفار باوجود عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

قرآن کا اتارنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ قرآن پاک ہم نے اُتارا۔ دوسرے یہ کہ لوحِ محفوظ اوپر ہے نیچے نہیں ہے، کیونکہ نزول اُوپر سے اترنے کو کہا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ مؤمن کے دل میں اللہ تعالیٰ ہی قرآن اُتارتا ہے اور وہی محفوظ رکھتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے معنی، اس کے الفاظ، اس کے سب احکام سب کے سب ربِ تعالیٰ نے محفوظ فرمادیئے۔ مگر الفاظ تو اس طرح کہ اس میں تبدیلی ناممکن ہے البتہ معنی اور احکام کو بعض بدبخت لوگ تحریف کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر اصلی احکام مٹنے نہیں پاتے وہ بعینہٖ موجود رہیں گے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے بھی حضور اقدس ﷺ کی حدیثوں کو بھی قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور علماء و مشائخ اور اولیاء کرام کا سلسلہ قائم فرمادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف بھی قرآن شریف کی معنوی حفاظت کا ہی ذریعہ ہے۔ (نور العرفان شریف)

تفسیر ضیاء القرآن شریف میں آتا ہے کہ بڑے ہی زوردار الفاظ میں کفار کے اس اعتراض کا بطلان کیا جارہا ہے کہ قرآن پاک کلامِ الٰہی نہیں۔ فرمایا بلاشبہ قرآن کو ہم ہی نے

Marfat.com

اتارا ہے۔ اسے تین مرتبہ ضمیر متکلم کا بیک وقت تکرار کرنا (اِنَّا۔ نَحْنُ۔ نَزَّلْنَا) جس تاکید بالائے تاکید پر دلالت کر رہا ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ اور ضمیر میں بھی جمع متکلم کی استعمال ہوئیں جو نازل کرنے والے کی عظمت و کبریائی کا اظہار کر رہی ہیں۔ یعنی ہم جو سارے جہانوں کے خالق و مالک ہیں، جن کی فرمان روائی کا ڈنکا زمین و فلک، فرش و عرش پر بج رہا ہے ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ اس میں کسی بھی قسم کی تحریف اور کمی بیشی کا امکان نہیں۔ آج چودہ سو اکتیس (۱۴۳۱) سال گزر چکے ہیں اور دشمنانِ اِسلام کی خواہشوں، کوششوں اور سازشوں کے باوجود ایک آیت میں بھی کوئی رد و بدل نہیں ہو سکا۔ ایک نقطہ کی کمی بیشی اور زیر و زبر کا فرق بھی تو نہیں ہوا۔ آج بھی لاکھوں انسان اسے اپنے سینوں میں محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ اگر خدانخواستہ سارے لکھے ہوئے قرآنی نسخے نایاب ہو جائیں تو پھر بھی یہ قرآن عظیم جُوں کا تُوں محفوظ رہیگا۔ اگر کوئی جابر سے جابر حکمران اور کوئی بڑے سے بڑا عالم اسے پڑھتے ہوئے زیر کو زبر میں بدل دے تو سات آٹھ سال کا بچہ بھی اسے ٹوک دے گا۔ آج دنیا میں کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس کا مصنف یا جس کے ماننے والے اس کے متعلق یہ دعویٰ کر سکتے ہوں۔ مذہبی صحائف جو دنیا کی مختلف قوموں کی عقیدت کا مرکز ہیں، ان کے ماننے والوں کا بھی یہ دعویٰ نہیں کہ ان کے مذہبی صحیفے ہر قسم کے رد و بدل سے پاک ہیں۔ الحمدللہ صرف قرآن پاک کا یہ دعویٰ ہے کہ باطل اس مین کسی بھی جانب سے داخل نہیں ہو سکتا۔ اور ان چودہ سو اکتیس (۱۴۳۱) سالوں کے طویل عرصہ میں اسلام کا کوئی بدترین بدخواہ بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ اس میں کوئی تحریف ہوئی ہو۔ یورپ کے مستشرقین جنہوں نے اپنے وسیع علم، بے عدیل ذہانت اور طویل عزیز عمریں قرآن پاک کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے صَرف کیں، آخر کار وہ بھی یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ یہ کتاب (یعنی قرآن پاک) ہر قسم کی تحریف اور تغیر سے پاک ہے۔ میور (MUIR) سے زیادہ دشمن اسلام کون ہو گا؟ اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف اس کی زہر افشانیاں رسوائے عالم ہیں۔ اسے بھی یہ لکھنا پڑا: (اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے) "یعنی اغلباً

Marfat.com

دنیا میں قرآن کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا متن بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے یوں پاک رہا ہو۔"

(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

دین اسلام کامل اور اکمل دین ہے اور اللہ کو پسند ہے

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ (پارہ:۶، سورۃ المائدہ، آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنز الایمان شریف)

یہ آیت کریمہ ۹ ذی الحجہ ۱۰ ہجری بمقام عرفات بروز جمعہ سرورِ دو عالم ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس میں بتایا گیا کہ جس دین کا داعی بنا کر آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے آج وہ ظاہری اور باطنی، صوری اور معنوی ہر لحاظ سے پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ اس دین کے غلبہ اور فتح مندی کو جو وعدہ آپ ﷺ سے کیا گیا تھا آج آپ ﷺ نے اپنے غلاموں سمیت مشاہدہ کر لیا کہ وہ پورا کر دیا گیا۔ نیز وہ عقائد جن پر مسلمانوں کی نجات کا انحصار ہے وہ مکمل طور پر تمہیں سکھا دیئے گئے۔ شریعت و قانون کے وہ بنیادی قواعد تفصیلاً یا اصولاً تم کو بتا دیئے گئے جو ہر زمانہ اور تمام حالات میں تمہارے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوں گے۔ تمہیں ایسے اصولوں کی تعلیم بھی دے دی ہے جکی مدد سے تم ہر نئی مشکل کا حل اور ہر جدید مسئلہ کا جواب معلوم کر سکو گے۔

قرآن جیسی کتابِ ہدایت، محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ﷺ جیسا رسول اور ہادی عطا فرمایا۔ ہدایت کی راہ تم پر روشن کر دی اور اس پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ مکہ جہاں کفر و شرک کی حکومت تھی وہاں آج اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔ جہاں لات و ہُبل کی پوجا ہوا کرتی تھی وہاں اللہ وحدہٗ لا شریک کے حضور سب پیشانیاں محوِ سجود ہیں۔

دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء اور رسولوں کا دین تھا وہی دین اپنی کامل صورت

Marfat.com

میں تمہارے لئے پسند کر لیا گیا ہے۔ الحمدللہ اب اس میں مزید اضافہ اور تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ یہ آیت مبارکہ حضور نبی اکرم، سرکار دو عالم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا اس لئے اب اس کے احکام میں کسی بھی رد و بدل کی کوئی گنجائش نہ رہی اور اسی لئے اب کسی دوسرے نبی اور رسول کے آنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

عقائد کا بیان؛ احکام کی آیات کا نزول، اجتہاد کے قوانین الحمدللہ آج سب مکمل ہو چکے۔ اس کے بعد حکم کی آیت کوئی نہ آئے گی۔ اور تمہارا دین قیامت تک منسوخ بھی نہ ہوگا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صرف اسلام اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔ یعنی دین محمدی باقی جبکہ سب دین مردود۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ اصول دین میں زیادتی اور کمی نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی، فروعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے اس لیے (دِیْنَکُمْ) فرمایا اور (مذھبکم) نہیں فرمایا۔ چوتھے یہ کہ سرکارِ دو عالم، نبی محتشم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ دین کامل ہو چکا ہے، سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے قادیانی (مرزائی) بے دین ہیں۔ پانچویں یہ کہ دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں کروڑوں نیکیاں کرے وہ ہرگز خدا کا پیارا نہیں۔ درخت کی جڑ کٹ جانے کے بعد پتوں کو پانی دینا بالکل بے کار ہے۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

امورِ تکلیفہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے سب قانون مکمل کر دیئے۔ اِسی لئے اس آیت کے نزول کے بیان کے بعد حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو کوئی بھی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہو سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور

قیامت تک باقی رہے گا۔

شانِ نزول:

بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم روزِ نزول کو عید مناتے۔ فرمایا وہ کونسی آیت ہے؟ اس یہودی نے یہی آیت (اَکْمَلْتُ لَکُمْ) پوری آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نزول کو بھی پہنچانتا ہوں اور وہ مقامِ عرفات تھا اور دن جمعہ کا تھا۔ آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہی ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے ایک یہودی نے ایسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا کہ جس دن یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں، ایک جمعہ اور دوسرا عرفہ کا دن۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ ورنہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں مگر ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہ کہا۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانا سو فیصد جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نعم الہیہ کی یادگار اور شکر گزاری ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان شریف)

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ:۲، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور

Marfat.com

تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔ (کنز الایمان شریف)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری رب العٰلمین کی اعلیٰ ترین نعمت ہے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللہ علی المؤمنین۔

دوسرے یہ کہ حضور ﷺ سارے جہان کے نبی ہیں کیونکہ رسول میں کوئی قید نہیں کہ کس کے۔ رب فرماتا ہے:

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔

تیسرے یہ کہ نوعِ انسان کی عزت حضور ﷺ کے اُن میں تشریف لانے کی وجہ سے بڑھ گئی۔ انسان تمام مخلوق سے افضل ہے حضور ﷺ کے باعث جیسا کہ "مِنْكُمْ" سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ قرآن کی تلاوت، قرآن کے اسرار و احکام، قرآن کے فیوض و برکات سب حضور اکرم ﷺ سے ہی ملتے ہیں جیسا کہ "يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ" سے معلوم ہوا۔ اور جس نے حضور ﷺ کو چھوڑا اس نے قرآن کو قطعاً چھوڑ دیا۔ پانچواں یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے۔ اسی لئے کتاب کے بعد حکمت یعنی حدیث کا ذکر فرمایا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پاکی صرف اعمال سے ہی نہیں ملتی بلکہ نظر پاک مصطفوی ﷺ سے ملتی اور حاصل ہوتی ہے۔ رب نے فرمایا ہے:

(خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا)

حضور سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو تمام امورِ غیبیہ بتا دیئے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ کسی کو یاد رہے، کسی کو نہ رہے، یا حضور ﷺ نے تمام مسائل شرعیہ سے واقف کر دیا مگر پہلے معنے زیادہ ظاہر ہیں۔ کیونکہ مسائل شرعیہ تو کتاب و حکمت کی تعلیم میں آ گئے۔ اس سے علوم غیبیہ ہی مراد ہونے چاہئیں۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

تفسیر ضیاء القرآن میں آتا ہے تعمیر کعبہ کے وقت جو دعا حضرات ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے کی کہ ان میں ان صفات والا رسول مبعوث فرما۔ اب بتایا جا رہا ہے کہ وہ دعا

Marfat.com

مقبول ہوئی۔ اور وہ رسولِ کریم ﷺ ان تمام صفات سے متصف ہو کر تشریف فرما ہوئے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یعلمہ" کا فعل دو بارہ ذکر کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ تعلیم پہلی تعلیم کتاب وحکمت سے الگ نوعیت کی ہے۔ اور شاید اس سے مراد علم "لدنی" ہے جو قرآن کے باطن اور نبی مکرم ﷺ کے منور اور روشن سینہ مبارک سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے حصول کا ذریعہ مروجہ تعلیم وتعلّم نہیں بلکہ انعکاس ہے۔ یعنی آفتابِ قرآن کی کرنیں اور ماہتابِ نبوت کی شعائیں دل کے آئینہ پر منعکس ہوتی ہیں۔ (اس عارف ربانی نے اس اہم مسئلہ کو الحمد للہ بڑی ہی شرح وبسط سے بیان کیا ہے چاہیے کہ ملاحظہ کیا جائے)۔ اور اولیاء کاملین جو انوارِ نبوت کے صحیح وارث ہوتے ہیں وہ بھی اپنے مریدانِ باصفا پر اسی قسم کے علوم ومعارف کا القاء اور فیضان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم مسکینوں پر بھی اپنے محبوب مکرم ﷺ کے طفیل یہ انعام فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

(ضیاء القرآن شریف تفسیر)

حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارک کا مدعا یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں اور ساتھ ساتھ ان کو حکمت سکھائیں۔ اور ان کے نفوس کو پاک کریں۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے علاوہ محبوبِ خدا کے ذمہ یہ بھی تھا کہ لوگوں کو حکمت کی باتیں سکھائیں اور ان کو پاک بھی کردیں۔ اس لئے یہ ضروری ہوا کہ ہم بعد والے بھی نہ صرف آپ ﷺ کی اطاعت کریں بلکہ آپ ﷺ کی باتوں میں جو حکمت اور راز پوشیدہ ہیں انہیں بھی سیکھیں اور اپنے نفوس کا بھی سرکارِ دوعالم ﷺ کے بتائے ہوئے مطہرہ طریقہ کے مطابق استفادہ کرتے ہوئے تزکیہ نفس کرسکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں بغیر احادیث نبوی ﷺ کے گہرے علم وادراک کے حاصل نہیں ہوسکتیں۔

یہود ونصاریٰ کے مقابلے میں سرکار ﷺ کے لئے اللہ کافی ہے

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۞ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: تو کافی ہو جائے گا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اُن کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (ہم پر) اللہ کا رنگ (چڑھا ہے)۔ اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ کے رنگ سے۔ ہم تو اُسی کے عبادت گزار ہیں۔

(ضیاء القرآن شریف)

تفسیر:

یہ اللہ کی طرف سے ذمہ ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ حاصل ہونے والی فتح وظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ پورا ہوا۔ یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی۔ کفار کے حسد وعناد اور ان کے مکائد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرر نہ پہنچا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح ہوئی۔ بنی قریظہ قتل ہوئے، بنی نضیر جلاوطن کئے گئے اور یہود ونصاریٰ پر جزیہ مقرر ہوا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

یہود کی رسم تھی کہ جب کوئی ان کے دین میں داخل ہوتا تو اسے رنگدار پانی سے غسل دیتے۔ پھر عیسائیوں نے بھی اسے اختیار کر لیا۔ اور جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو زرد رنگ کے پانی سے اُسے غسل دیتے (جسے اصطباغ یا بپتسمہ کہا جاتا ہے)۔ اور پھر یہ سمجھتے کہ اب اس پر یہودیت اور عیسائیت کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ رنگ چڑھانا ہے تو اللہ کا رنگ چڑھاؤ جو نہ پانی سے دُھلے، نہ دُھوپ سے اُڑے اور نہ ہی وقت گزرنے پر پھیکا پڑے۔ بھلا یہ ناپائیدار رنگ بھی کوئی رنگ ہے جس پر تم اِترا رہے ہو! اور اللہ تعالیٰ کا رنگ توحید خالص کا رنگ ہے جس کو چڑھانے والے سید انس وجاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رنگ سے مراد اس آیت میں اللہ کا دین ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نصاریٰ نے اگرچہ یہ طریقہ نکالا ہے کہ وہ جس کو

Marfat.com

عیسائی کرتے ہیں تو زرد رنگ میں اس کو نہلاتے ہیں لیکن اے مسلمانو! تم کو اللہ کی توحید کا رنگ ہاتھ سے نہ دینا چاہیے کہ یہ اللہ کا رنگ ہے اور یاد رکھو اللہ سے بہتر کسی کا رنگ نہیں ہے۔ اور اہلِ کتاب سے کہہ دو کہ ہم تو ملت ابراہیمی پر سرکارِ دوعالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں کے موافق خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس لئے ہم کو اسی کا رنگ کافی ہے۔ (ماخذ از تفسیر مظہر القرآن شریف)

عیسائی اپنے بچوں اور اپنے دین میں داخل ہونے والوں کو معمودیہ پانی میں رنگتے تھے جیسے آجکل ہولی میں ہندو۔ یہاں واضح فرمایا گیا ہے کہ ہم (مسلمانوں) کو ان رنگوں کی ضرورت نہیں، الحمدللہ ہمارے دل وجان تو ایمانی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں جو کبھی اترنے والا نہیں۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

جنات اور بلاؤں سے حفاظت کا وظیفہ

سورج نکلنے کے بعد، سورج غروب ہونے کے بعد اور سوتے وقت مندرجہ ذیل کلام اسی طریقہ سے پڑھکر تین مرتبہ اپنے اوپر دم کرلیا کریں تو آسیب، جنات اور جملہ بلاؤں سے محفوظ رہیں گے۔ اگر آسیب والے مریض پر ہر نماز کے بعد ۴۰۔ ۴۰ مرتبہ پڑھکر دم کرو گے تو تین سے سات ایام میں وہ بلائیں ہمیشہ کیلئے دور ہو جائیں گی۔

درودِ جن اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ سات مرتبہ

صِبْغَةَ اللّٰهِ۔ سات مرتبہ

ارشادِ باری تعالیٰ کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ہمارے رسول ہیں

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

(پارہ: ۲، سورۃ البقرہ)

Marfat.com

ترجمہ: یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب ﷺ تم پر ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یعنی گم شدہ تاریخی حالات اور علوم غیبیہ کی عطا آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے دنیا میں کسی سے بھی نہ علم تاریخ حاصل کیا اور نہ ہی مؤرخین کی صحبت میں رہے، پھر ایسے درست حالات بیان فرمائے۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سچے رسول اور صاحب وحی ہیں۔ سورۃ رحمٰن سے ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالم کے اُستاد اللہ تعالیٰ ہے اور حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام اللہ رب العزت کے شاگرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو بہت علم بخشا کیونکہ یہ تعلیم رحمت ومحبت کی بناء پر فرمائی۔ مہربان استاد سعادت مند شاگرد کو سب کچھ پڑھا دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھکر بڑے عالم ہیں۔

(ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

یہ قصے جو سراسر معجزات ہیں صحیح صحیح طور پر اے محبوب ﷺ ہم تمہارے سامنے بیان کرتے ہیں کہ اور کیوں بیان کریں کہ تم ہمارے رسول ﷺ ہو۔ (تفسیر مظہر القرآن)

حضور سرکارِ دو عالم ﷺ سب نبیوں سے افضل و اعلیٰ ہیں

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۘ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ۚ (پارہ:۳، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

(کنزالایمان شریف)

Marfat.com

تفسیر:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ سارے انبیاء کرام نبوت میں برابر ہیں،کوئی اصلی اور کوئی نقلی نہیں ہے۔سب کو اللہ نے رسل فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نبوت کے علاوہ دیگر فضائل میں انبیاء کے درجے مختلف ہیں،بعض بعض سے اعلیٰ اور ہمارے حضور ﷺ سب سے اعلیٰ ہیں۔تیسرے یہ کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں۔یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں۔اس میں ان (رسولوں) کی توہین ہے،جیسا کہ "فَضَّلْنَا" سے معلوم ہوا۔

زمین پر بے واسطہ کلام موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے اور رب نے ہمارے حضور ﷺ سے معراج شریف میں جو بے پردہ کلام فرمایا،وہ زمین پر نہ تھا۔

"بَعْضَهُمْ" سے حضور ﷺ مراد ہیں۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ

"حضور اکرم ﷺ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔"

دوسرے یہ کہ ان کی فضیلت ہمارے خیال وگمان اور وہم سے باہر ہے کیونکہ درجات کی حد بیان نہ فرمائی گئی۔یہ بھی معلوم ہوا کے سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں جبکہ مراتب میں مختلف ہیں۔(تفسیر نور العرفان شریف)

اللہ تعالیٰ کے سب رسول نفس رسالت میں اور جملہ انبیاء نفس نبوت میں برابر ہیں۔لیکن فضائل وکمالات،مراتب ومقامات،معجزات وکرامات میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔کسی کو ایک کمال سے متصف فرمایا،کسی کو دوسرے شرف سے مشرف فرمایا۔لیکن ایک ذات پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جو مظہر اتم ہے تمام کمالات جلالیہ اور جمالیہ کی جو مراتب وکمالات دیگر انبیاء ورسل کو ایک ایک کر کے عنایت کئے گئے تھے وہ سب اپنی اعلیٰ ترین اور اکمل ترین صورت میں حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائے گئے۔اور ان کے علاوہ ایسے بیشمار مراتب اور ان گنت معجزات بخشے جن میں کوئی نبی کوئی رسول ہمسری تو کیا محض

شرکت کا دعویٰ بھی نہیں کرسکتا۔ حضور اکرم ﷺ کو ساری نوعِ انسانی بلکہ ساری کائناتِ زمینی اور آسمانی کے لیے نبی بنایا گیا محدود وقت کے لیے نہیں بلکہ ابد تک کے لیے۔ قرآن جیسی کتاب ارزانی فرمائی۔ رحمۃ للعٰلمین کے خطاب سے نوازا۔ ختمِ نبوت اور رسالتِ عظمیٰ کا تاج زیبِ سر فرمایا۔ کسی کو صفی، کسی کو خلیل، کسی کو کلیم اور کسی کو رُوح فرمایا لیکن کائنات کے اس آخری سہارے کو صفوت، خلعت، کلام وغیرہ کے علاوہ محبوبیت کی خلعتِ فاخرہ بخشی۔ مفسرین کرام نے تصریح کی ہے کہ (رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ) سے حضورِ کریم محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی نبی کو دوسرے نبی پر یوں فضیلت نہ دو کہ اس سے دوسرے نبی کی معاذ اللہ تحقیر ہو۔ (بحوالہ قرطبی) (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

جن انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہم کلامی کی فضیلت دی ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء یہ تین نبی ہیں۔

(تفسیر مظہر القرآن شریف)

حضور اکرم ﷺ کو وہ وہ درجے عطا ہوئے جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں آسکتے یا تو عطا فرمانے والا رب جانے یا لینے والا محبوب ﷺ جانے۔ ہاں اتنا ضرور ثابت ہوا ہے کہ سارے کمالات جو اور پیغمبروں کو ایک ایک یا دو دو ملے، حضور علیہ السلام کو وہ سب ہی ملے بلکہ اور زیادہ بھی۔ (باقی مواد آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہو)

رسول ﷺ ایمان لائے جو اس کے رب کے پاس سے اُترا اور تمام مومنین اللہ، اس کے رسولوں، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (پارہ: ۳، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا، اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یعنی ساری وحی پر خواہ قرآن ہو یا حدیث حضور پر نور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایمان لائے اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے:۔

ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان ہم سب کے ایمان پر مقدم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہمیں ایمان ملا، اسی لئے رسول کا ذکر پہلے فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان میں ہمارے مثل نہیں۔ اور نہ ہی لفظ مؤمن میں حضور کا شمار ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ ہم محض مؤمن ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ایمان ہیں ہمارا ایمان محض بالغیب اور حصولی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان بالشہادہ اور حضوری بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نبوت کا علم حضوری رب، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سچے اور پکے مؤمن ہیں کہ رب نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمائی۔ چوتھے یہ کہ نبی اور مؤمن کے ایمان کی نوعیت میں فرق ہے۔ اگر دونوں کا ایمان یکساں ہوتا تو سب کے ایمان کا ذکر ایک ہی لفظ سے کیا جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ اقدس یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ○

اگر ہم یہ کہیں تو بے ایمان ہو جائیں۔ پانچویں یہ کہ مؤمنین کے لفظ میں نبی داخل نہیں ہوتے اسی لئے رب نے رسول کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

یہ اصول وضروریاتِ ایمان کے چار مرتبے ہیں:

Marfat.com

1. اللہ پر ایمان لانا۔ یہ اس طرح کہ اعتقاد و تصدیق کرے کہ اللہ واحد احد ہے۔ اس کا کوئی شریک ونظیر نہیں۔ اس کے تمام اسمائے حسنیٰ وصفاتِ عُلیا پر ایمان لائے اور یقین کرے اور یقینِ کامل اور دل سے مانے کہ وہ علیم اور ہر شے پر قدیر ہے۔ اور اس کے علم وقدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔
2. ملائکہ پر ایمان لانا اس طرح ہے کہ یقین کرلے اور مانے کہ وہ موجود ہیں، معصوم ہیں اور پاک ہیں۔ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان احکام و پیام کے وسائط ہیں۔
3. اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا اس طرح کہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کے پاس بطریق وحی بھیجیں، بیشک بلا شبہ سب حق و صدق اور اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور قرآن کریم تغیر، تبدیل، تحریف سے محفوظ ہے۔ اور محکم اور متشابہ پر مشتمل ہے۔
4. رسولوں پر ایمان لانا اس طرح پر کہ ایمان لائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جنہیں اس نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا۔ اس کی وحی امین ہیں، گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں اور ساری خلق سے افضل ہیں۔ ان میں سے بعض نبی بعض نبی سے افضل ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

اس طرح نہیں کہ یہود ونصاریٰ کی طرح بعض نبیوں پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کر دیں۔ ہاں انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے، یا یہ معنی ہیں کہ ہم اصل نبوت میں فرق نہیں کرتے کہ بعض کو اصل نبی جانیں اور بعض کو ظلی بروزی مرزائیوں کی طرح۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی طرف سے نبیوں میں فرق نہیں کرتے کہ محض اپنی رائے سے بعض کو بعض سے افضل مان لیں۔ بہرحال یہ آیت کریمہ (تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ) کے خلاف نہیں۔ اسی طرح فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانے کا حال ہے کہ ایمان سب پر ہے مگر مراتب میں فرق کرنا ضروری ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

Marfat.com

سرکارِ دو عالم ﷺ کے مراتب کا ذکر کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ کچھ بطور اجمال و اختصار عرض کرتا ہوں۔ دیگر انبیاء کرام کسی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ مگر حضورِ اکرم ﷺ کی نبوت سب کے لئے عام ہے۔ جس کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اُس کے لئے حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ رحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ہے: رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱

حضور علیہ السلام کی صفت ہے: رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰۷

حضور علیہ السلام تمام نبیوں کے بھی نبی ہیں اور تمام پیغمبر حضورِ اقدس نبی کریم ﷺ کے اُمتی ہیں اور مقتدی بھی ہیں۔ اس کی تفصیل (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ) کی آیت میں ہے۔ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آسکتا۔ حضور علیہ السلام صاحب معراج ہیں کسی بھی پیغمبر کو معراج نہیں ہوئی۔

؎ طُور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
اپنا جانا اور ہے اُن کا بُلانا اور ہے

تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہر کام میں مرضیٔ الٰہی کے خواہاں ہیں لیکن پروردگارِ عالم خود حضور علیہ السلام کی رضا چاہتا ہے جیسا کہ آیت سے معلوم ہو گیا اللہ فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔

اور پیغمبروں کو چند معجزات دیئے جاتے تھے مگر حضور علیہ السلام کو بے شمار معجزات دیئے گئے، بلکہ حضور علیہ السلام خود ہی از سرتاپا معجزہ ہیں۔ حضور علیہ السلام کی کتاب یعنی قرآن پاک تمام کتابوں کی نسخ کرنے والی ہے مگر اس کتاب یعنی قرآن مجید کو قیامت تک کوئی بھی مسخ نہیں کرسکتا۔ شفاعت کبریٰ کا سہرا بھی حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ ہی کے سر باندھا جائے گا، اور آپ ﷺ کی اُمت تمام امتوں سے افضل ہے وغیرہ وغیرہ۔

(شانِ حبیب الرحمٰن، ص: ۳۰)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ (پارہ:۳، آل عمران ۳، آیت ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(کنزالایمان شریف)

تفسیر:

اس آیت کریمہ میں لوگوں کو خدا رسی کا راستہ بتایا گیا ہے اور اس سے محبوب کبریا آقائے دو جہان ﷺ کی شانِ عالی کا اچھی طرح ظہور ہو رہا ہے۔ مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ ہم بتوں کی پوجا اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو قرب الٰہی حاصل ہو جائے۔ اسی طرح اہل کتاب کہا کرتے تھے کہ ہم تو اللہ کے پیارے ہیں۔ ان سب کو حکم دیا گیا کہ اگر تم واقعی خدا کی محبت رکھتے ہو تو میرے محبوب رسولِ برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کرو، پھر یہ ہوگا کہ ابھی تو تم خدا کے چاہنے والے بنتے ہو اور خدا کو اپنا محبوب بتاتے ہو مگر پھر خدا تمہارا چاہنے والا ہو جائے گا، اور تم اس کے محبوب اور وہ تمہارا۔ اور اللہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔

اس آیت سے بخوبی معلوم ہوا کہ غلامیٔ مصطفیٰ ﷺ سے مردود بھی محبوب خدا بن جاتا ہے اور گنہگار مغفور ہو جاتا ہے۔

اِتباع کہتے ہیں پیچھے پیچھے چلنے کو۔ تو اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر محبت الٰہی چاہتے ہو تو محبوب ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ نہ تو بھائی بن کر برابر آؤ اور نہ ہی باوا بن کر ان کے آگے چلو بلکہ غلام بن کر پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ صرف وہ ڈبہ ریل کا سفر کرتا ہے جو انجن کے پیچھے لگ جاتا ہے جو انجن سے آگے لگ جاتا ہے تو وہ شنٹ ہو کر وہاں ہی رہ جاتا ہے۔ یاد رکھو فرسٹ کلاس کا ڈبہ اگر انجن سے کٹا ہوا ہو تو ایسے فرسٹ کلاس ڈبے میں کوئی بھی نہیں بیٹھتا، نہ کوئی کرایہ دیتا ہے اور اگر تھرڈ کلاس کا ڈبہ انجن سے جڑ جائے تو اس میں ہر کوئی بیٹھنے کی

Marfat.com

کوشش کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ڈبہ کی اپنی قیمت کوئی نہیں بلکہ انجن کے پیچھے لگ جانے کی قدر و قیمت، نیز انجن یہ نہیں دیکھتا ہے کہ میرے پیچھے ڈبہ کیسا ہے۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے مجھ سے کڑی ملی ہوئی ہے یا نہیں۔ ڈبہ تھرڈ کلاس کو ہو، سیکنڈ کلاس کا ہو یا فرسٹ کلاس کا سب کو ایک ہی رفتار سے ہی لے جاتا ہے بشرطیکہ ڈبہ لائن پر ہو۔ گویا انجن بزبانِ حال کہتا ہے کہ اے ڈبہ تو اگرچہ کمزور ہی مگر میں تو قوی ہوں۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا:

"فَاتَّبِعُوْنِیْ"

تم خواہ کیسے ہی ہو میرے پیچھے چلے آؤ، ہم تم کو نہیں دیکھتے، ہم تو اپنے کو اور اپنی نسبت کو دیکھتے ہیں۔

اطاعت تین طرح کی ہوتی ہے۔ اطاعت ڈر کی، اطاعت لالچ کی اور اطاعت محبت کی۔ یہاں مقصود ہے صرف محبت کی اطاعت۔ کیونکہ ڈر یا لالچ کی اطاعت تو منافقین بھی کرتے تھے۔ اسی لئے اس آیت مبارکہ کو محبت سے شروع فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ محبت تین قسم کی ہے:

1. چھوٹے سے محبت یعنی مامتا۔
2. دوسری برابر والے سے محبت اور
3. تیسری بڑے سے محبت جو مع عظمت کے۔

"فَاتَّبِعُوْا" سے معلوم ہوا کہ محبت مع عظمت ہونی چاہیے۔ پھر عظمت دو قسم کی ہے۔

1. دینی
2. دنیاوی

"یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی عظمت دینی چاہیے۔ یعنی رسالت کی بناء پر محبت و عظمت چاہیے نہ کہ بڑا بھائی سمجھ کر۔ (شان حبیب الرحمٰن، ص: ۳۲)

Marfat.com

اللہ کی محبت کا دعویٰ کرنے کا ذکر

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرمادیا ہے:

''میری اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی عین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔''

اس آیت اور حدیث سے معلوم اور واضح ہوگیا ہے کہ کوئی طریقہ جس میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ پائی جائے خواہ وہ کسی قدر محبت الٰہی کے جوش کے دعوے کا ہو وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں۔ (تفسیر مظہر القرآن: ۱۸۸)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہوسکتا ہے جب آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متبع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اختیار کرے۔

شانِ نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر اُن کو سجدہ کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گروہِ قریش خدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کے دین کے خلاف ہو گئے ہو۔ قریش نے کہا کہ ہم تو ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبت الٰہی کا دعویٰ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور فرمانبرداری کے بغیر قابل قبول نہیں۔ جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری اور غلامی کرے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور علیہ السلام کا نافرمان اور محبت الٰہی کے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

Marfat.com

انبیائے کرام علیہم السلام سے سرکارِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱

(پارہ: ۳، سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے اس کی کہ جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تصدیق کرنے والا ہو۔ اِن (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اُٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (ضیاء القرآن شریف)

تفسیر:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سب سے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور اُن انبیاء کرام علیھم السلام نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ اُن پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کریں۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاءِ کرام علیھم السلام میں سب سے افضل ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

حضرت سیدنا علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ عہد اور وعدہ لیا کہ اگر اس کی موجودگی میں سرورِ دوعالم وعالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوں تو اُس نبی پر لازم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شمولیت کا شرف حاصل کرے۔ اور ہر طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تائید و نصرت کرے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے یہی عہد اپنی اپنی اُمتوں سے لیا۔

اسی لئے عارفین نے فرمایا ہے کہ نبی مطلق رسولِ حقیقی اور مستقل شریعت کے لانے والے حضور نبی کریم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جملہ دیگر انبیاء کرام، حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں بحوالہ روح المعانی۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

از حضرت آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام سب سے یہ عہد لیا گیا اور اِسی عہد کے ذریعہ ان کی امتوں سے بھی عہد لیا گیا کیونکہ اُمت پیغمبر کے تابع ہوتی ہے۔ امام کا معاہدہ ساری قوم کا معاہدہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگلوں پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے اور سارے اگلے پچھلے حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب نے عالمین کی رحمت، نذیر و بشیر اور نبی بنایا۔ اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں۔ اس لئے سارے نبیوں نے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور یہ بات سب کے علم میں ہونی چاہیے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز بھی نمازِ محمدی پڑھی اور یاد رکھیئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تمام انبیاء کرام کی جماعت کراتے وقت نمازِ عیسوی یا نمازِ موسوی نہ پڑھی۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عہد صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی کرسکتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی کتاب نہیں آسکتی، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف مصدق ہیں اور کسی نبی کے مبشر نہیں۔ یاد رکھیئے تصدیق پچھلوں کی ہوتی ہے اور بشارت اگلوں کی۔

Marfat.com

اگر چہ سارے نبی حضور نبی کریم ﷺ پر اس دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر وہ ایمانِ فطری تھا جبکہ ایمان شرعی دنیا میں آ کر اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزاء کا ذریعہ ہے، جیسے سارے انسان میثاق کے دن اللہ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مؤمن نہ کہا جائے گا ورنہ سارے کافر مؤمن ہوں گے۔ یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے۔

"وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا۔ حالانکہ رب جانتا تھا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پچاس نمازوں کی صرف پانچ کرا دیں۔ اس طرح اب بھی حضور ﷺ کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے۔ اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔

اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لئے یہاں بلیٰ نہ کہلوایا گیا جیسے توحید کے اقرار میں بلیٰ کہا گیا۔ بلکہ اَقْرَرْنَا کہلوالیا اور رب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا۔ اور خود اپنی شاہی گواہی شامل فرمائی۔ میثاق کے دن تین عہد لئے گئے۔ (۱) سب سے پہلے اپنی الوہیت کا (۲) نبیوں سے حضور ﷺ کا اور (۳) علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا۔ یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے اقرار میں صرف "ہاں" یا "جی" کہلوانا کافی نہیں ہوتا بلکہ صاف الفاظ کہلوانے چاہئیں۔ جیسے نکاح میں ایجاب کے بعد ہاں نہ کہا جائے بلکہ ایسے کہا جائے گا: "میں نے قبول کیا۔" (تفسیر نور العرفان شریف)

اس آیت کریمہ میں اس عہد و پیمان کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ جو میثاق کے دن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا گیا تھا۔ مگر اس سے حضور علیہ السلام کی وہ عظمت ثابت ہوتی ہے کہ جس کا اندازہ ناممکن ہے۔

عہد کا واقعہ تو یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان "کولمبو" کے پہاڑ پر بھیجے گئے، اور حضرت حوا کو عرب میں شہر جدہ میں اُتارا گیا۔ تین سو برس کے بعد حضورِ اقدس سیدنا

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کی برکت سے توبہ قبول ہوئی۔ تب نعمان پہاڑ پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ساری اولادوں کی روحیں نکالی گئیں اور اُن روحوں سے تین طرح کے عہد لئے گئے۔ (۱) ایک تو تمام مخلوق سے کہا کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے عرض کیا کہ ہاں۔ (۲) دوسرا علماء سے عہد لیا گیا کہ تم احکام الٰہیہ کی تبلیغ کرنا۔ اور (۳) تیسرے انبیاء کرام سے جس کا اس آیت میں ذکر ہے، اس عہد کا اس طرح ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہِ انبیاء سے اس روز ارشاد فرمایا تھا کہ اے گروہِ انبیاء جب میں تم کو کتاب عطا فرماؤں اور نبوت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دوں اور اپنے بندوں کو تمہارا اُمتی اور تابعدار بنا دوں، پھر جبکہ تمہاری نبوت کا آفتاب پوری طرح چمک رہا ہو اور تمہارے نام کا ڈنکہ بج رہا ہو۔ اگر عین اسی حالت میں ہمارا یہ آخر الزماں نبی دینا میں جلوہ گر ہو جائے تو تمہارا فرض ہوگا کہ تم مع اپنی اپنی اُمتوں کے اس محبوب آخر الزماں رسولِ مقبول ﷺ کے اُمتی بن جانا۔ اور اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین منسوخ ہو جائے گا۔ تمہاری کتاب منسوخ ہو جائیگی اور تم کو ان کا خدمت گار اور معاون بننا ہوگا۔ رب تعالیٰ نے کہا کیا یہ تم کو منظور ہے؟ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بخوشی منظور کیا۔ اقرار کرنے پر بھی عہد ختم نہ فرمایا گیا۔ اچھا ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ پر گواہ ہوں اور وہ حضرات حضرت آدم علیہ السلام پر۔ پھر بھی بات ختم نہ ہوئی اور رب نے فرمایا ہماری شاہی گواہی اس میں شامل ہے، ہم بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے۔ کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو گواہی وغیرہ کی پابندی نہ ہوئی۔ سب نے فقط "بَلٰی" یعنی ہاں کہہ دیا۔ بات ختم ہوئی۔ مگر یہاں اقرار بھی کرایا، گواہی بھی لی اور اس سارے واقعہ پر شاہی گواہی بھی۔ رب تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کوئی بھی نبی حضور سرکارِ دو عالم ﷺ کا زمانہ نہ پائیں گے، پھر بھی اقرار لیا کہ اگر یہ پیغمبر آجاتے تو ہم ان کے اُمتی بن جاتے۔ کم از کم ہر نبی کا اس پر ایمان رہے۔ نیز اُنکی اُمتیں اس واقعہ کو سُن کر اگر حضور علیہ السلام کا زمانہ پائیں تو ایمان لائیں۔ نیز شب معراج میں سارے انبیاء کرام نے اس اقرار نامے کو ثابت کر دیا کہ سب نے مقتدی بن کر

Marfat.com

بیت المقدس کی زمین پاک میں امام الحرمین کریمین حضور سید عالم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔

نمازِ اسریٰ میں تھا یہ ہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

سبحان اللہ وہ نماز بھی کس لطف کی نماز ہوئی ہوگی جس میں تمام انبیاء کرام مقتدی اور سید الانبیاء علیہ السلام ان انبیاء کرام کے امام، ملائکہ نقیب، سفرِ آسمان کی تیاری۔ گویا کہ نمازِ سفر اس دھوم سے ہو رہی ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ہی اقرار نامہ کی تعمیل کے لئے آخر زمانہ میں حضور علیہ السلام کے امتی ہو کر زمین پر آئیں گے اور دین رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور امداد فرمائیں گے۔ اس اُمت کو دشمنوں سے بچائیں گے۔

صَلٰوةُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ○

یہ سمجھ آنا چاہیے کہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں تمام پیغمبروں کے دین کیوں منسوخ کر دیئے گئے۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے بلکہ اپنے آپ کو اس اصل میں گم کر دیتی ہے۔ رات بھر تارے جگمگاتے ہیں مگر جہاں اور جب سورج چمکا تو سب تارے چھپ گئے۔ کیونکہ سب تاروں میں سورج ہی کا نور تھا۔ تمام دریا سمندر کی طرف بھاگے جاتے ہیں کیونکہ ہر دریا سمندر سے بنا ہے۔ سمندر سے بادل آیا، پہاڑوں پر بارش بن کر یا برف بن کر گرا، اس سے دریا بنا، دریا اپنی اصل کی طرف بھاگا، ایسا بھاگا کہ جس پل نے، درخت نے، کسی عمارت نے اس کو روکنا چاہا اس کو بھی گرا دیا۔ مگر جہاں سمندر کے قریب پہنچا تو شور بھی جاتا رہا اور روانی بھی کم ہوگئی اور جب سمندر سے ملا تو اس طرح فنا اور گم ہوگیا کہ گویا تھا ہی نہیں۔

اسی طرح تمام انبیاء کرام تارے ہیں اور حضور علیہ السلام آفتاب۔ حضور علیہ السلام کو قرآن میں "سِرَاجًا مُّنِیْرًا" فرمایا گیا۔ یا تمام انبیاء کرام دریا ہیں اور حضور علیہ السلام ان تمام دریاؤں کے سمندر ہیں۔ تمام نبوتیں ادھر ہی چلی آرہی تھیں۔ فرعونی، ہامانی، نمرودی ہزار ہا طاقتیں

Marfat.com

سامنے آئیں کہ ان سب کو پاش پاش کر دیا۔ مگر سمندرِ نبوت کو پا کر سب نے اپنے آپ کو اس میں گُم کر دیا۔ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ O

یہ انبیاء مرسلین تارے ہیں تُم مہرِ مُبین
سب جگمگائے رات بھر چمکے جو تُم سا کوئی نہیں

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ سارے پیغمبر علیھم السلام ہمارے رسولِ کریم ﷺ کے اُمتی ہیں اور حضورِ اکرم ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔ (شانِ حبیب الرحمٰن ص ۲۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی سے یہ پختہ وعدہ لیا کہ اگر اس کی موجودگی میں حضورِ اکرم ﷺ تشریف لے آئیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ سرکار پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی مدد کرے۔ (مقاماتِ رسالت، ۱۳۰)

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھیجا اس سے عہد لیا کہ بعثتِ محمدی ﷺ کے وقت وہ اگر زندہ رہے تو ان پر ایمان لائے اور ان (ﷺ) کی مدد کرے۔

اسی لئے ہر نبی کو آپ ﷺ کی ذات، بعثت، زمانہ، جائے ہجرت اور علامات اور اوصاف کا علم ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں اللہ کے نزدیک اس وقت بھی خاتم النّبیین تھا جب آدم علیہ السلام اپنے آب و گل میں تھے۔ میں اپنے ابتدائی امور تمہیں بتاتا ہوں: میں دُعائے ابراہیم اور بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ میں اپنی ماں کو وہ خواب ہوں جو انہوں نے مجھے جنتے وقت دیکھا کہ ان سے ایک چمکتا ہوا نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔
(خصائص رسول، ۳۰)

ہاں بخدا قرآن میں مذکور بعض صفات توریت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٤٥﴾

یعنی اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا اور اُمیوں کی پناہ گاہ۔ تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا۔ سخت و درشت خو نہیں ہو۔ نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہو، بُرائی کو بُرائی سے وہ دفع نہیں

کرتے۔ وہ تو بخشتے اور درگزر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس وقت تک نہیں اُٹھائے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو درست نہ کردے اور لوگ یہ کہہ کر اُٹھیں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" جس سے وہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دے گا۔ (رواہ بخاری)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے والیٔ عموریہ نے جو ہدایت کی تھی اس کا ذکر وہ اس طرح کرتے ہیں: "اے میرے لڑکے! بخدا جس پر ہم قائم ہیں اس میں کوئی شخص میرے علم میں ایسا نہیں جس کے پاس جانے کا میں تمہیں حکم دوں۔ لیکن اس نبی کا زمانہ قریب آچکا ہے جو دین ابراہیم کے ساتھ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا۔ وہ ایسی جگہ، ہجرت کرے گا جو دو سیاہ پتھروں والی زمین کے درمیان ہے اور ان کے درمیان کھجوریں ہیں۔ اس نبی کی نہ چھپنے والی علامتیں ہیں۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہے۔ اگر تم جاسکو تو اس سرزمین تک پہنچ جاؤ۔ رواہ احمد و طبرانی۔

(عظیم قدرہ و رفعتہ۔ از خلیل ابراہیم خاطر مدینہ منورہ صفحہ ۳۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کے لئے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو وہ بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی اُمتی بن کر آئیں گے۔ اس سے پتہ چلا کہ تمام انبیاء کرام اور رسل سب کے سب حضور علیہ السلام کی امت ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور ہم سب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیقاً اُمت ہیں۔ یہ شرف اور فضیلت بھی صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اس نازک دور میں ہم سب کا ایمان بچایا فرماتے ہیں:

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو!
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی

Marfat.com

(عظمت و تعظیم مصطفیٰ: ۴۳)

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالم ارواح میں سب نبیوں سے حضور ﷺ کی بعثت پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔ الحمد للہ یہ صرف حضور علیہ السلام ہی کی شان ہے کہ سب نبیوں کو ان کی گواہی دینے اور ان کی مدد کرنے کا حکم اللہ جل شانہ کی طرف سے ہوا ہے۔ یعنی ان کو یہ حکم اپنی امتوں میں پھیلانے کا ہے کہ جب ایسا نبی آئے تو ان کے ماننے والے سب اس ختم المرسلین ﷺ پر ایمان لے آئیں کہ اب صرف وہی ایمان قابل قبول ہوگا۔

جب کسی گروہ کے سردار سے اطاعت لی جاتی ہے تو وہ اطاعت سارے گروہ پر لازم ہو جاتی ہے۔ اب چونکہ تمام نبیوں نے حضور اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے، آپ کی اطاعت کرنے اور مدد کرنے کا عہد کر لیا ہے تو اب ساری اُمتیں اس بات کی پابند ہیں اور کوئی ایسا گروہ جو کسی بھی نبی کی امت سے ہو حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے سے انکار نہیں کر سکتا۔

(شان حضور بزبان حق، ۲۱)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ (پارہ: ۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کو جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو، اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ (کنز الایمان شریف)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مُکرّم کی اطاعت کے علاوہ مُسلمان اُمراء اور حکام کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دارِ فانی میں زیادہ دیر اقامت گزیں نہیں ہونا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد

Marfat.com

اُمورِ مملکت کی ذمہ داری خلفاء اور اُمراء نے سنبھالنی تھی۔اس لئے ان کی اطاعت کرنے کے متعلق بھی تاکید فرمائی۔لیکن اطاعتِ رسول ﷺ اور اطاعت امیر میں ایک بیّن فرق ہے۔نبی معصوم ہوتا ہے۔جملہ امور میں خصوصاً احکام شرعی کی تبلیغ میں اس سے خطا نہیں ہو سکتی۔اس لئے اس کی اطاعت کا جہاں حکم دیا گیا وہ غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا۔مثلاً:

آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

یعنی جو کچھ تمہیں رسول دیں لےلو اور جس سے روکے رُک جاؤ۔رسول اللہ ﷺ کا حکم واجب التسلیم اور اٹل ہے۔اس میں کسی کو مجالِ قیل و قال نہیں۔خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔اُس سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لئے اس کی مشروط اطاعت کا حکم دیا۔اس کے حکم کو خدا اور رسول ﷺ کی روشنی میں پرکھو۔اگر اس کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرو ورنہ وہ قابلِ عمل نہیں۔حضور کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لا طاعة للمخلوق فی معصية الله۔

اس لئے حاکم وقت کی اطاعت کا حکم فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے درمیان تنازعہ رُونما ہو جائے تو اسے لوٹا دو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔یعنی اس حکم کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لو۔

اگر اس کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرو، ورنہ تم پر اس کی اطاعت فرض نہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ﴿۴۱﴾ یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا ﴿۴۲﴾

(پارہ:۵،سورۃ النساء)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب ﷺ تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر

Marfat.com

کیا اور رسول کی نافرمانی کی، کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کردی جائے اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔ (کنزالایمان شریف)

ہر نبی اپنی اُمت کی نیک و بد کی گواہی دیں گے اور اُمتِ محمدی ان نبیوں کی گواہ ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے گواہ ہوں گے۔ مگر ان کی گواہی میں فرق ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی گواہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن کر ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی چشم دید ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور علیہ السلام کی گواہی پر وہ اعتراض نہ کرسکیں گے جو اُمت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں۔ (تفسیر نورالعرفان شریف)

جب وہ مشرک، کفار اپنی خطاء سے مکریں گے اور قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے کوئی خطا نہ کی تھی تو ان کے مونہوں پر مُہر لگادی جائے گی اور ان کے اعضاء و جوارح کو گویائی دی جائے گی اور وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے۔
(تفسیر خزائن العرفان شریف)

حساب کے وقت حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کے مُنکر لوگوں سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ باوجود انبیاء کرام علیھم السلام کی ہدایتوں کے تم لوگ منکر کیوں رہے۔ یہ لوگ انبیاء کرام کی ہدایت کا انکار کرکے صاف مُکر جائیں گے۔ اس پر سب انبیاء کہیں گے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخرالزماں نبی ہیں۔ ان کی شریعت میں ہر زمانے کے نبی کی ہدایت کرنے کی تصدیق موجود ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت کے لوگ حاضر کئے جائیں گے اور وہ گواہی دیں گے۔ یہ منکر لوگ اس پر نادم ہوکر اور جانوروں کو خاک ہوتا ہوا دیکھ کر اپنے آپ کو خاک ہوجانے کی آرزو کریں گے۔ اس گواہی کے بعد حضور علیہ السلام اپنی اُمت کی نیکیوں کی گواہی قیامت تک کی ادا فرمائیں گے۔ اسی واسطے اُمت کے اعمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوبرُو پیش ہوتے رہتے ہیں تاکہ گواہی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمت کے اعمال کی اطلاع رہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

"جمعہ کے روز تم لوگ مجھ پر درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو کیونکہ اس دن تمہارے درود میرے روبرو پیش ہوتے ہیں۔" (تفسیر مظہر القرآن شریف)

قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیھم السلام اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال پر شہادت دیں گے۔ اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے۔ یعنی حضور علیہ السلام اپنی امت کے احوال پر گواہی دیں گے۔ حضور علیہ السلام پر ہر صبح و شام حضور علیہ السلام کی امت پیش کی جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام اپنے ہر امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔ اسی علم کامل کے باعث حضور علیہ السلام قیامت کے روز سب کے گواہ ہوں گے۔

کاش اس آیت کو وہ لوگ بھی پڑھیں جو بڑے طمطراق سے اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہیں تو انہیں پتہ چلے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانی اور اس کی سنت سے سرکشی کرنے والوں کی قیامت کے دن کیا حالت ہوگی۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

(پارہ:۴، سورۃ آلِ عمران)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال میں چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو، جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے۔ اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔ (کنزالایمان شریف)

Marfat.com

تفسیر:

یعنی اے صحابہ! یہ حال رہے گا نہیں کہ منافق ومؤمن ملے جلے رہیں۔ بلکہ عنقریب اللہ کے رسول برحق ﷺ منافقوں کو چھانٹ کر دکھادیں گے: بِاِذْنِ اِلٰھِی۔ اب جو کہے کہ (معاذ اللہ) اکثر صحابہ چھپے ہوئے منافق تھے جو حضور کے بعد خلیفہ بن گئے وہ اس آیت کریمہ کا منکر ہے۔ حضور علیہ السلام نے وفات سے بہت پہلے مخلص اور منافق علیحدہ کر کے دکھادیئے تھے۔

اس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نبی کریم ﷺ کو ان منافقوں کو رسوا فرمانے کی اجازت دے دے گا۔ پھر حضور ﷺ اُن کی پردہ پوشی نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بھی ہر کافر، مؤمن اور منافق کو پہچانتے تھے۔ پھر حضور ﷺ کی پہچان کا کیا پوچھنا۔ اب جو کہے کہ حضور علیہ السلام کو (معاذ اللہ) مخلص اور منافق کی پہچان نہ تھی تو وہ اس آیت پاک کا منکر ہے اس آیت مبارکہ کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضور ﷺ نے ایک مجلس میں منافقوں کو نام بنام پکار کر نکال دیا تھا جس سے ان کا نفاق خوب کھل گیا۔

اس غیب سے وہ غیب مراد ہے جو دلائل سے بھی معلوم نہ ہو سکے جیسے آئندہ واقعات اور اُن چیزوں کا علم جو اللہ کا اپنا غیب ہے اس کی تفسیر اس آیت سے ہے:

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

ورنہ جو غیب دلائل سے معلوم ہو سکے جیسے اللہ کی ذات وصفات اسی پر تو ایمان ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے: "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" اور بغیر علم ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔

ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری ساری اُمت کو پیدائش سے پہلے مجھ پر پیش فرمایا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ منافقوں نے اس وعظ شریف کا مذاق اُڑایا اور بولے کہ ہم در پردہ کافر ہیں مگر حضور ﷺ ہم کو مؤمن سمجھے ہوئے ہیں اور دعویٰ یہ کہ لوگوں کی پیدائش سے پہلے آپ ﷺ مؤمن اور کافر کو پہچانتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے منبر شریف پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگوں کا

Marfat.com

کیا حال ہے کہ ہمارے علم پر طعن کرتے ہیں۔ اچھا آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات میں سے جو چاہو پوچھ لو۔ عبد اللہ ابن حذافہ سہمی نے عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا باپ حذافہ ہے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ ﷺ کے نبی ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ تب حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ اس قسم کے طعنوں سے کیا باز رہو گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قیامت تک کے ہر واقعہ کی خبر دے دی ہے اور اپنے خاص غیب پر مطلع فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور علیہ السلام کے علم پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور علیہ السلام کو ایسی پوشیدہ باتوں کی بھی خبر ہے جس کی خبر دوسروں کو نہیں ہوتی۔ حذافہ کا عبد اللہ کا باپ ہونا یہ وہ پوشیدہ خبر ہے، جس کی خبر سوا ان کی ماں کے کسی کو نہیں ہوا کرتی مگر آپ ﷺ اسے بھی جانتے ہیں۔

"فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ" وغیرہ سے دو مسئلے معلوم ہوے۔ ایک یہ کہ تمام رسولوں پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ دوسرے یہ کہ حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار کر کے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا قابل قبول نہیں۔ حضور ﷺ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں، حضور علیہ السلام کے تمام اوصافِ حمیدہ کو ماننے۔ کیونکہ ان منافقوں نے حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار کیا تو ارشاد ہوا کہ اللہ، رسول پر ایمان لاؤ۔ تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے۔ کوئی مؤمن کسی بھی درجے پر پہنچ کر اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

کیونکہ منافقین کی پہچان بذریعہ وحی حضورِ اکرم ﷺ کو ہی کرائی گئی تھی۔ اس لئے اس کے بعد فرمایا کہ غیب پر مطلع ہونا ہر کسی کے اختیار کی بات نہیں اور نہ ہر ایک میں اس کی صلاحیت پائی جاتی ہے عام لوگوں کا ذریعہ علم تو دلائل اور ظاہری علامات ہیں اور غیب پر صرف رسولوں کا آگاہ کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں ہی غیب پر مطلع ہونے کی استعداد پائی جاتی ہے، اور

Marfat.com

اولیائے کرام کو یہ نعمت حضور اکرم ﷺ کی غلامی سے میسر ہوتی ہے اور یاد رکھیئے حضور فخر موجودات رحمت اللعالمین ﷺ کے وسیلہ کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ (روح المعانی)

اس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعلیم کے بغیر علمِ غیب حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ جتنا چاہتا ہے اپنے رسولوں کو سکھا دیتا ہے اور اس ذاتِ کریم نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو جتنا چاہا دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنا علم نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے علمِ غیر متناہی کا بعض ہے لیکن مخلوق کے علم کے مقابل ایک بیکراں سمندر ہے جسکی حدود و قیود ہم انسان مقرر نہیں کر سکتے۔ جو لوگ اِس ''جتنا'' کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اور تو اور اپنے انجام کا بھی علم نہ تھا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ ان کی اپنی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تاسف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کرم وعطاو بخشش (مریم، معطی، وہاب) کے اِنکار کا نام توحید رکھنا کہاں کا انصاف ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب منور کو علومِ غیبیہ سے بھرپور فرمایا۔ لیکن حضور علیہ السلام کا علم نہ اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح ذاتی ہے اور نہ ہی غیر متناہی۔ بلکہ بعض عطائے الٰہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط و تفصیلی کے ساتھ اس کی نسبت ذرہ اور صحرا، قطرہ اور دریا کی بھی نہیں۔ لیکن علومِ خلائق کے مقابلے میں وہ بحرِ ذخار ہے جس کی گہرائی کو کوئی غواص آج تک نہ پا سکا اور جس کے کنارہ تک کوئی شناور آج تک نہ پہنچ سکا۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

تفسیر خزائن العرفان میں آتا ہے کہ حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ سیّد عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کے علمِ غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سیّد انبیاء حبیب خدا رسول مقبول ﷺ تو رسولوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کے معجزے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

Marfat.com

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

(پارہ:۲، سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب اُمتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول ﷺ تمہارے نگہبان و گواہ۔ اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اِسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے (اور) کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے۔ بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یعنی جیسے ہم نے قبلہ کے معاملے میں تمہیں راہِ راست اختیار کرنے کی توفیق بخشی اِسی طرح ہر معاملے میں تمہیں اُمتِ وسط بنایا۔ وسط کا لفظ قابلِ غور ہے۔ اسکا معنی ہے درمیان۔ ہر چیز کا درمیانی حصہ ہی اسکا عمدہ ترین حصہ ہوا کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کا درمیانی عرصہ "عہدِ شباب" اس کی زندگی کا بہترین وقت ہے۔ دِن کے درمیانی حصہ دوپہر میں روشنی اپنے نقطۂ عُروج پر ہوتی ہے۔ اِسی طرح اخلاق میں میانہ روی قابلِ تعریف ہوتی ہے۔ افراط و تفریط دونوں پہلو مذموم، بخل اور فضول خرچی کی درمیانی حالت کو سخاوت، بزدلی اور طیش کے درمیانی حال کو شجاعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو اس عظیم المرتبت خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اِن کے عقائد، اِن کی شریعت، اِن کے نظامِ اخلاق، سیاست اور اقتصاد میں افراط و تفریط کا گزر نہیں۔ یہاں اعتدال ہے، توازن ہے اور موزونیت ہے۔ جب تک

Marfat.com

مسلمانوں کو اپنے اس عظیم منصب کا پاس تھا اس وقت تک ان کا ہر قول اور ہر فعل آئینہ تھا اِس ارشادِ ربانی کا۔ لیکن آج تو ہم یوں بگڑ چکے کہ قرآن میں جس اُمت کے محاسن بیان کئے گئے ہیں ہم پہچان ہی نہیں سکتے کہ وہ ہم ہیں! ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اِس حال زار پر رحم فرمائے۔ آمین

اُمتِ محمدیہ گواہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اِس کی گواہی اسلام کی صداقت پر ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات کی وہ زندہ تصویر ہے۔ دنیا میں اس کا ہر قول، ہر فعل اس کی انفرادی اور اجتماعی خوشحالی، اس کی سیرت کی پختگی اور اس کے اخلاق کی بلندی ہر چیز اسلام کی صداقت پر گواہی دے رہی ہے۔ اور قیامت کے روز جب اگلے پیغمبروں کی اُمتیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کریں گی کہ ہمیں کسی نے تیرا پیغامِ ہدایت نہیں پہنچایا تو اس وقت اُمتِ مصطفیٰ ﷺ گواہی دے گی کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ تیرے پیغمبروں نے تو تیرا پیغام حرف بحرف پہنچادیا تھا۔ اور جب ان پر اعتراض ہوگا کہ تم تو اس وقت موجود ہی نہ تھے، تم گواہ کیسے بن گئے؟ تو یہ جواب دیں گے کہ اے اللہ! تیرے حبیب محمد ﷺ نے ہمیں بتایا کہ تیرے تمام رسولوں نے تبلیغ کا حق ادا کردیا اور نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کی صداقت وعدالت کی گواہی دیں گے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام اپنے اُمیتوں کے حالات سے پورے واقف ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنی تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں:

تمہارا رسول ﷺ تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبے کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور وہ کونسا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں۔ تمہارے ایمان کے درجوں کو، تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو

Marfat.com

بیت المقدس کی طرف جو اہلِ کتاب کا قبلہ تھا رخ کر کے نماز ادا فرماتے رہے اور سولہ سترہ ماہ اسی پر عمل رہا۔ سولہ سترہ ماہ کے لئے بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے اور پھر کعبہ کو حسبِ سابق قبلہ بنا دینے کی ایک حکمت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ وہ جو نبی علیہ السلام کی بے چون و چرا اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں سے ممتاز اور علیحدہ ہو جائیں جو بات بات پر اعتراض کرنے اور اپنی عقل کی سند حاصل کرنے کے خوگر ہیں۔

مطیع اور معترض کی پہچان کے سوا تحویل قبلہ میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ اس سے اس امر کا اعلان مقصود ہے کہ اب سیادت اور نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں آ گئی اسی لئے اب کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ خیال گزرا کہ جو مسلمان بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے رہے اور تحویل قبلہ سے پہلے انتقال کر گئے ان سب کی نمازیں تو ضائع ہو گئیں۔ ان کی تسکین کے لئے فرمایا گیا کہ ان کی نمازیں ضائع نہیں ہوئیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے اسی لئے ان کی نمازیں ضائع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

اُمت کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطلاع کے ذریعے سے احوالِ اُمم و تبلیغ انبیاء کا علم قطعی و یقینی حاصل ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکرمِ الٰہی نورِ نبوت سے ہر شخص کے حال اور اس کی حقیقتِ ایمان اور اعمالِ نیک و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مطلع ہیں۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کی شہادت دنیا میں بحکم شرع اُمت کے حق میں مقبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے حاضرین کے متعلق جو کچھ فرمایا مثلاً صحابہ کرام و ازواج مطہرات و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے فضائل اور مناقب یا غائبوں اور بعد والوں کے لئے مثل حضرت اویس اور امام مہدی رضی اللہ عنہ وغیرہ کے، اس پر اعتقاد واجب ہے۔

ہر نبی کو ان کی امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے تاکہ روز قیامت شہادت دے سکیں۔ چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت عام ہو گی اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امتوں

Marfat.com

کے احوال پر مطلع ہیں ۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ عظمت وشان عطا فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے اعمال کی خبر ہے جس کی بنیاد پر آپ ﷺ گواہی دیں گے اور یہ ایسا شرف ہے جو کائنات میں کسی اور کو عطا نہیں کیا گیا۔ آپ ﷺ اس فضیلت میں بھی بے مثل اور بے مثال ہیں ۔ ہم اُمتِ مسلمہ کو ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہنا چاہیے کہ خالق و مالک نے ہمیں اس نبی مکرم ﷺ کی اُمت میں بنایا جسکی تعریف وتوصیف خود رب تعالیٰ فرماتا ہے، جن کو ایسی بے مثال شانوں سے نوازا گیا جو کائنات میں کسی دوسرے کو نہیں دی گئیں ۔ حضور ﷺ سرکارِ دوعالم، سید المرسلین، وجوہ کائنات، اوّل الخلق، امام الانبیاء، خاتم النبیین، شفیع المذنبین اور محبوبِ رب العالمین ﷺ ہیں ۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیران ہوں میرے شاہا کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولا کہوں تجھے

تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی رضا چاہتا ہے

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا

Marfat.com

كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

(پارہ:۲،سورۃ البقرہ)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجدِ حرام کی طرف۔ اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

حضور نبی کریم ﷺ کی دلی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ کعبۃ اللہ شریف ہو جائے۔ ایک دن نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام بجائے زمین کے آسمان کو ملاحظہ فرما رہے تھے انتظارِ وحی میں کہ اب تبدیلی قبلہ کا حکم آجائے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں وہ نقشہ دکھایا گیا۔ معلوم ہوا کہ تبدیلی قبلہ حضور علیہ السلام کی خواہش کی بنا پر ہے۔ جب حضور علیہ السلام کی خواہش سے کعبہ، قبلہ بن سکتا ہے تو اگر حضور مجھ جیسے گنہگار کی بخشش چاہیں گے تو خدا ضرور بخش دے گا۔

سرکار ﷺ انتظارِ وحی میں عین نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں۔ ہم آپ ﷺ کا یہ دیکھنا محبت سے دیکھ رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا نماز میں وحی کے انتظار میں آسمان کو دیکھنا مکروہ نہیں، اور ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

اس آیتِ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبلہ کعبہ بننے میں حضور علیہ السلام کا محتاج ہے۔ جب کعبہ حضور ﷺ کا محتاج ہوا تو تمام مخلوق رحمتِ الٰہی ملنے میں حضور کی دستِ نگر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ:

Marfat.com

تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور ﷺ کو راضی فرماتا ہے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
اور خُدا چاہتا ہے رضائے محمد

رب نے فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۔

یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں حضور علیہ السلام کے حالات طیبہ میں یہ بھی ہے کہ آپ امام القبلتین ہوں گے اگر چہ بظاہر یہ انکار کرتے ہیں مگر ان کے دل جانتے ہیں۔ تو یہ تبدیلی قبلہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کی رضا منظور ہے۔"

سید عالم ﷺ پہلے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور بعد ہجرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ سترہ مہینے کے قریب اس طرف نماز پڑھی۔ پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ اس تحویل کی ایک یہ حکمت ارشاد ہوئی کہ اس سے مؤمن اور کافر میں فرق اور امتیاز ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف صفحہ نمبر ۸۰۶)

فضائل مصطفیٰ بکلام مصطفیٰ ﷺ میں آتا ہے کہ تفسیر مظہری، خزائن العرفان، روح البیان میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ جبرائیل امین سے اس تمنا کا اظہار فرمایا کہ بیت اللہ شریف چونکہ میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے، اس لئے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبلہ بنا دے۔ جبرائیل امین نے عرض کیا میں تو بندہ معمور ہوں اور آپ ﷺ حبیب اللہ اور

خدائے لم یزل کے بہت ہی مقرب ہیں آپ ﷺ خود ہی دعا فرمائیے۔

تو تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

معتبر تفاسیر میں ہے کہ آپ ﷺ ۲ ہجری، پندرھویں رجب پیر کے دن ظہر کے وقت مسجد قبلتین (مسجد بنو سلمہ) میں ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے، مگر اللہ جانے کہ آج کی نماز میں کیا راز ہے۔ آپ ﷺ دلی خواہش۔ کے مطابق تبدیلی قبلہ کے لئے انتظارِ وحی میں آسمان کی طرف بار بار نظر فرما رہے ہیں۔ ابھی آپ ﷺ نے صرف دو رکعات ہی ادا فرمائی تھی کہ رحمتِ الٰہی جوش میں آجاتی ہے اور جبرائیل امین یہ آیت مبارکہ لے کر حاضر خدمت ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے محبوب ﷺ! تمہاری رضا کے مطابق تمہارا قبلہ تبدیل فرما دیا گیا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کرلو۔

چنانچہ بقیہ دو رکعات خانہ کعبہ کی طرف منہ مبارک کر کے آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔

سُبْحَانَ اللهِ تَعَالٰی وَبِحَمْدِهٖ۔ (فضائل مصطفیٰ بکلام مصطفیٰ ﷺ)

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۞ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞ (پارہ:۲،سورۃ البقرہ)

ترجمہ: اور جہاں سے بھی آپ ﷺ (باہر) نکلیں تو موڑ لیا کریں (نماز کے وقت) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور بیشک یہی حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر اس سے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اور جہاں سے آپ ﷺ (باہر) نکلیں تو موڑ لیا کریں اپنا رخ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف۔ اے مسلمانو! جہاں کہیں تم ہو تو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف تاکہ نہ رہے

Marfat.com

لوگوں کو تم پر اعتراض (کی گنجائش) بجز ان لوگوں کے جو ناانصافی کریں ان) سے۔ سو نہ ڈرو ان سے (بلکہ صرف) مجھ سے ڈرا کرو تا کہ میں پورا کردوں اپنا انعام تم پر تا کہ تم راہِ راست پر ثابت قدم رہو۔ (ضیاء القرآن، ۱۰۵)

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ سفر ہو یا حضر، دور ہو یا نزدیک حالت نماز میں تمہارا رخ کعبہ کی طرف ہی ہونا چاہیے، ورنہ اہلِ کتاب اور مشرکین تم پر اعتراض کریں گے اور وہ اعتراض بجا ہوگا۔ کیونکہ اہلِ کتاب نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کا قبلہ کعبہ ہوگا اور اگر تم کعبہ رخ ہو کر نماز نہیں پڑھو گے تو وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ یہ وہ نبی نہیں ہیں جسکی بشارت ہماری کتابوں (تورات وغیرہ) میں دی گئی ہے، اور مشرک کہیں گے کہ دعویٰ تو کرتے ہیں ملتِ ابراہیمی ہونے کا اور ان کا قبلہ قبلہ بھی نہیں سمجھتے، اور بعض ناحق شناس جواب بھی غوغا آرائی کر رہے ہیں وہ اِلتفات کے لائق ہی نہیں۔

کعبۃ اللہ شریف کا قبلہ متعین کیا جانا خود ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ اس طرح ملتِ اسلامیہ کو ایک مخصوص اور محسوس مرکز عطا فرما دیا گیا جو ان کی توجہات اور عبادات کا مرجع ہو تا کہ رنگ و زبان، قومیت اور وطن کے اختلافات کے باوجود اسے دیکھنے والے یہ یقین کرلیں کہ یہ ایک قوم ہیں، اس کا مرکز توجہات ایک ہے، اسکا مقصد حیات ایک ہے نیز تحویل کعبہ میں اس بات کی طرف بھی صاف اشارہ ہے کہ اب دنیا کی قیادت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آگئی ہے۔ یہ سرفرازی اور شرف بذاتِ خود ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔

الحمد للہ اس آیت کریمہ سے بھی سرکار ﷺ کی شانِ مبارک بھی صاف عیاں ہے۔

اس آیت کریمہ میں بظاہر نماز کا قبلہ بدلنے کا حکم ہو رہا ہے۔ مگر نظر ایمانی سے دیکھا جائے تو حضور ﷺ کی اس قدر شان کا اظہار ہو رہا ہے کہ سبحان اللہ۔ آیت مبارکہ فرما رہی ہے کہ حضور علیہ السلام کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ سب کا کعبہ اور ہے اور کعبہ کا کعبہ اور ہے۔

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں معراج کی رات نماز فرض ہوئی اور کعبہ

شریف قبلہ نماز مقرر ہوا۔ ہجرت کے بعد بجائے کعبہ شریف کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ یہی یہود و انصاری کا قبلہ تھا اس پر یہود طعنہ دیتے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ تمام احکام میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے قبلہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔

اس اعتراض کی وجہ سے نیز اس لئے کہ کعبہ معظمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ ابراہیمی ہیں، حضور علیہ السلام کی خواہش یہ تھی کہ ہمارا قبلہ پھر کعبہ معظمہ ہی بن جائے۔ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے پڑھتے سترہ مہینے ہو چکے تھے۔ سرکار علیہ السلام نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے پڑھتے ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام ہمارا دل چاہتا ہے کہ کعبہ شریف ہی کی طرف نماز پڑھا کریں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا حبیب اللہ ﷺ میں بندہ الٰہی ہوں، بغیر حکم کے کچھ بھی عرض نہیں کر سکتا۔ ہاں حضور آپ ﷺ حبیب اللہ ہیں اور آپ ﷺ کی دعا کبھی بھی رد نہیں ہوتی۔ حضور آپ ﷺ دعا فرمائیں۔ یہ عرض کر کے حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے۔

حضور سید عالم ﷺ نے وحی کے انتظار میں اپنا سر مبارک نماز کی حالت میں آسمان کی طرف اُٹھا اُٹھا کر دیکھنا شروع کیا کہ شاید اب وحی آتی ہو۔ قبلہ بدلنے کے لئے پروردگارِ عالم نے یہ سرکار ﷺ کی یہ محبوبانہ ادا نہایت ہی پسند فرمائی اور اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ﷺ آپ کی اس پیاری ادا کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ ﷺ بار بار اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا رہے ہیں۔ اچھا ہم اس (کعبہ معظمہ) کو آپ ﷺ کا قبلہ بنائے دیتے ہیں جیسے کہ محبوب ﷺ تم چاہو۔ (روح البیان)

اس سے چند فائدے حاصل ہوئے:

1. تو یہ کہ تمام لوگ قانون کے پابند ہیں۔
2. قانون مرضی محبوب کا منتظر ہے۔
3. کعبہ کو جو یہ عزت ملی کہ تمام اولیاء کرام، غوث وقطب نے اس کی طرف گردنیں جھکا

Marfat.com

دیں، یہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے ملی۔

❹ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نے کعبہ کو قیامت تک کے لئے قبلہ بنادیا۔

❺ کبھی سجدہ کرنے والا مسجود الیہ سے افضل ہوتا ہے۔ غور سے سنیئے!

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ فرمایا۔ حالانکہ یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی طرف سجدہ فرمایا مگر حضور علیہ السلام کعبہ سے افضل ہیں۔

مسئلہ:

اگر کوئی شخص نماز فرض یا نفل پڑھ رہا ہو، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آواز دیں تو واجب ہے کہ نماز چھوڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ (پارہ:۹، سورۃ الانفال، آیت:۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بُلانے پر حاضر ہو جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (کنزالایمان شریف)

بلکہ بعض کے نزدیک تو یہ حکم ہے کہ اگر نمازی نماز چھوڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں تمام کام کر آئے، کلام بھی حضور سے کرے اور کعبہ سے سینہ پھر جائے مگر نماز نہ جاوے گی۔ مگر نماز ہی میں رہے گا اور اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔ (دیکھو قسطلانی شرح بخاری)

کیونکہ اگر نمازی کا سینہ قبلہ سے پھر گیا، مگر کہاں پھرا؟ ادھر پھرا جو کہ قبلہ کے بھی قبلہ ہیں۔ اگر چہ نمازی نے کلام بھی کر لیا مگر کس سے کیا؟ بہت اہم نقطہ سنیئے اور سب عشاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بتائیے۔ اس عظیم ترین ہستی سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا

Marfat.com

جن کو سلام کرنا نماز میں واجب ہے، اور وہ بھی حاضر صیغہ کے ساتھ:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔

یاد رکھیئے کہ خانہ کعبہ نے بھی حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی شب بھی مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا۔ (مدارج النبوت) ثابت ہوا کہ حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسولِ برحق ﷺ کے ادب و تعظیم اور غلامی کو ہر حال میں جاری رکھا ہے اور یہ بھی بتادیا ہے کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ایسی چیز کی دعوت دیتے ہیں جو تمہاری زندگی اور حیاتِ جاوداں کا باعث ہے۔ (ماخذ از شانِ حبیب الرحمٰن: ۷۲)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ (پارہ: ۴، سورۃ آلِ عمران)

ترجمہ: اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسولِ کریم کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (ضیاء القرآن شریف)

تفسیر:

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اصل میں اطاعتِ الٰہی ہی ہے اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرمانبردار ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (ماخذ از تفسیر خزائن العرفان شریف ۸۵)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول و نبی برحق حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کا حکم یکساں ہے کہ دونوں تقویٰ کے لئے ضروری ہیں اور بلا تأمل و چون وچرا دونوں اطاعتیں لازم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول کا ساتھ ساتھ ذکر کرنا بھی سنتِ الٰہیہ ہے اور شرک ہرگز نہیں۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اللہ کریم کی رحمت طلب اور حاصل کرنے کے لئے حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کی اطاعت لازمی ہے۔ اور رحمتِ یزداں صحیح معنوں میں حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اطاعت کا صحیح مفہوم اور صحیح مقصود اسی وقت حاصل ہوتا ہے جس وقت کہ اپنی زندگی کے ہر پہلو کو ان کے احکام کے مطابق بنالیا جائے اور اس

Marfat.com

اطاعت میں نہ صرف ظاہری پہلو کو ان کے احکام کے مطابق بنالیا جائے اور اس اطاعت میں نہ صرف ظاہری اعضاء کی مطابقت ہو بلکہ دل اس سے ایک قدم آگے ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس نے دامن رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھاما تو اس کی زندگی بھر کی محنت رائیگاں گئی اور اس کے سارے عمل بے ثمر رہے۔ ذرا عقل اور ہوش کرو اور سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن جاؤ، اسی میں دین و دنیا اور آخرت کی بھلائیاں اور کامیابی ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (پارہ: ۴، سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ (کنزالایمان شریف)

یعنی وہ صرف رسول ہیں اور رب نہیں۔ اور ہمیشہ رہنا رب کی صفت ہے۔ اور یہ حصر اضافی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رسالت کے سوا کوئی اور وصف نہ ہو۔ حضور تو رحمۃ اللعالمین ہیں، سید المرسلین ہیں، وجہِ کائنات ہیں، شفیع المذنبین ہیں اور بہت سارے اوصاف حمیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ اعلیٰ ترین صفات بخشے ہیں جو ہمارے وہم وگمان سے بھی باہر ہیں۔ (ماخذ از تفسیر نورالعرفان شریف)

رسولوں کی بعثت کا مقصود رسالت کی تبلیغ اور حُجت کا لازم کر دینا ہے نہ کہ اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔ اور رسولانِ عظام کے متبعین ان کے دین پر باقی رہے۔ اس آیت کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ جنگِ اُحد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تو صحابہ کرام کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے۔ پھر جب ندا کی گئی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت واپس آئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی۔

انہوں نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں، آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم سے ٹھہرا نہ گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر ان کے دین کا اتباع لازم رہتا ہے۔ تو اگر ایسا ہوتا بھی تو

Marfat.com

حضور ﷺ کے دین کا اتباع اور اس کی حمایت لازم رہتی ہے۔ جو نہ پھرے اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے ان کو شاکرین فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے ثبات سے نعمتِ اسلام کا شکر ادا کیا۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ (پارہ:۴، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا، اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

(کنزالایمان شریف)

ان آیات سے نظامِ وراثت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے کیا تاکیدی حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسولِ کریم ﷺ کی کامل اطاعت کی توفیق بخشے اور اپنی اور اپنے رسول کریم ﷺ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

(پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (کنزالایمان شریف)

رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ نبی کریم سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

چند لفظوں میں ایک طویل بحث کو سمو کر رکھ دیا ہے۔ اللہ کی اطاعت ہر مؤمن پر فرض ہے، اور اللہ کی اطاعت یہ بھی ہے کہ اس کا یہ حکم بھی مانا جائے کہ میرے رسول ﷺ کی بھی اطاعت کرو۔ جو رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرتا ہے اس نے گویا اللہ کے حکم سے سرتابی

Marfat.com

کی۔تو رسول ﷺ کی نافرمانی کر کے اس نے صرف رسول کی ہی نافرمانی نہیں کی بلکہ اللہ کا حکم نہ مان کر اللہ کی بھی نافرمانی کی ہے جس کا یہ حکم اس نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ میرے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ وہ فرقہ جو حضور رسالت مآب ﷺ کی اتباع کو غیر ضروری بلکہ اُمت کے لئے مضر اور نقصان دہ سمجھتا ہے وہ اس آیت کو کیوں نہیں پڑھکر غور کرتا ہے؟ اور پڑھتا ہے تو اسے واجب الاتباع سمجھ کر کیوں یقین نہیں کرتا اور اس پر عمل کیوں نہیں کرتا؟ (ماخذ از تفسیر ضیاء القرآن)

اگرچہ تم بھی دنیا میں آئے ہو اور نبی بھی۔ اور دونوں آمدوں کی منشاء میں فرق ہے۔ تم نبی اور رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے آئے ہو جبکہ نبی کریم ﷺ تم پر حکومت کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ جہاز میں مسافر اور کپتان دونوں سوار ہیں، مگر یاد رکھیے مسافر پار لگنے کو جبکہ کپتان پار لگانے کو۔ اِسی لئے مسافر کرایہ دیکر سوار ہوتے ہیں اور کپتان تنخواہ لیکر۔ واضح ہوا کہ کشتی اسلام میں تم پار لگنے کو سوار ہو اور نبی کریم ﷺ پار لگانے کو۔ "لِیُطَاعَ" کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نبی کے ہر قول اور احکامات کی اطاعت اور اطباع ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ؕ﴿۶۹﴾ (پارہ:۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنز الایمان)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان میں آپ ﷺ کی جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز بہت ہی غمگین اور رنجیدہ ہو کر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار ﷺ نے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ جب مجھے یہاں (اس دنیا)

میں آپ ﷺ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں میرا کیا حال ہوگا۔ وہاں میں حضور ﷺ کا دیدار کس طرح پاؤں گا۔ حضور ﷺ تو جنت کے اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں کسی اور جگہ۔ اس طرح میرے لئے تو جنت ایک وحشت کی جگہ بن جائے گی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے نبی بن جائیں گے تاکہ آئندہ سلسلہ نبوت جاری رہے، جیسا کہ قادیانیوں نے اس سے سمجھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ سرکارِ دوعالم خاتم النبین ہیں۔

خیال رہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کے چاہنے والے امتی کا حضور کے ساتھ جنت میں رہنا ایسا ہوگا جیسے سلطان کے خدام خاص کا سلطان کے ساتھ کوٹھی میں رہنا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسی درجہ میں حضور ﷺ کے برابر ہو جائے گا۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

پہلے مذبذب لوگوں کی ترغیب دی گئی ہے۔ اب ان خوش نصیبوں کی خوش بختی کا ذکر کیا جارہا ہے جنہیں اللہ اور اس کے برحق رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت کا شرف نصیب ہوا۔ صدیق کے معنی ہیں نہایت راست باز اور راست گفتار، اور مقاماتِ قربِ الٰہی میں سے ایک مقام کا نام بھی ہے۔ صدیقین وہ لوگ ہیں جن کی فطرت اور جن کا باطن ہر گردوغبار سے یوں پاک صاف ہوتا ہے کہ جب ان پر حق پیش کیا جاتا ہے تو بے ساختہ اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ خیر و شر کے درمیان انہیں التباس نہیں ہوتا بلکہ جیسے نگاہ سیاہ و سفید کے درمیان بے تکلف امتیاز کر لیتی ہے اسی طرح وہ حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کر لیتے ہیں۔ یہ صدیقیت کا مرتبہ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی کو حاصل تھا۔ اور صدیق اکبر حقیقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ جن کی زندگی کا ہر لمحہ اسی صدیقیت کبریٰ کا مظہر اتم ہے۔ جب انہیں ایمان لانے کی دعوت دی گئی تو ادنیٰ جھجک کے بغیر اسے قبول کیا۔ معراج کی خبر سنی تو دل و جان سے اسے حق تسلیم کیا۔ صلح حدیبیہ کی شرائط پر ایک یہی ہستی تھی جسے کوئی تردد نہ تھا۔

اور خلافت کے اڑھائی سال کے عرصہ میں تو سبحان اللہ! صدیقیت کی نور افشانیاں اور ضیا پاشیاں عین شباب پر تھیں۔ جو قدم اٹھایا اکابر اور صحابہ پریشان ہو گئے لیکن الحمدللہ ہر قدم

Marfat.com

درست نکلا۔ ہر تدبیر ہم آہنگ تقدیر ثابت ہوئی۔ ایک ایک واقعہ کو لیجیئے بخدایوں محسوس ہوتا ہے کہ صدیقیت کا نور تمام حجابات کو چیر کر بطن غیب کے حالات کو بے حجاب دیکھ رہا ہے۔

وہ شخص جو کبھی نور برہان اور قوتِ بیان سے اور کبھی شمشیر و سنان سے دین الٰہی کی حقانیت کی شہادت دے وہ شہید کہلاتا ہے اور راہِ خدا میں قتل ہونے والے کو اسی مناسبت سے شہید کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی جان قربان کر کے دین کی حقانیت کی گواہی دی۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ جو عقائد و اعمال دونوں کے لحاظ سے صالح ہو وہ صالحین میں سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت کا یہ کتنا شیریں ثمر ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾

(پارہ: ۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین و آخرین سارے انسانوں کے نبی ہیں۔ از آدم تا یوم قیامت سب انسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہیں۔ اسی لیے رب نے تمام نبیوں سے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و ایمان کا عہد لیا۔ اور معراج میں سب نبیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

(تفسیر نور العرفان شریف)

یعنی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں کے لئے اور ہر زمانہ کے انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کوئی رنگت، کوئی زبان، کوئی قومیت اور کوئی وطن اس سے مستثنیٰ نہیں۔ سب کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہادی اور مرشد ہیں۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے رسول ہیں۔ اور رسول کی تشریف آوری کی غایت ابھی بتائی جا چکی ہے کہ "اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ تو اب کون ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رسول تو تسلیم کرے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے منحرف ہو اور وہ آیاتِ بینات میں دور از کار

Marfat.com

تاویلات کرتا رہے۔ یہ تو یہود کا شیوہ تھا کہ بعض آیات تورات جو ان کی ہوائی نفس کے مطابق ہوتی تھیں انہیں مان لیا کرتے اور دوسری آیات کو حسب منشا مطلب گھڑ لیتے۔ بہر حال یہ امر واضح ہے کہ قرآن نے سنتِ مصطفیٰ ﷺ اور احسن التحیات کی بے چُوں و چرا اطاعت کو بار بار اتنا دہرایا ہے کہ قرآن کو اللہ کی کتاب یقین کرنے والے کے لئے سنّتِ نبوی ﷺ سے انحراف کے سارے دروازے بند کر دیئے ہیں۔

اے حبیب! (ﷺ) اس حقیقت کی صداقت پر خود خدا گواہ ہے کہ تو اس کی ساری کائنات کا ہادی و مرشد ہے۔ اور ایسے گواہ کی شہادت کے بعد دنیا بھر کے منکرین کا انکار پر کاہ کی وقعت نہیں رکھتا۔ ناگفتہ بہ حالات میں اِسلام کا غالب آنا اور دشمنانِ اسلام کا ہی کچھ مدت بعد اس کی ناموس و عظمت کے لئے اپنی جانیں قربان کرنا اللہ کے گواہ ہونے کی سب سے روشن دلیل ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ۸۰ (پارہ:۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (کنز الایمان شریف)

تفسیر:

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا، جس نے میری اطاعت کی اس نے رب کی اطاعت کی۔ اس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ علیہ السلام کو رب مان لیں۔ ان کی تردید اور حضورِ اکرم ﷺ کی تائید کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اطاعت بہر حال لازم ہے۔ قول میں، فعل میں، خصوصیات میں یعنی ہر طرح آپ ﷺ کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو ایسا حکم دیں جو بظاہر قرآن کے حکم کے خلاف ہو تو اس پر بھی اطاعت لازم ہے۔ اِس کی ہزاروں مثالیں

Marfat.com

موجود ہیں۔

اکیلے خزیمہ انصاری کی گواہی دو گواہوں کے برابر بنادی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام فرمادیا اور حضرت سُراقہ کو سونے کے کنگن پہنادیئے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اللہ رب العزت نے کتنا کھول کر بتادیا کہ اللہ کا مُطیع وہی ہے جو اس کے رسول علیہ السلام کا مُطیع ہو۔ کوئی لاکھ دعویٰ کرے اطاعِ الٰہی اور اتباع قرآن کا وہ جھوٹا ہے جب تک کہ وہ اللہ کے رسولِ برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت کا پابند نہ ہو۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں وہ اللہ کے فرمانے کے موافق کرتے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تو ان کی فرمانبرداری عین اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ اس کے بعد اپنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ جو کوئی اس میں کوتاہی کرے تو ہم ایسے لوگوں کے نگہبان ہیں۔ پھر منافقوں کی مذمت فرمائی کہ ایسے لوگ تمہارے سامنے فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں تاکہ ان کی جان و مال کو کوئی صدمہ نہ پہنچے، اور اپنے گھروں میں جا کر برخلاف مشورہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے کرتوت اللہ کے دفتر میں لکھے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے اور وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ ان سے خود ہی بھگت لے گا۔ (تفسیر مظہر القرآن شریف)

یعنی حقیقت میں اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی وہی خدا تعالیٰ کا مُطیع و فرمانبردار ہے۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۰

(پارہ: ۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کرتا، پھر اسے موت نے آلیا تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہوگیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

Marfat.com

(کنز الایمان شریف)

تفسیر:

یعنی ہم ان مکہ کے مہاجروں کو مدینہ منورہ میں بہت گنجائش دیں گے۔ یہ وعدہ رب تعالیٰ نے پورا فرمایا۔

معلوم ہوا کہ رب کی عبادت میں حضور اکرم ﷺ کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے۔ یہ شرک نہیں بلکہ ہجرت عبادت ہے جس میں (اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ) فرمایا گیا۔

معلوم ہوا کہ رب کی عبادت میں حضور ﷺ کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے۔

شانِ نزول:

یہ آیت کریمہ حضرت جندع ابن ضمیرہ لیثی کے حق میں آئی ہے جو بہت ہی بوڑھے تھے۔ جب انہوں نے پچھلی آیت سنی تو کہنے لگے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ میں ہجرت پر قادر ہوں اور معذور میں داخل نہیں ہوں۔ اب میں ایک رات بھی مکہ معظمہ میں نہیں ٹھہروں گا۔ چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کر لوگ چلے کیونکہ بڑھاپے کی وجہ سے وہ اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ مقام تنعیم میں پہنچ کر ان پر آثارِ موت نمودار ہو گئے۔ انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرا اور تیرے رسول ﷺ کا ہاتھ ہے۔ میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول علیہ السلام نے بیعت لی۔ یہ کہہ کر وہ وفات پا گئے۔ مشرکین تو خوب ہنسے کہ یہ مدینہ نہ پہنچ سکیں۔

صحابہ مہاجرین کرام کو جب خبر لگی تو وہ بہت غمگین ہوئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جو نیکی کا ارادہ کرے مگر نہ کر سکے وہ اس نیکی کا ثواب پائیگا۔ دوسرے یہ کہ علم دین سیکھنے، حج، جہاد، زیارتِ مدینہ منورہ، طلب رزقِ حلال کے لئے وطن چھوڑنا یہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت ہے۔ تیسرے یہ کہ ایسے نازک

Marfat.com

موقع پر اس طرح کی بیعت قبول ہے۔

چوتھے یہ کہ جو حافظ یا طالب علم حفظ یا طلب علم کے دوران مرجائے تو وہ قیامت کے دن علماء، حفاظ کے زمرہ میں اُٹھے گا۔ ایسے ہی جو حاجی راستے میں فوت ہو جائے وہ حاجی ہے بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ پانچوں یہ کہ مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جبکہ وہ حضور ﷺ سے خالی نہ ہو۔ اُس وقت مکہ چھوڑنا عبادت تھا، اور مکہ میں رہنا حرام تھا۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر اور ثابت ہوا کہ ساری بہار حضور اکرم ﷺ کے ہی دم سے ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۝ (پارہ:۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک بھی رب کی طرف سے ہے اور حدیث بھی۔

(یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے جبکہ حکمت سے مراد حدیث مبارکہ ہے)۔ قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں اور حدیث کا صرف مضمون بھی رب کا ہے جبکہ الفاظ حضور ﷺ کے اپنے ہیں۔ (ماخذ از تفسیر نور العرفان شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا کیونکہ دھوکا وہ کھائے جو بے خبر ہو۔ البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگرچہ گواہی جھوٹی ہو۔ اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے سارے علمِ غیبیہ اپنے حبیب ﷺ کو سکھا دیئے۔

Marfat.com

رب تعالیٰ نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔

اور یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام دنیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملک کا ایک ادنیٰ حصہ ہے ورنہ آپ پر فضل عظیم کیسے ہوگا۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

عنایت ربانی میں سے خاص خاص عنایات کا ذکر فرما دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتاب وحکمت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ ان امور کا علم عطا فرمایا جن کا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہ تھا۔ آیت کے اس حصہ کی تفسیر جو امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے اسی کو مندرجہ ذیل سطور میں پیش کرتا ہوں:

یعنی اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں احسانات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ بھی خاص احسان فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن جیسی کتاب سے نوازا جس میں ہر چیز کا بیان ہے نیز اس میں ہدایت کو نور بھی ہے اور پند و نصیحت بھی، ایسی جامع کتاب کے ساتھ حکمت یعنی قرآن کے حلال و حرام، اوامر و نواہی وغیرہ کے اجمال کی تفصیل بھی نازل کی۔ نیز آپ علیہ السلام کو ان امور کا علم بھی عطا فرمایا جن کا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہ تھا۔ یعنی گزرے ہوئے اور آنے والے لوگوں کی خبروں کا علم جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کا علم بھی عنایت فرما دیا۔

اس کے علاوہ بے شمار صحیح احادیث ہیں جن سے حضور پر نور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ وسیع کا پتہ چلتا ہے۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے شاعرانہ کلام میں مبالغہ سے کام نہیں لیا تھا بلکہ حقیقت کا اظہار فرمایا تھا، جب انہوں نے اپنے مشہور قصیدہ میں بارگاہِ رسالت میں عرض کی تھی۔

؎ و ان من جودك الدُّنيا و ضَرّتها

و من علومك علم اللوح و القلم

ترجمہ: "اے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دنیا اور آخرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی سخاوت سے ہے، اور لوح و قلم کا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے بحر بیکراں کا ایک حصہ ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم حبیب معظم ﷺ کو جن بے پایاں علوم سے نوازا اور اسرار و معارف کے جن خزانوں سے آپ کے سینہ مبارک کو لبریز فرمایا ان کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپکو ملے گا۔ جنکے پڑھنے اور سمجھنے سے آپ کے دل کو اطمینان نصیب ہوگا۔ خصوصا سورۃ نمل کی آیت نمبر ۶۵ ۔الم نشرح کی پہلی آیت اور دیگر بہت سی آیات سے بھی آپ ﷺ کی شان کریمی واضح ہے۔ اس آیت مبارکہ کا آخری کتنا پیارا جملہ ہے۔ جس ذاتِ اقدس و اطہر پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو اور فضل بھی تھوڑا سا نہیں، محدود سا نہیں بلکہ فضل عظیم ہو تو اس کے علوم و معارف کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف، ۳۹۰)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۞ (پارہ: ۵، سورۃ النساء)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان (لاؤ) رکھو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول ﷺ پر اُتاری۔ اور اس کتاب پر جو پہلے اُتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دُور کی گمراہی میں پڑا۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یعنی ایمان پر ثابت رہو۔ یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" کا خطاب مسلمانوں سے ہو۔ اگر خطاب یہود و نصاریٰ سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے بعض کتابوں اور بعض رسولوں پر ایمان لانے والو تمہیں یہ حکم ہے۔ اور اگر خطاب منافقین سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ اے ایمان کا ظاہری دعویٰ کرنے والو اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ۔

یہاں رسول سے مراد سید الانبیاء ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے۔

Marfat.com

شانِ نزول:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور اسد و اسید اور ثعلبہ بن قیس اور سلام و سلمہ و یامین کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ مومنین اہل کتاب میں سے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی کتاب پر اور حضرت موسیٰ پر اور توریت پر اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے سوا باقی کتابوں اور رسولوں پر ایمان نہ لائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پر اور اس سے پہلی ہر کتاب پر ایمان لاؤ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یعنی قرآن پر اور ان تمام کتابوں پر ایمان لاؤ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے پہلے اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں۔

یعنی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے کہ ایک رسول اور ایک کتاب کا انکار بھی سب کا انکار ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

یعنی! اے زبانی ایمان لانے والو دل سے ایمان لاؤ۔ یا اے دل سے ایمان لانے والو! ہمیشہ ایمان پر قائم رہو۔ لہٰذا آیت میں تحصیل حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان وہی قابل قدر ہے جو دنیا سے اپنے ساتھ جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا وہی درجہ ہے جو اللہ پر ایمان لانے کا درجہ ہے۔ یہ بھی م ـ ـ ـ سول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا اچھا ہے۔

حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف کا نازل ہونا: چونکہ قرآن شریف کا نزول آہستہ ہوا لہٰذا یہاں (نَزَّلَ) فرمایا اور آگے (اَنْزَلَ) ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا قرآن پر ایمان سے مُقدم ہے۔

معلوم ہوا کے تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر عمل صرف اور صرف قرآن شریف پر ہی ہوگا۔ ان کتب کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ یہ (کتابیں) بھی رب کی ہیں۔

Marfat.com

یعنی اُن میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا یہ کہا جائے کہ ان میں سے صرف ایک کا انکار ہے تو یہ سب کا انکار ہے۔ لہٰذا جس نے حضور ﷺ کو نہ مانا تو اُس نے اللہ کو بھی نہ مانا اور فرشتوں، رسولوں، قیامت یعنی کسی کو بھی نہ مانا۔ اس صورت میں واد اپنے ظاہری معنے پر ہی ہے۔

یعنی ایسی گمراہی میں جو ہدایت سے بہت دُور ہے۔ خیال رہے کہ گمراہی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے تبرّائی، رافضی۔

بے ادب گستاخ، وہابی، قادیانی وغیرہ۔ دوسری وہ گمراہی جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا جیسے تفضیلی، رفض یا غیر مقلدیت۔ پہلی قسم کی گمراہی کا نام گمراہی بعید ہے جبکہ دوسری گمراہی کا نام گمراہی قریب ہے۔ یہاں پر پہلی گمراہی کا ذکر ہے۔

(تفسیر نور العرفان شریف)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (پارہ:۶، سورۃ النساء)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ یہی ہیں ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(کنز الایمان شریف)

تفسیر:

اس آیت مبارکہ نے بتایا کہ اللہ اور رسول کو ملانا ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔ اور اللہ سے رسول کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لیمپ کی بتی کا نور چمنی کے رنگ سے ملا

Marfat.com

ہوتا ہے، یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بے کار ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے۔ رب نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملایا کہ اول جز میں، اللہ آخر میں آیا اور دوسرے جز میں محمد اول۔ تا کہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے۔ غرضیکہ نبی کو اللہ سے ملانا ایمان ہے۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ایک پیغمبر کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسے سارے پیغمبروں کا انکار۔ یہی حال قرآن پاک کی آیتوں کا ہے کہ ایک آیت کا انکار اور سارے قرآن کا انکار یکساں کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی کہ آدھا یا چوتھائی کافر ہو۔

ہاں کیفیت کفر میں فرق ہو سکتا ہے کہ کوئی سخت کافر ہو اور کوئی نرم۔

اگر چہ بعض مؤمن گنہگاروں کو عذاب ہو گا مگر اسے محشر میں ذلیل نہ کیا جائے گا کیونکہ ذلت وہاں کافروں کے لئے خاص ہوگی۔

آئیے اسی آیت مبارکہ کے بارے میں تفسیر ضیاء القرآن شریف سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ پیر محمد کرم شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ شریف فرماتے ہیں:

مشرکین اور منافقین کی خصلتوں کے ذکر کے بعد اب کفار کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ کفار کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو اللہ کو مانتے ہیں لیکن نبوت اور رسالت کے قائل نہیں۔ ایک وہ جو بعض انبیاء کو نبوت کو مانتے ہیں اور بعض کی رسالت کا انکار کرتے ہیں مثلاً یہودی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے لیکن حضرت عیسیٰ مسیح اور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے۔ اسی طرح عیسائی۔ ان سب کے متعلق فرمایا کہ وہ پکے کافر ہیں۔ اب یہ امر غور طلب ہے کہ جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور انبیاء کے ساتھ کفر کرتا ہے اسے پکا کافر کیوں کہا گیا؟ اس لئے کہ جو سلسلہ وحی و نبوت کو تسلیم نہیں کرتا نہ اسے اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا صحیح علم ہوتا ہے اور نہ اسے عبادت کا وہ طریقہ معلوم ہو سکتا ہے جو قرب الٰہی کا باعث ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفات تقدس و کمال کو نہ پہچانا اور اس کی عبادت کے صحیح

طریقوں کو نہ جاتا تو اللہ کو کیا پہچانا۔ آپ ان قوموں کے رسوم عبادت کو دیکھیے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن کسی نبی کے پیروکار نہیں۔ آپ حیران ہو کر رہ جائیں گے۔ اسی طرح فلاسفہ قدیم وجدید نے جن صفات الٰہیہ کا اثبات کیا ہے وہ بھی انسان کے لئے کچھ کم پریشان کن نہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو بعض انبیاء کی نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور جن دلائل و براہین اور معجزات کی وجہ سے انہوں نے ان بعض کی نبوت کا اقرار کیا۔ اب جب ان سے بھی محکم تر دلائل و براہین اور روشن تر معجزات ایک دوسری ہستی میں پائے جاتے ہیں تو وہ اس کی نبوت پر کیوں ایمان نہیں لاتے۔ ان کا یہ ایمان نہ لانا پہلے انبیاء کے انکار کے مترادف ہے۔ اور خصوصاً ذات پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا انکار کرنا جن کی آمد کی بشارت اور ان پر ایمان لانے کی تاکید ہر زمانے کے نبی نے فرمائی ہے۔ یہ صرف آپ ﷺ کا انکار نہیں بلکہ تمام سابقہ انبیاء و مرسلین کی تکذیب ہے۔

اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر تو ایمان لے آئے اور وحی و رسالت کا سرے سے انکار کر دیا۔ اس انکار میں ان کی انانیت اور خود بینی جھلک رہی ہوتی ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انبیاء کی تعلیم تو ناقص اور ناکافی ہیں۔ اس لئے ان کی عقلی مُوشگافیوں کی ضرورت ہے۔ اب وہ لوگ جو اللہ کی اطاعت کے تو قائل ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریزاں ہیں (حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی اطاعت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کا بارہا حکم بھی دیا ہے) وہ ذرا غور کریں کہ وہ بھی کہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ میں تفریق کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ
اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(پارہ:۶، سورۃ النساء)

ترجمہ: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا

مہربان ہے۔(کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یہ آیت یہود و نصاریٰ کی تردید میں نازل ہوئی۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے منکر تھے اور بعض رسولوں کا مانتے تھے اور بعض کے دشمن۔ اسی طرح حضور ﷺ کے تمام صحابہ و اہل بیت اطہار کو ماننا ضروری ہے، بعض کو حد سے بڑھا دینا اور بعض کا دشمن ہو جانا یہود کی سی بے ایمانی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جزا ملنا ایمان پر موقوف ہے۔(تفسیر نور العرفان شریف)

یعنی جو لوگ اللہ پر اس کی تمام صفات تقدس و کمال پر اور بلا استثناء اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، ان کے اجرِ عظیم کا ذکر فرمایا جارہا ہے اور (سوف) تاکید مضمون کے لئے ہے۔(تفسیر ضیاء القرآن شریف)

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۶۲﴾ (پارہ:۶، سورۃ النساء)

ترجمہ: ہاں جو ان میں علم میں پکے اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب ﷺ تمہاری طرف اترا، اور جو تم سے پہلے اترا۔ اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔(کنزالایمان)

تفسیر:

1. راسخ فی العلم وہ عالم ہے جس کا علم اس کے دل میں اتر گیا ہو۔ جیسے مضبوط درخت وہ ہے جس کی جڑیں زمین میں جگہ پکڑ چکی ہوں۔ اس سے مراد خوش عقیدہ اور باعمل علماء ہیں۔ جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی جو یہود کے علماء تھے اور

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہوئے۔

- خواہ وحی جلی سے جیسے قرآن شریف یا وحی خفی سے جیسے حدیث شریف۔ لہٰذا قرآن و حدیث سب پر ہی ایمان چاہیے۔
- خیال رہے کہ پچھلی کتابوں پر ہمارا صرف اجمالی ایمان ہے اور قرآن کریم پر تفصیلی ایمان بھی ہے اور عمل بھی۔ اسی فرق کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اترنے کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔
- اس سے معلوم ہوا کہ عالم باعمل کا ثواب دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ باعمل عالم دوسروں کو بھی نیک بنا دیتا ہے۔ چاہیے کہ عالم کا عمل سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہو اور اس کی ہر ادا تبلیغ کرے۔ اس سے اشارتاً یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دین یا بے عمل عالم کا عذاب بھی دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ کن بھی اور اس کی بدعملی دوسروں کو بھی بدعمل بنا دے گی۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ (پارہ:۶، سورۃ النساء)

ترجمہ: لیکن اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اس کا گواہ۔ جو اس نے تمہاری طرف اُتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے۔ اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

(کنز الایمان شریف)

تفسیر:

- اللہ کی گواہی یہ ہے کہ اس نے گذشتہ کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات عطا فرمائے۔ جیسے زر با حاکم کا شاہی تمغہ بادشاہ کی گواہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ایسے شاندار نبی ہیں کہ رب ان کی نبوت کا گواہ ہے۔
- یعنی اپنے خاص علوم غیبیہ اس قرآن میں ودیعت رکھے تاکہ قرآن کے ذریعے سے

Marfat.com

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ علوم عطا فرمائے۔ رب فرماتا ہے:

(فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۝٢٦ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ)

اور فرماتا ہے:

(وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ)

اس صورت میں بِعِلْمِهٖ کی ب تَلَبُّس کی ہے یا یہ معنی ہیں کہ یہ ... کتاب جس شاندار بندے پر اُتاری ہے جان کر ہی اُتاری ہے۔ انہیں ہی ... کتاب ... رب فرماتا ہے:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

اس بے مثل کتاب کے لئے ایسا بے نظیر ہی نبی چاہیے تھا۔ (روح البیان)

۳۔ معلوم ہوا کہ فرشتے بھی ہمارے رسول کا کلمہ شہادت پڑھتے ہیں بلکہ قیامت میں سارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ ہی پڑھیں گے۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ ہمارے حضور کی نماز ہی تھی نہ کہ ان پیغمبروں کے اپنے دینوں کی۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ (پارہ:٦، سورۃ النساء)

ترجمہ: اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ، تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے، تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو۔ (کنز الایمان شریف)

تفسیر:

- معلوم ہوا کے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی حق ہیں اور ان کا ہر قول، ہر ادا حق ہے۔ وہاں باطل کا گزر نہیں۔ جیسے آم کے درخت سے انگور نہیں حاصل ہوتے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ یا باطل یا گناہ ہرگز ہرگز سرزد نہیں ہوتے۔

Marfat.com

۳ معلوم ہوا کہ دنیا میں ہمارا آنا اور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آنا اور ہے۔ ہم اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں جبکہ حضور پرنور شافع یوم نشور رب کی ذمہ داری پر بھیجے گئے ہیں۔ جیسے ملک میں سیاح کا جانا اور وزیر اعظم کا دورہ وغیرہ۔ (نور العرفان شریف)

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (پارہ:۶ ،سورۃ النساء، آیت:۱۷۱)

ترجمہ: تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

اور تصدیق کرو کہ اللہ واحد ہے۔ بیٹے اور اولاد سے پاک ہے۔ اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور اس کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسولوں میں سے ہیں۔
(تفسیر خزائن العرفان شریف۔ ۱۳۵)

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کب سے ملی؟

حدیث پاک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔
(ترمذی شریف جلد ۲، صفحہ ۶۶۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کا نور اور اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۝ (پارہ:۶ ،سورۃ النساء)

ترجمہ: اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے

Marfat.com

تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

1. اس (نّاس) میں سارے انسانوں سے خطاب ہے کہیں ہوں یا کبھی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کسی زمانہ کسی جگہ اور کسی قوم سے خالی نہیں۔ جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور ﷺ نبی ہیں۔ خدا کی خدائی میں حضور ﷺ کی مصطفائی اور بادشاہی ہے۔

فرشتے تھے نہ آدم تھا نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

2. یعنی اے تمام لوگو! تمہارے پاس وہ تشریف لائے جو سرتا پا اللہ کی معرفت کی دلیل ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام اللہ کو نور بھی ہیں اور اللہ کی دلیل بھی ہیں اور حق بھی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے یہ تمام القاب قرآن میں ہیں۔

3. یعنی حضور اکرم ﷺ۔ کیونکہ حضور اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں۔ دلیل کی تائید دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ اور دلیل پر اعتراض دعوے پر چوٹ ہے۔ نیز حضور پرنور سید عالم ﷺ از سرتا پائے اقدس حق کی دلیل ہیں۔ آپ ﷺ کا ہر عضو صرف ایک معجزہ ہی نہیں بلکہ بے شمار معجزات کا مجموعہ ہے۔ حضور ﷺ کا لعاب شریف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دکھتی آنکھوں کے لئے شفاء، عبداللہ بن غتیک کی ٹوٹی ہڈی کے لئے سریش، کھاری کنوئیں کو میٹھا کرنے والا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ ﷺ کے لعاب دہن سے ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی، آٹے میں ڈال دیا تو چار سیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اتنا ہی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں عصا شریف مار کر پانی کے چشمے نکالے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ہانڈی میں لعاب دہن شریف ڈال کر شوربے اور بوٹیوں کے چشمے جاری فرما دیئے۔ خیال رہے کہ شوربے

Marfat.com

میں نمک، مرچ، گھی، دھنیا وغیرہ سارا مصالحہ ہوتا ہے لہٰذا یہ معجزہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ یہاں ان تمام چیزوں کے چشمے بہا دیئے۔ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دکھتی ہوئی آنکھ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب سے آرام آ گیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں غار میں مار (اژدہے) نے کاٹا یعنی یارِ غار کو مارِ غار نے تکلیف پہنچائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تھوک مبارک اس پر لگا دیا تو اسی وقت آرام آ گیا۔ کھاری کنوئیں میں آپ علیہ السلام نے اپنا لعاب ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک بھی دلیل ہیں کہ معرکہ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارے تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کنکر آپ نے نہیں پھینکے بلکہ ہم نے پھینکے ہیں۔ اُسی دستِ مبارک میں آ کر کنکروں نے کلمہ شریف پڑھا۔ اُسی ہاتھ مبارک سے بیعت لی گئی تو رب نے فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں مبارک بھی معجزہ ہیں کہ ایک پیالہ پانی میں انگلیاں رکھ دیں، الحمد للہ اس سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہو گئے (سبحان اللہ)۔ انگلی ہی کے اشارے سے چاند کو چیر دیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک بھی معجزہ ہیں کہ پتھر پر چلیں تو پتھر ان کا اثر لے اور فرش پر بھی چلیں اور عرش معلی پر بھی۔ غرضیکہ ان کے ہر ہر عضو پاک اور ہر ہر بال مبارک رب کے پہچاننے کی دلیل ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ○

آپ علیہ السلام کا پسینہ مبارک بھی معجزہ کہ جس میں گلاب کی بے مثل خوشبو، جاگنا اور سونا بھی معجزہ کہ ہر ایک کی نیند وضو توڑ دے مگر حضور علیہ السلام کی نیند وضو نہیں توڑتی۔ تمام جسم مبارک پاک، سایہ سے محفوظ کہ سایہ مبارک بھی کسی کے قدم کے نیچے نہ آوے۔ وہ رب کا سایہ، ان کا سایہ کیسا ہے۔

Marfat.com

؎ راہِ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاضِ دیدہ کی
چادرِ ظِل ہے ملگجی زیرِ قدم بچھائے کیوں

تمام کے پیشاب و پاخانہ نجس ہیں مگر حضور علیہ السلام کا پیشاب و پاخانہ مبارک پاک ہیں اُمت کے حق میں۔ (دیکھو شامی باب انجاس)

غرضیکہ حضور علیہ السلام کا ہر وصف معجزہ اور ہر حالت رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا: بُرْهَانٌ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی معجزہ ہے۔ چند وجہ سے ایک یہ کہ سب کے نام اُن کے باپ رکھتے ہیں، لقب قوم دیتی ہے، خطاب حکومت سے ملتا ہے۔ مگر نبی کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک، القاب، خطاب سب کے سب رب ہی کی طرف سے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرشتے کی تعلیم سے آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ دوسرے یہ کہ سب کے نام پیدائش کے ساتویں دن رکھے جاتے ہیں۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رب تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے ہی رکھ دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ نام عرش کی بلندی پر لکھا پایا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام مبارک کی برکت سے مکمل ہوئی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں فرمایا: (اسْمُهٗ اَحْمَدُ)۔ انبیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کے طفیل سے دعائیں کیں۔

تیسرے یہ کہ اسماء انبیاء کرام کے معانی ایسے اعلیٰ نہیں جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معانی ہیں۔ یعنی بے عیب اور ہر طرح لائق حمد۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے قبر کے امتحان میں کامیابی اور محشر میں نجات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام وہ کیمیا ہے جس سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے اور جو انہیں محمد کہہ کر بُرا کہے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ پھر تمام پیغمبروں کے معجزے قصہ کی شکل میں رہ گئے مگر حضور علیہ السلام کے چند معجزے قیامت تک کے لئے باقی رہیں گے۔ مثلاً قرآن کریم، احادیث صحیحہ، جگہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف موجود جن کی زیارت ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سوانح عمری شریف مع اسناد کے ہر ایک کے سامنے یہ ایسی عظیم خوبیاں ہیں جو حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو عطا نہ ہوئیں۔

یہاں حضور پُرنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کو برھان فرمایا۔ دوسری جگہ نور۔

Marfat.com

(قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ)

کیونکہ برھان یعنی دلیل تو عقل سے اور نور آنکھ سے معلوم ہوتے ہیں۔

فلاسفہ منطقی لوگ حضور ﷺ کو دلائل سے پہچانے، عام لوگ آنکھ سے۔ بحیرہ راہب آنکھ سے دیکھ کر اور سلمان فارسی عقل سے پہچان کر ایمان لائے۔

اب جو ارشاد ہوا کہ ہم نے نور اُتارا۔ اس نور سے مراد قرآن کریم ہے یا حضور علیہ السلام کی ذات پاک یعنی حضور ﷺ دلیل بھی ہیں اور نور بھی۔ دلیل تو عقل سے ہی پہچانی جاتی ہے جبکہ نور آنکھ سے ہی دیکھا جاتا ہے۔ تو حضور سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو آنکھ سے دیکھو، نور ہیں۔ ان کا ہر عضو پاک اور نور۔ اور عقل سے پہچانو تو دلیل الٰہی ہیں۔

(شان حبیب الرحمٰن، تفسیر نور العرفان شریف)

اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم ﷺ کی آمد مقدم ہے جبکہ قرآن پاک مؤخر۔ اِسی لئے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر قرآن پڑھتے ہیں۔ رب تبارک وتعالیٰ نے حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ کو نور بھی فرمایا ہے اور برھان بھی۔ برھان عقل سے اور نور، حواس سے معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اللہ نے اپنے نور کا جلوہ دکھا دیا
سب نور ملا کے محمد (ﷺ) بنا دیا

رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔

(سورۃ المائدہ، آیت ۱۲)

ترجمہ: اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو۔

(کنز الایمان)

Marfat.com

تفسیر:

معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم ایسی اہم عبادت ہے کہ رب نے اس کا عہد لیا۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں۔ لہٰذا ہر وہ تعظیم جو شرعاً حرام نہ ہو وہ کی جائے۔ انہیں سجدہ نہ کرو، انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو، باقی جس قدر تعظیم ممکن ہو کرو، ہر تعظیم ثواب ہے، اس پر نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔

مساکین پر خیرات گویا اللہ تعالیٰ کو قرض دینا ہے جیسے کسی کی اولاد کے ساتھ سلوک صاحبِ اولاد پر قرض ہے۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

رَدِّ مرزائیت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

(پارہ: ۲۲، سورۂ احزاب، آیت: ۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(ضیاء القرآن جلد ۴، صفحہ ۶۵)

تفسیر:

اس کے تمام احکامات علم وحکمت سے ہیں۔ لے پالک کی بیوی کا حرام ہونا تو تمہاری رائے ہے اور اس کا حلال ہونا رب تعالیٰ کا حکم ہے تو یقیناً رب کا حکم درست ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری نبی بنانا علم وحکمت پر مبنی ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جو شخص اب کسی نبی کا آنا یا اس کا

Marfat.com

امکان مانے وہ مرتد ہے، جیسے (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ) سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہوسکتا ایسے ہی (لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ دونوں ایک درجہ کے حال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا اور نہ ہی ہوسکتا تھا، کیونکہ خاتم النّبیین وہ ہیں جو سب نبیوں کے پیچھے ہو۔

(تفسیر نور العرفان شریف)

اب تفسیر خزائن العرفان سے یہ اہم ترین میٹر درج کیا جاتا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بھی حقیقت میں آپ ﷺ باپ نہیں تھے کہ ان کی منکوحہ آپ ﷺ کے لئے حلال نہ ہوتی۔ قاسم وطیب وطاہر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے حقیقی فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انہیں مرد کہا جائے، انہوں نے بچپن ہی میں وفات پائی۔

سب رسول ناصح شفیق، واجب التوقیر اور لازم الطاعۃ ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ کے حقوق سے زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد نہیں ہوجاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس کے لئے ثابت نہیں ہوتے۔

حضور اکرم ﷺ آخر الانبیاء ہیں کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتی کے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعتِ محمدی ﷺ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعتِ محمدی ﷺ پر حکم کریں گے۔ اور آپ ﷺ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں اس سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ پچھلے (آخری) نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوت کا منکر اور کافر اور خارج از اسلام ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان شریف)

Marfat.com

کسی کو یہ حق نہیں کہ حضور علیہ السلام کو باپ کہہ کر پکارے اور بھائی کہہ کر پکارنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ (شان حبیب الرحمٰن، ۱۷۱)

خَاتَمَ النَّبِيِّنَ میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے پچھلے (یعنی آخری نبی)۔ نبی خاتم ختم سے مشتق ہے اور ختم کے معنی ہیں مہر۔ کے بھی اور آخری کے بھی۔ بلکہ مہر کو بھی خاتم اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ مضمون کے آخر میں لگائی جاتی ہے، یا یہ کہ جب کسی تھیلے پر مہر لگ گئی تو اب کوئی چیز باہر کی اندر اور اندر کی باہر نہیں جا سکتی۔ اسی طرح یہ آخری مہر لگ چکی ہے، باغِ نبوت کا پھول کھل چکا ہے۔ خود حضور علیہ السلام نے خَاتَمَ النَّبِيِّنَ کے معنی بیان فرمائے ہیں کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب جو شخص کسی طرح کا ظلی، بروزی، اصلی، عارضی، مراقی، مذاقی، شرابی، افیونی نبی حضور علیہ السلام کے بعد مانے وہ بے دین اور مرتد ہے۔

اسی طرح جو خاتم النَّبِيِّنَ کے معنیٰ بالذات نبی اور کسی نبی کا آنا ممکن جانے وہ مرتد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک آسمان سے قرب قیامت تشریف لائیں گے، مگر وہ پہلے کے نبی ہوں گے نہ کہ بعد کے۔ اور اب وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اُمتی کی حیثیت سے تشریف فرما ہوں گے۔ تو اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر، حضرت ادریس، حضرت الیاس علیہم السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں مگر ان کو نبوت پہلے مل چکی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر ان سب (انبیاء کرام) کے احکام منسوخ ہو گئے۔ اب بعد میں نبوت نہیں ملی۔ جیسے کے آفتاب کے نکلنے پر جو تارا جس جگہ بھی ہوتا ہے، وہاں ہی چھپ جاتا ہے تو خضر اور الیاس علیہم السلام تو زمین پر زندہ ہیں اور حضرت عیسیٰ اور ادریس علیہم السلام آسمانوں پر، مگر جہاں بھی جو تھے ان کے احکام وہاں ہی ختم ہو گئے۔

؎ سب جگمگائے رات بھر چمکے جو تم کوئی نہیں

اگر ایک مجسٹریٹ دوسرے مجسٹریٹ کی کچہری میں گواہی دینے جائے تو اگرچہ وہ

اپنے حلقے کا جج ہے مگر یہاں گواہ کی حیثیت سے حاضر ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانے کے نبی ہیں مگر اب جب وہ آئیں گے تو سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئیں گے اور ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ نبوت کا تعلق ایک رب سے ہے، رفع درجات تقرب وغیرہ کا اور ایک مخلوق سے تبلیغ احکام کا، تو جو قرب الٰہی اُن کو حاصل ہو چکا ہے وہ تو کبھی بھی زائل نہیں ہو سکتا، ہاں مخلوق کو تبلیغ فرمانا وہ ختم ہو گیا، اپنے احکام کی تبلیغ نہیں فرما سکتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے لگے تو فرمایا کہ اے موسیٰ کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں، میرے کسی فعل پر اعتراض نہ کرنا یعنی میں آپ کے حلقے میں نہیں ہوں۔ فرمایا بہت اچھا۔ اب جو کام بھی خضر علیہ السلام سے واقع ہوئے وہ دین موسوی کے سراسر خلاف تھے، کہ بچہ کو گناہ سے پہلے ہی ختم کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن پر اپنے احکام جاری نہ فرما سکے، آخر یہ کیوں؟ کیا وہ نبی نہیں رہے تھے؟ نبی تو تھے مگر یہاں تبلیغ نہ فرما سکتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور زمانہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال ہے۔

(شانِ حبیب الرحمٰن، ص ۱۷۱)

تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم میں مندرجہ بالا آیت کریمہ کی علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب نے بہترین تفسیر بیان فرمائی، مندرجہ ذیل سطور میں درج کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حریم نبوت میں رونق افروز ہوئیں تو بہتان تراشی کے جس طوفان کا اندیشہ تھا وہ اُمنڈ کر آگیا اور بدباطن یہودیوں اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بہو کو اپنی زوجہ بنا لیا۔ کبھی ایسا اندھیر بھی ہوا تھا جیسے انہوں نے کر دکھایا۔ چلو ہمارے رسم و رواج کو تو رہنے دو، وہ خود بھی آج تک یہی بتا رہے ہیں کہ بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا۔ اب پھر خود اپنے بیٹے کی مطلقہ اہلیہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

ان کی اس ہرزہ سرائی کو قرآن حکیم نے اس ایک جملے سے ختم کر کے رکھ دیا کہ تم میں سے حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں۔ جب باپ نہیں ہیں تو زید بیٹا کیسے بن گیا۔ زید تو اپنے باپ حارثہ کا بیٹا ہے۔ تمہارا یہ اعتراض محض تمہارے خبثِ باطن کی پیداوار ہے اور حقیقت سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔

باپ ہونے کی نفی کی اور اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کا اعلان فرما دیا۔ بیشک باپ اپنی اولاد پر بڑا مہربان اور شفیق ہوتا ہے لیکن رسول کو جو قلبی تعلق اپنی اُمت کے ہر ہر فرد سے ہوتا ہے اور جو لطف و کرم وہ فرماتا ہے اس کے مقابلہ میں باپ کی ساری شفقتیں ہیچ ہیں۔ باپ کی مہربانیاں، اولاد کی جسمانی اور مادی دنیا تک محدود ہوتی ہیں۔ رسول ﷺ کی نگاہِ کرم سے اُمتی کا جسم اور روح، ظاہر و باطن، دل اور عقل سب فیض یاب ہوتے ہیں۔ باپ کی شفقتیں، روزِ محشر کسی کام نہیں آئیں گی بلکہ سارے دنیاوی رشتے اس دن ٹوٹ جائینگے لیکن رسول اکرم ﷺ کے لطف و عنایت سے دنیا اور آخرت دونوں ہی میں اس کا اُمتی شاد کام ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی نہایت شفقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اگر حضور کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور اتنی تندہی سے اُمت کے سامنے دین اسلام کے سارے گوشے آشکار کرنے کی شاید زحمت نہ فرماتے۔ لیکن اب جبکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ ہی اس سلسلہ زریںہ کی آخری کڑی ہیں تو آپ ﷺ کی محبت اور اُلفت کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی چیز بھی ادھوری نہ رہنے دی جائے اور ساری بُری رسموں کا قلع قمع کر دیا جائے کیونکہ اگر باطل کا کوئی پہلو اصلاح سے محروم رہا تو پھر اس کی اصلاح ممکن نہیں ہوگی اور دورِ جاہلیت کی قبیح رسموں کو مٹایا نہ گیا تو پھر ایسی ہستی پیدا ہی نہیں ہوگی جو ان کو مٹا سکے۔ اتنی محبوبیت اتنی جامعیت اور اتنا تقدس کہاں پایا جائے گا، تاکہ دُنیا اس کے اشارہ ابرو پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر اُمت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے اُمت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب

نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے ہی المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق رہے کہ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعوہ کیا تو اس کو مرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علمِ جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر اس کے خلاف لشکرکشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان بھی شہید ہوئے۔ جن میں سینکڑوں حفاظِ قرآن اور جلیل المرتب صحابہ تھے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا، کیونکہ آپ نورِ صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرہ بھی تساہل برتا تو یہ اُمت صرف سینکڑوں گروہوں میں ہی نہیں بلکہ سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی۔ پھر ہر اُمت کا اپنا (جھوٹا، مرتد) نبی ہوگا اور وہ اسی کی جھوٹی شریعت اور سنت کو اپنائے گی۔ اس طرح رحمة اللعٰلمین کے زیرِ سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی۔ اور (اِنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَمِيْعًا) کا سہانا منظر بھی نظر نہیں آئے گا۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مردود کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اور قرار دیکر اس پر لشکرکشی کی اور اس کو واصلِ جہنم کر کے آرام کا سانس لیا۔

اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے، طالع آزما یا فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی تو اس کو قتل کر دیا گیا کیونکہ ایسا مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔

انگریز کی غلامی کے دور میں ملتِ اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دو چار ہونا پڑا، اسی طرح ایک بدترین جھوٹی نبوت قائم کر کے اُمتِ مسلمہ میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کارد کرتا تھا (صرف دکھاوے کی چال سے) اور پادریوں سے مناظرہ کرتا تھا، یہ اس کمبخت مرزا کی چال تھی۔ اس کے باوجود مرزا انگریز کا پرلے درجے

Marfat.com

کا وفادار تھا۔ اس مرتد نے ملکہ انگلستان کی شان میں ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دشمنی تو اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ اُلٹا، سلطنتِ عثمانیہ کا پارہ پارہ کر دیا۔ ایسی ظالم اور اسلام دشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دِلانا اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔ انگریز نے اس کی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سائے میں پروان چڑھنے کا موقع فراہم کیا اور اس (مرزائیت) کو قبول کرنے والوں کے لئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیئے۔ ہر مرزائی کے لئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کر دی گئیں۔ سیاسی میدان میں بھی ان کم بختوں کو آگے بڑھانے کی کوششیں کی گئی۔ بیشک وہ شخص عیسائیت کے خلاف (صرف دکھاوے کے لئے مکاری سے) لکھتا تھا اور بولتا تھا۔ لیکن انگریز نے مرزا غلام احمد لعین کے ذریعے اُمتِ مسلمہ میں ایک نئی غلط ترین اُمت پیدا کر کے اور ان کے متفقہ علیہ بنیادی عقیدہ میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصدِ عظیم حاصل کیا وہ (انگریزوں کے لئے) بہت بڑا کارنامہ تھا اور ان کے دُور رس نتائج کے اعتبار سے بڑا ہی اہم تھا۔ اگر ایسا شخص عیسائیت کے خلاف کچھ بولتا ہے تو بولا کرے۔ اس سے انگریزی سیاست کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ عیسائیوں کے مخالفت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے وہ انگریزی استعمار کی خدمت پوری دل جمعی سے انجام دے سکتا تھا۔ اور اگر وہ (مرزا) عیسائیوں کے خلاف کچھ نہ کرتا تو اس کی بات کوئی سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔

مرتد مرزا غلام احمد کی نبوت کا پیغام لیکر جب مرزائی مبلغ اِسلامی ممالک میں گئے تو وہاں ان کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کئی ممالک میں تو ان بے ایمانوں کو مرتد قرار دیکر توپ سے اُڑا دیا گیا۔ عالم اسلام کے تمام علماء نے بالاتفاق اُس مدعیٔ نبوت کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا۔

یہ عرض کرنے کا مقصد صرف اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر گوناگوں اختلافاتِ کے باوجود تیرہ صدیوں تک اُمت کا

Marfat.com

کُلی اتفاق اور قطعی اجماع رہا ہے، جس طرح ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید، قیامت، حضور علیہ السلام کی رسالت کسی دلیل کی محتاج نہیں اسی طرح ختمِ نبوت کا مسئلہ بھی کبھی زیر بحث نہیں آیا اور اس کے ثبوت کے لئے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث و تمحیص کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ کام کر دکھایا جس کی **جرأت آج تک شیطان لعین کو بھی نہیں ہوئی تھی۔**

اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر شرح و بسط سے لکھا جائے تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی کسی غلط فہمی کے باعث اپنے آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کٹ کر نہ رہ جائے۔

رہے وہ لوگ جو شکم کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں اور مال و دولت کے حصول کی خاطر اپنا دین بدلنے میں بھی کوئی ذرا سی بھی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ اِسے کمال ہوشمندی سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ ہمیں ان کے لئے ملول نہیں ہونا چاہیے۔ اور نہ ہی ایسے ابن الوقتوں کی خدا کو ضرورت ہے اور نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

ہمارا دعویٰ بلکہ غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے:

''حضور سرورِ عالم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے (اول اور) آخری نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور جو شخص اپنے آپ کو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مُرتد ہے اور اُسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے۔''

یہ بھی ہر عشاقانِ رسول کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف آخری نبی ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو الحمد للہ سب نبیوں اور رسولوں سے سب سے اوّل (پہلے) نبی ہیں۔

ترمذی شریف کی حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کب سے ملی؟

حدیث پاک:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یہ حدیث حسن صحیح حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲۔ صفحہ ۶۶۷)

خاتم النبیین یعنی اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے ہم ایسے دلائل پیش کریں گے جو قطعی اور یقینی ہیں اور جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب سے پہلے ہم قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں۔ جو آیت کریمہ درج کر چکا ہوں، ارشاد خداوندی ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لیکر فرمایا ہے محمد (فداہ ابی وامی) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیّین ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم بِکُلِّ شیءٍ علیم ہے اور اس نے یہ فرمایا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس نے کسی کو مانا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

صحاح کے مؤلف علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری کا سن ولادت ۳۳۲ھ اور سالِ وفات ۹۳ سے ہے اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سن، ولادت ۶۳۰ھ، وفات ۷۱۱ھ ہے۔ یہ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار ختم نبوت سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا

سکتا کہ اُنہوں نے مذہبی یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے تاکہ ان کا قول حجت نہ رہے بلکہ ان کی نگارشات اور ان کی تحقیقات اہلِ لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔

قرآن مجید میں بالکل واضح ہے:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

یعنی سب نبیوں سے پیچھے (بعد میں) آنے والا۔ اور حضور ﷺ کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے اور اس کے معنی آخرالانبیاء ہے۔

صحاح اور لسان العرب دونوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا مذکور ہے۔ آیت کے معنی ابلغ اور شانِ رسالت کے شایاں ہے کہ حضور ﷺ انبیاء کرام علیھم السلام پر مہر لگانے والے ہیں جس پر حضور ﷺ نے مہر لگا دی تو وہ نبوت کے شرف سے مشرف ہوگا اور جس پر مہر نہ لگائے تو وہ نبوت کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتا۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ بیشک لغت کی کتابوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا مرقوم ہے لیکن انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ مذکورہ آیت میں خاتم النّبیّین کا معنی آخر النّبیّین ہے۔

اس صورت میں خاتم النّبیّین کا مطلب ہوگا کہ پہلے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا اور اس پر مہر لگا دی گئی تاکہ کوئی کذاب، دجال اس میں داخل نہ ہوسکے۔ اگر کوئی شخص زبردستی اس زمرہ میں گھسنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب وہ مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

خاتم النّبیّین کے معنی وضاحت کرنے کے لئے بیشمار صحیح احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں، ان میں سے چند احادیث یہاں درج کی جاتی ہیں۔ جن کے دلوں میں ہدایت کی سچی طلب ہوگی تو مولا کریم اپنے حبیب رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہدایت کی راہیں ان کے لئے کھول دے گا اور اس کی توفیق ان کی دستگیری کرے گی۔

Marfat.com

میں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) خاتم النّبیّین ہوں

❶ حدیث پاک:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی، تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النّبیّین ہوں۔ (بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النّبیّین)

اگر آپ اس ایک حدیث میں غور کریں گے تو بلاغت نبوی کے اعجاز کا آپ کو اعتراف کرنا پڑیگا۔ جب ایک عمارت مکمل ہوجاتی ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ باقی نہیں رہتی تو کوئی ماہر سے ماہر انجینئر بھی اس میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کرسکتا۔ ہاں اُس کی ایک ہی صورت ہے کہ پہلی اینٹوں میں سے کوئی اینٹ توڑ کر وہاں سے نکال لی جائے اور پھر اس خالی کرائی ہوئی جگہ پر کوئی نئی اینٹ لگا دی جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے قصرِ نبوت مکمل ہوگیا۔ اب اس میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ بجز اس کے کہ سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کو وہاں سے نکالا جائے اور مُرتد مرزا غلام احمد کے لئے جگہ بنائی جائے۔ کیا کوئی عقلِ سلیم اس کو گوارہ کرے گی؟ قصرِ نبوت کی اس توڑ پھوڑ کو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک حدیث ہی اتنی جامع اتنی معنی خیز اور اتنی بصیرت افروز ہے کہ ختم نبوت کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النّبیّین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نقل کیا ہے۔

Marfat.com

سرکار ﷺ کی چھ عظیم المرتبت صفات حمیدہ

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

(الف) مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا اور

(ب) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

۲ حدیث پاک:

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔

۱ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار۔

۲ رُعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی۔

۳ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔

۴ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔

۵ مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا اور

۶ میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ شریف)

سرکار ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی

۳ حدیث پاک:

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

سرورِ عالم ﷺ کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعوے کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو

۴ حدیث پاک:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔ (ابن ماجہ شریف)

اس حدیث شریف سے جس طرح حضور ﷺ کا آخرالانبیاء ہونا ثابت ہو رہا ہے اسی طرح حضور ﷺ کی اُمت کا آخرالامم ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے

۵ حدیث پاک:

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث مبارکہ روایت کی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔

سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے

۶ حدیث پاک:

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائلِ صحابہ کے عنوان کے نیچے یہ ارشادِ نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک پر روانہ ہوتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ کچھ پریشان ہوئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

آخر میں ایک اور حدیث نمبر ۷ سماعت فرمائیے اور اسی کے ذکر پر احادیث کی نقل

Marfat.com

کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

میری اُمت میں تیس (۳۰) کذاب ہوں گے حالانکہ میں ﷺ خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں ﷺ خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد شریف کتاب الفتن)

نبوت کا دعویٰ کرنے والا زندیق واجب القتل ہے

علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم ﷺ نے سُنتِ متواترہ میں بتایا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ ساری دنیا جان لے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کریگا وہ کذاب ہے، جھوٹا ہے، دجال ہے، گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم نشور حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسُنت نے ادا کی ہے اور جس کا اُمتِ محمدی ﷺ کا اجماع ہے۔ پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کریگا وہ کافر ہوگا اور مرتد ہو جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مصر رہا تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

حضرت علامہ ابن حبان اندلسی متوفی ۷۴۵ھ اپنی تفسیر بحر محیط میں رقمطراز ہیں:

جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور اسے اب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، یا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔ آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی

Marfat.com

فقراء میں سے ایک شخص نے شہر مالقہ میں نبوت کا دعوی کیا تو اُندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی لاش کو سولی چڑھا دیا اور وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا۔

مندرجہ بالا ان مذکورہ اقتباسات سے اُمت کا ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع ہو گیا اور ہر زمانے کے علماء نے مدعی نبوت کو گردن زنی قرار دیا۔

ختم نبوت کے مزید عقلی دلائل

قدرت کا ہر کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا

جب حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ تو ذرا سوچو کہ جب حضورِ اکرم ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنی تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے، جب سرورِ دو عالم ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے، جبکہ شریعت اسلامیہ روزِ اول کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے اور جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے، اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔ آفتابِ محمدی طلوع ہو چکا ہے اور سارے عالم کا گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے۔ تو پھر ایسے دن کے اُجالے میں کسی بھی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے؟

مزید غور فرمائیے۔ نبی کی آمد کوئی معمولی واقع نہیں ہوتا کہ نبی آیا۔ جس نے چاہا مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی، بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر اور اسلام کی کسوٹی

Marfat.com

نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے۔کوئی کتنا نیک، پارسا اور باعمل ہو، اگر وہ کسی حقیقی نبی کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا اور کفار و منکرین کے زمرہ میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

اب ذرا عملی دنیا میں اس مرتد مرزا غلام احمد کی آمد کا جائزہ لیجئے:

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد و شمار کے مطابق نوے کروڑ سے زائد ہے۔ یہ سب کے سب الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی توحید اور سنت رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔قرآنِ کریم کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔تمام انبیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے، ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔قیامت کی آمد کے قائل ہیں۔بعض عملی طور پر غافل و کاہل سہی لیکن احکام خداوندی اور ارشادات نبوی ﷺ کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریاتِ دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان اور یقینِ کامل ہے۔اور اس اُمت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگانِ خدا بھی ہر دور اور ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو شریعت مطہرہ پر پوری طرح کاربند اور عبادت الٰہی کے سختی سے پابند رہے ہیں۔ ان کے اخلاص اور للّٰہیت پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور ان کے کارہائے نمایاں پر خود ان کے خالق کو ناز ہے۔

اسی پاک اُمت میں آ کر مرتد مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔اس بدبخت مرتد کے آنے سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان ہی تھے۔چلو بعض میں ہم عملی کوتاہیاں تسلیم کرتے ہیں لیکن کم از کم نعمتِ ایمان سے تو وہ بہرہ ور تھے۔اب حقیقت حال یہ ہے ستر، اسی سالہ کوششوں کے باوجود چند لاکھ کی نفری نے مرزا مرتد کو نبی مانا اور باقی نوے کروڑ نے اس مرتد کو دجال اور کذاب قرار دیا۔نبی کا ماننا اسلام ہے اور انکار کفر ہے۔مرتد مرزا نے جب اپنا گندہ قدم دنیائے اسلام میں رکھا تو یہ اتنی غلط بہار آئی کہ اس کو ماننے والے سارے کے سارے مرتد قرار پائے اور اسلام سے محروم اور خارج ہو کر کفر میں مبتلا ہو گئے۔اس مرتد مرزا کے شہر میں چند آدمی مسلمان باقی رہے۔ان میں بھی غالب اکثریت بلیک مارکیٹ کرنے

Marfat.com

والوں، رشوت لینے والوں، اقربا نوازی اور مرزائیت پروری کی قربان گاہ پر لاکھوں حقداروں کے حقوق بھینٹ چڑھانے والوں کی ہے۔ ان میں اکثر بے نماز، داڑھی مُنڈے اور آوارہ مزاج لوگ ہیں۔ ہر قسم کی رذیل حرکتیں کرنے والوں کا ایک لشکرِ جرار ٹھاٹھیں مارتا ہوا آپکو نظر آئیگا۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ دنیائے اسلام کے لئے عملی طور پر مرتد مرزا کی آمد برکت کا باعث بنی یا نحوست کا؟

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو پسند نہیں کرتی کہ مرتد مرزا کو سچا نبی بنا کر بھیجا جائے تا کہ اسلام کے سارے ہرے بھرے پیڑ اپنے خنک سایوں، میٹھے پھلوں، رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سمیت اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں اور چند خاردار جھاڑیوں کے جھرمٹ میں گلشن اسلام کا بورڈ آویزاں کر دیا جائے۔ متقیوں، پرہیز گاروں، عالموں اور عاشقوں کی اُمت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اور چند داغ صفت طالع آزما افراد کو مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے۔

مرتد مرزا کے مرتد اُمتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام (بناوٹی غلط) اسلام پہنچا رہے ہیں، ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اتنے لوگوں کو اسلام (مرتد) کا کلمہ پڑھایا۔

گزارش ہے تم تو مرتد مرزا کو اس لئے نبی کہتے ہو کہ انہوں نے چند کافروں کو مرتدی کلمہ پڑھایا۔ یہ مرتدی کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں بنتے ہیں بلکہ یہ مرزائیت مذہب ان ہی انگریزوں کی پیداوار ہے۔ ہم اولیاء کرام کے زمرہ سے آپ کو ایسے ایسے عُشاقانِ رسول ﷺ کے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں، لاکھوں کفار کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر صرف ایک ہی نظر کرم سے ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔

خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الحق والدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نظر کرم سے لاکھوں کافروں، مشرکوں کے زُنار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہ رب العزت میں شرفِ سجود بخشا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفرستان میں راوی کے

کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں خفتہ بختوں کو خواب غفلت سے جگا رہا ہے۔ مشائخ چشت اور دیگر اولیاء کرام نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے ان کے مقابلے میں ساری بے دین، گمراہ، کافر اُمت مرزائیت کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر میں قطرے کے برابر بھی نہیں۔ انکارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا، نہ مہدیت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلی کا اور نہ ہی بروزی کا بلکہ وہ عظیم ترین ہستیاں اپنے آپ کو غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہی کہا کرتے تھے اور وہ اِسی کو اپنے لئے باعث صد افتخار اور موجب سعادتِ دارین سمجھا۔

مرتد مرزا قادیانی کو اپنی جھوٹی نبوت تک پہنچنے کے لئے بڑا دور کا چکر کاٹنا پڑا۔ آخر کار اس کافر کی کمند فکر یہاں آ کر رکی کہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم آئیں گے، میں کیوں نہ اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا شروع کر دوں تاکہ مجھے لوگ مسیح مان لیں لیکن اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ حضرت مسیح تو زندہ ہیں، ان کی زندگی میں میں مسیح کیسے بن سکتا ہوں۔ خیال آیا کہ پہلے مسیح کو مردہ ثابت کرو۔ جب وہ مردہ قرار پائے گئے تو پھر میرے لئے میدان صاف ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے سارا زور وفاتِ مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر لگا دیا۔

بے شک رحمت دو عالم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ جن احادیث میں نزولِ مسیح کے متعلق تشریح کی گئی ہے، وہ اس کثرت سے مروی ہیں کہ معنوی طور پر وہ درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آئیے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجئے۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ نبی برحق ﷺ نے کوئی مبہم پیش گوئی نہیں کی۔ کسی ایسے مسیح کی آمد کی اطلاع ہرگز نہیں دی جس کی پہچان نہ ہو سکے اور جس شاطر کا جی چاہے وہ آنے والا مسیح بن بیٹھے بلکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو حقیقی مسیح علیہ السلام کا نام بتایا، ان کی والدہ کا نام بتایا، ان کے لقب سے خبردار کیا، اس وقت اور اس مقام کی نشاندہی کی جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائیں گے، جو کارہائے نمایاں وہ انجام دینگے، اس کی تفصیل بھی سرکار ﷺ نے بیان فرما دی۔ اور ان کے مدفن کا بھی تعین فرما دیا

Marfat.com

اوران کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔اب اگر وہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خبر دی گئی ہے،تو اس تفصیلات کو بھی من وعن صحیح اور سچ تسلیم کرنا پڑے گا جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کر دے گا تو پھر اسے تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑیگا جن میں ان کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔تحقیق اور انصاف کا یہ کیسا معیار ہے کہ ایک روایت کی مفید مطلب آدھی بات تو مان لی اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کو نظر انداز کر دیا۔

آسمان سے زمین پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بابت احادیث

ان کثیر التعداد احادیث میں سے چند مندرجہ ذیل احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے درج کی جاتی ہیں:

حدیث نمبر ۱:

پہلی حدیث جسے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور احمد رحم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے،ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم عادل حاکم کی حیثیت سے۔پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا اور دینداری کا یہ عالم ہوگا کہ اپنے پروردگار کی جناب میں ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔

حدیث نمبر ۲:

امام بخاری نے کتاب المظالم باب کسر الصلیب میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک عیسیٰ علیہ السلام کا نزول نہ ہو۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۳:

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے:

حضور علیہ السلام نے خروج دجال کے ذکر کے بعد فرمایا۔ اس اثناء میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے، صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی امامت کرائیں گے اور اللہ کا دشمن دجال جب عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے، اگر آپ اس کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیں، تو وہ ازخود پگھل کر مر جائے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو عیسیٰ علیہ السلام سے قتل کرائے گا اور آپ اپنے نیزے میں اس کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

حدیث نمبر ۴:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان (عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نہیں ہے اور یہ کہ وہ (آسمان سے) اترنے والے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد درمیانہ، ان کی رنگت سرخ و سفید، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے، حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ خنازیر کو مار ڈالیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے بغیر تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ دجال کو قتل کر دیں گے اور وہ زمین پر چالیس سال قیام فرمائیں گے۔ پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان اُن (عیسیٰ علیہ السلام) کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر ۵:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا:

''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اُتریں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا کہ حضور تشریف لائیے اور امامت فرمائیے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں، تم میں سے بعض دوسروں کے امیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کی تکریم کے طور پر ہے۔''

حدیث نمبر ۶:

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ نے دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اس اثنا میں اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم (علیہ السلام) کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو یوں محسوس ہوگا کہ (پانی کے) قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اُٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کی سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی، اور وہ ان کی حدِ نظر تک جائے گی، تو وہ کافر زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) دجال کا پیچھا کریں گے اور لُد کے دروازے پر دجال کو جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔

آخر میں ایک اور حدیث سماعت فرمائیے:

حدیث نمبر ۷:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

(نسائی کتاب الجہاد، مسند احمد، مرویات ثوبان)

آپ نے ان احادیث کا مطالعہ فرما لیا۔ ان میں مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) کا حلیہ، والدہ کا نام، مقام اور وقت نزول، آپ کے کارہائے نمایاں سب کے سب مذکور ہیں۔ خدا کی شان

Marfat.com

ملاحظہ ہو کہ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں۔ اس کی ماں کا نام بھی مریم نہیں۔ حالانکہ ہزاروں مسلمان عورتیں اس نام کی اب بھی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کر کے عیسائیت کو نیست و نابود کرنا تو کجا، مرتد مرزا ساری عمر عیسائی حکومت کے جھولی چک بنے رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے۔ ساری دنیا کو جھوٹا دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات، خدائے مصطفیٰ ﷺ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان کا خطہ پاکستان کا حصہ بنے۔ اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں ان کی نادانی قابل صد افسوس ہے۔

اللہ تعالیٰ، جس نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا رسول بنایا اور پھر اس ﷺ کی ذاتِ پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے۔ دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں۔ معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں، ہر قوم کے لئے ہر زمانہ میں فلاحِ دارین کا راستہ دکھانے کے لئے اب کسی دوسرے نبی کی ہرگز ضرورت نہیں، یوں نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے۔ مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذاتِ والاصفات (اللہ تعالیٰ) کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام امور سے بھی باخبر ہے جن پر عالم انسانیت کی فلاح اور بقا کا انحصار ہے، اسلئے اس کے فیصلے اٹل ہیں، وہ ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتے۔ ان میں کسی بھی ترمیم کی قطعاً گنجائش نہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن شریف جلد ۴۔ صفحہ ۲۱۵۹)

Marfat.com

ردِ مرزائیت

اے محبوب ﷺ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ (پارہ:۲۲، سورۂ سبا)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

(کنزالایمان)

تفسیر ۱:

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی رسالت عامہ ہے، تمام انسان اس کے احاطے میں ہیں۔ گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ ﷺ رسول ہیں اور وہ سب آپ ﷺ کے امتی۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے، سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کو نہ دی گئیں:

1. ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔
2. تمام سرزمین میرے لئے مسجد اور پاک کی گئی جہاں میرے امتی کو نماز کا وقت ہو نماز پڑھے۔
3. میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھیں۔
4. مجھے مرتبہ شفاعت عطا کیا گیا اور

Marfat.com

۵ انبیاء اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

حدیث میں سیدِ دو عالم ﷺ کے فضائل مخصوصہ کا بیان ہے، جن میں سے ایک آپ کی رسالتِ عامہ ہے جو تمام جن و اِنس کو شامل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ تمام خلق کے رسول ہیں اور یہ مرتبہ خاص آپ ﷺ کا ہے جو قرآن کریم کی آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

ایمان والوں کو اللہ اپنے فضل کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور کافروں کو اس کے عدل کا ڈر سناتا ہے۔ اور بہت لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے آپ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔
(تفسیر خزائن العرفان شریف)

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اور لوگ دنیا میں آئے ہیں جبکہ حضور اکرم ﷺ بھیجے گئے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنے خود ذمہ دار ہیں اور حضور ﷺ کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ گزشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے معراج میں سارے نبیوں نے حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہاں انسانوں کی قید بشارت اور ڈرانے کے لئے ہے۔ یعنی جنت کی خوشخبری اور جہنم کا عذاب اور ان دونوں کا مجموعہ صرف انسانوں کے لئے ہے۔ جنات کے لئے عذاب دوزخ تو ہے مگر جنت کا ثواب نہیں اور دیگر مخلوق کے لئے نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ ڈرانا عالمین کے لئے اور جنت کی خوشخبری صرف انسانوں کے لئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور دوسری آیتوں میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جب حضور اکرم ﷺ تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں تو اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ رب الناس ہے تو اور رب کی ضرورت نہیں۔

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے سے مراد وہ ہیں جو اپنی جہالت سے یا تو آپ ﷺ کی نبوت کے منکر ہیں جیسے عام کفار یا آپ ﷺ کی ختم نبوت اور کافۃ للنّاس کے انکاری جیسے اس وقت کے مسیلمہ کذاب کے ماننے والے اور آج قادیانی۔

Marfat.com

(تفسیر نور العرفان شریف)

تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم میں علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ:

یعنی ہم نے آپ ﷺ کو اس لئے بھیجا ہے کہ آپ ﷺ سب لوگوں کو کفر اور عصیان سے روکیں اور آخرت میں آپ علیہ السلام انہیں دوزخ میں گرنے سے روکیں گے۔

اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝۱۵۸ (پارہ:۹، سورۃ الاعراف)

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمان اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

(کنزالایمان شریف)

تفسیر:

◆ اگرچہ حضور ﷺ تمام مخلوق کے نبی ہیں مگر چونکہ انسان سب سے اشرف ہے باقی اس کے تابع، اسی لیے صرف انسانوں کا ذکر فرمایا۔ رب فرماتا ہے:

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔

اس خطاب میں اس وقت کے موجودہ انسان اور قیامت تک ہونے والے سب داخل ہیں۔ سب پر آپ ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔ بلکہ اگر گزشتہ تمام انسان بھی داخل ہوں تو مضائقہ نہیں کیونکہ حضور پر ایمان لانا سب پر لازم تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی

Marfat.com

نبوت زمان و مکان سے مقید نہیں اس لئے رب تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا عہد انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا تھا۔

(وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ)

خیال رہے کہ یہاں صرف انسانوں سے خطاب ہے۔

دوسری جگہ فرمایا گیا:

(لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا رب اللہ ہے تو اس کے نبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی بادشاہی زمین و آسمان میں ہے، ویسے ہی میری نبوت زمین و آسمان میں ہے۔ وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے۔

یہاں ماں کے پیٹ سے عالم بغیر کسی سے پڑھے ہوئے اور جہاں کے معلّم (اُمّی) کے معنی ہیں ماں والے یعنی ماں کے شکم سے عالم پیدا ہونے والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ رب پر ایمان لائے اور تم ان کے وسیلہ اور ان کے توسط سے ایمان لاؤ۔ معلوم ہوا کہ نفس ایمان میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے معنی ہیں بے سوچے سمجھے ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرنی، اپنے آپ کو اُن (علیہ السلام) کے ہاتھ میں ایسے دے دینا جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔

(تفسیر نور العرفان شریف)

◆ اس سے پہلے جتنے بھی رسولوں کا ذکر ہوا وہ خاص خاص علاقوں اور مخصوص قوموں کے ایک مقررہ وقت تک مرشد و رہبر بن کر آئے تھے۔ لیکن اب جس مرشد اولین و آخرین، جس رہبر اعظم کا ذکر خیر ہو رہا ہے اس کی شان رہبری نہ کسی قوم سے مخصوص ہے اور نہ کسی زمانے سے محدود۔ جس طرح اس کے بھیجنے والے کی حکومت و سروری عالمگیر ہے اسی طرح اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت بھی جہانگیر ہے۔ ہر خاص و عام، ہر فقیر و امیر، ہر عربی و عجمی اور ہر رومی و حبشی کے لیے وہ مرشد بن کر آئے۔ اسی لئے اس بات کا اعلان

Marfat.com

اُسی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبانِ حقیقت ترجمان سے کرایا کہ اے اولاد آدم! میں تم سب کے لئے اپنے زمین و آسمان کے خالق و مالک کی طرف سے رُشد و ہدایت کا پیغام لیکر آیا ہوں۔ اب تمہارے لئے ہدایت اور فلاح کا راستہ یہی ہے کہ اس کتاب کی پیروی کرو جو میں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیکر تمہارے پاس آیا ہوں اور میرے نقوشِ پا کو اپنے لئے خضر راہ بناؤ اور میری سنّت سے انحراف نہ کرو۔ (تفسیر ضیاء القرآن شریف جلد دوم)

جو غلامی کریں گے غیب کی خبریں دینے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، آپ پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں، ان کی مدد کریں، ان کی پیروی کریں تو وہی بامراد ہوئے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۬ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (الاعراف:۸، آیت:۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور بُرائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتارے گا۔ تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اُس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ

Marfat.com

اترا وہی بامراد ہوئے۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یہاں رسول سے بہ اجماع مفسرین سید دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہیں۔ آپ (ﷺ) کا ذکر وصف رسالت سے فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ (ﷺ) اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اوامرونہی اور شرائع و احکام اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ (ﷺ) کی توصیف میں نبی فرمایا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہٗ نے (غیب کی خبریں دینے والے) کیا ہے اور یہ نہایت ہی صحیح ترجمہ ہے کیونکہ (نَبَأٌ) خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور شائبہ کذب سے خالی ہو۔ قرآن کریم میں یہ لفظ اس معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ۔

ایک جگہ فرمایا:

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۔

ایک جگہ فرمایا:

فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۔

اور بکثرت آیات میں یہ لفظ اس معنی میں وارد ہوا ہے پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی میں۔ پہلی صورت میں اس کے معنی غیب کی خبریں دینے والے اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے غیب کی خبریں دیئے ہوئے اور دونوں معنی کو قرآن پاک سے تائید پہنچتی ہے۔ پہلے معنی کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے:

(نَبِّئْ عِبَادِيْ)

دوسری آیت میں فرمایا:

(قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ)

Marfat.com

اور اسی قبیل سے ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد جو قرآن کریم میں وارد ہوا:

اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ۔

اور دوسری صورت کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے:

نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

اور حقیقت میں انبیاء علیہم السلام غیب کی خبریں دینے والے ہی ہوتے ہیں۔ تفسیر خاذن میں ہے کہ آپ کے وصف میں نبی فرمایا، کیونکہ نبی ہونا اعلیٰ اور اشرف مراتب میں سے ہے اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نزدیک بہت ہی بلند درجے رکھنے والے اور اس کی طرف سے خبر دینے والے ہیں۔

اُمّی کا ترجمہ حضرت مترجم قدس سرہ نے بے پڑھے فرمایا۔ یہ ترجمہ بالکل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق ہے اور یقیناً اُمّی ہونا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ دُنیا میں کسی سے پڑھے نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اولین و آخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔ (خازن)

کتاب ھذہ کا ایک ادنیٰ سا مؤلف عرض کرتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (توبہ نعوذ باللہ) اَن پڑھ نہیں تھے بلکہ اُن کے پاس جتنا علم تھا دنیا کے ازل سے لیکر قیامت تک اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوری کائنات والوں کے پاس اِتنا اعلیٰ ترین علم نہیں تھا۔ الحمدللہ یہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ بالکل صحیح ہے۔ یہاں "بے پڑھے" سے مراد یہ ہے کہ اُنہیں کسی بشر نے علم نہیں سکھایا بلکہ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے استاد اگر کوئی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے، سنیئے:

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن سکھایا۔ (کنزالایمان شریف)

اب ذرا عقل سے کام لیں۔ قرآن پاک میں الحمدللہ ہر علم ہے جو کہیں اور نہ ملے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَآ أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿۶۱﴾ (پارہ:۱۱،سورہ یونس: آیت ۶۱)

ترجمہ: نہ زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب (قرآن پاک) میں نہ ہو۔ (کنزالایمان شریف)

ساتویں پارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿۵۹﴾ (پارہ:۷،الانعام آیت:۵۹)

ترجمہ: اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (قرآن پاک) میں لکھا نہ ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ الحمدللہ ہر چھوٹی، بڑی، تر اور خشک چیز اور اس کا علم قرآن پاک میں موجود ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن مبین عرشِ اعظم، لوحِ محفوظ سے سرکارِ دو عالم ﷺ پر براہِ راست نازل ہوئی ہے۔

معلوم ہوا کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ لوحِ محفوظ پر ہر علم اس لیے لکھا ہے کہ (توبہ نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ یہ لکھنا اس لئے ہرگز، ہرگز نہ تھا۔ بلکہ لوحِ محفوظ پر تحریر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الخاص بندوں یعنی قُطب، ابدال، عصائب، اوتاد اور اولیاء عظام کے بتانے کے لئے درج کیا ہے، جن کی نظر لوحِ محفوظ پر ہوتی ہے۔ اور یہ عام بندوں کے دسترس سے دُور ہے کیونکہ وہ اس قابل نہیں ہوتے۔ ذرا ایسے بندوں کے درجات غور سے ملاحظہ فرمائیے:

حدیث پاک: عرش تک رسائی کن کی؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ خلوص کے ساتھ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے (یعنی اس کا ذکر کرتا ہے) تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ وہ کبیرہ

گناہوں سے بچتا رہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲، صفحہ ۶۵۷)

اس بندۂ ناچیز کی تالیف (علم تصوف) میں ذکر کی فضیلت میں کثرت سے قرآن عظیم کی آیات اور احادیث مبارکہ دی ہوئی ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث کے ساتھ ہی ایک اور ترمذی شریف کی حدیث میں سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اسی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کا ذکر کرتا ہے تو ذاکر اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا اور ذاکر سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ ذکر الٰہی اور درود شریف کی کثرت سے ہی اللہ تعالیٰ ایسے مخلص مؤمن کو اپنا ولی بنالیتا ہے، اللہ اس کی آنکھ، ہاتھ اور پیر بن جاتا ہے۔ اور ان سب اولیاء عظام کی نظر لوحِ محفوظ پر ہے۔ اس بات کو یاد رکھیئے کہ علم غیب حساب سے، عقل سے حاصل نہیں ہوتا یہ تو اللہ تعالیٰ کی خاص ملک ہے، ہر علم اسی کے پاس ہے جسے وہ چاہے دے دیتا ہے۔ لوحِ محفوظ کا کتاب مُبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لئے فرمایا گیا ہے کہ لوحِ محفوظ علوم غیبیان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے، جن کی نظر اس پر ہے جیسے بعض فرشتے، تمام انبیاء کرام اور اولیاء کرام وغیرہ۔

اس بات کو دل سے مانیئے کہ سارا قرآن اور قرآنی علوم سرکارِ دو عالم ﷺ کے علم میں ہے۔ اور الحمدللہ سرکارِ دو عالم نبی کریم ﷺ اولین اور آخرین کی خبر دیتے تھے۔

یعنی توریت اور انجیل میں آپ (ﷺ) کی نعت اور صفتِ نبوت لکھی پائیں گے۔

حدیث حضرت عطا ابن یسار نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سید عالم ﷺ کے وہ اوصاف دریافت کیے جو توریت میں مذکور ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے جو اوصاف قرآن کریم میں آئے ہیں ان ہی میں کے بعض اوصاف توریت میں مذکور ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے پڑھنا شروع کیا کہ "اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشر، نذیر اور اُمیوں کا نگہبان بنا کر، تم میرے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا، نہ بد خلق اور نہ ہی سخت مزاج، نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے، نہ بُرائی سے بُرائی کو دفع کرنے والے لیکن خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نہ اُٹھائے گا جب تک کہ تمہاری برکت سے غیر مستقیم ملت کو اس طرح راست نہ فرمادے کہ لوگ صدق و یقین کے ساتھ

Marfat.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ○

پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا، اور بہرے کان شُنوا، اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہوجائیں"۔

اور حضرت کعب احبار سے حضور ﷺ کی صفات کے متعلق توریت شریف کا یہ مضمون منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کی صفت میں فرمایا کہ میں اُنہیں ہر خوبی کے قابل کرونگا اور طاعات واحسان کو ان کا شعار کروں گا اور تقویٰ کو ان کا ضمیر اور حکمت کو ان کا راز اور صدق ووفا کو اُن کی طبیعت اور عفوو کرم کو ان کی عادت اور عدل کو اُن کی سیرت اور اظہارِ حق کو اُن کی شریعت اور ہدایت کو اُن کا امام اور اسلام کو اُن کی مِلت بناؤں گا، احمد اُن کا نام ہے، خلق کو اُن کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمنامی کے بعد رِفعت ومنزلت عطا کروں گا۔ اور اِنہیں کی برکت سے قلت کے بعد کثرت اور فقر کے بعد دولت، اور تفرقے کے بعد محبت عطا کرونگا۔ اِنہیں کی بدولت مختلف قبائل غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والوں کے دلوں میں اُلفت پیدا کرونگا اور ان کی اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر کروں گا"۔

ایک اور حدیث پاک میں توریت شریف سے حضور ﷺ کے یہ اوصاف منقول ہیں۔
میرے بندے احمد مختار ﷺ اِن کا جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے۔ اُن کی اُمت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی کثیر حمد کرنے والی ہے۔

یہ چند نقول احادیث سے پیش کئے گئے۔ کُتبِ انبیہ حضور سید دوعالم ﷺ کی نعت و صفت سے بھری ہوئی تھیں۔ اہلِ کتاب (کتب توریت و انجیل) ہر قرن میں اپنی کتابوں میں تراش خراش کرتے رہے ہیں اور ان کی بڑی کوشش اس پر مسلط رہی کہ حضور ﷺ کا ذکر اپنی کتابوں میں نام کو بھی نہ چھوڑیں۔ توریت انجیل اُن کے ہاتھ میں تھیں اس لئے اُنہیں اس میں کچھ دشواری نہ تھی۔ لیکن ہزاروں تبدیلیاں کرنے کے بعد بھی موجودہ زمانہ کی بائیبل میں حضور سید دوعالم ﷺ کی بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان باقی رہ ہی گیا۔ چنانچہ برٹش اینڈ

Marfat.com

فارن بائیبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی بائیبل میں یوحنا کی انجیل کے باب چودہ کی سولہویں آیت میں ہے:

''اور میں باپ سے درخواست کرونگا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔''

لفظ مددگار پر حاشیہ ہے۔ اس میں اس کے معنی وکیل یا شفیع لکھے تو اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایسا آنے والا جو شفیع ہو اور ابد تک رہے یعنی اس کا دین کبھی منسوخ نہ ہو بجز سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کون ہے!

پھر انتیسویں، تیسویں آیت میں ہے:

''اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں''۔

کیسی صاف بشارت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کا کیسا مُنتظر بنایا اور شوق دِلایا ہے۔ اور دُنیا کا سردار خاص سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ترجمہ ہے اور یہ فرمانا کہ مجھ میں اس کا کچھ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کا اظہار اور اس کے حضور اپنا کمالِ ادب اور انکسار ہے۔ پھر اسی کتاب کے باب سولہ کی ساتویں آیت ہے:

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا''۔

اس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت کے ساتھ اس کا بھی صاف اظہار ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں۔ اِس سے بھی مرزا غلام احمد مُرتد کے نبی ہونے کا رد ہوتا ہے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ظہور جب ہی ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے جائیں۔ اس کی تیرھویں آیت ہے:

"لیکن جب وہ سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ (اللہ سے) سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں بھی دے گا۔"

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ سید دو عالم ﷺ کی آمد پر دین الٰہی کی تکمیل ہو جائے گی اور آپ ﷺ سچائی کی راہ یعنی دین حق کو مکمل کر دیں گے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ کلمے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا، جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ خاص (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝) کا ترجمہ ہے۔

اور یہ جملہ کہ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اس میں صاف بیان ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ غیبی علوم تعلیم فرمائیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا: (يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝) اور (وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝) (تفسیر خزائن العرفان شریف)

اب سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۵۷ کی باقی حصے کی تفسیر درج کی جاتی ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ: اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

یعنی جو حلال وطیب چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہو گئی تھیں، نبی آخر الزماں ﷺ انہیں حلال فرما دیں گے اور خبیث اور گندی چیزوں کو حرام فرما دینگے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف چند چیزوں کو حرام فرمایا۔ سؤر اور مردار وغیرہ باقی تمام خبائث حضور ﷺ نے حرام فرمائے کتا، بلی وغیرہ۔

وہ رسول ان خبیث وگندی چیزوں کو حرام کریں گے جن میں بعض پچھلی شریعتوں میں حلال تھیں۔ جیسے شراب وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حرام وحلال فرمانے کا

Marfat.com

بھی اختیار دیا۔ یہاں حرام فرمانے والا حضور ﷺ کو قرار دیا۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ

ترجمہ: اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتار دے گا۔

(کنز الایمان شریف)

تفسیر:

یعنی توریت کے سخت احکامات کو نرم فرمائیں گے جیسے توبہ کے لئے قتل ہونا او گندے کپڑے کو جلانا، گندے جسم کو کاٹ ڈالنا۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ: تو جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ (کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کی تعظیم قولاً، عملاً ہر طرح لازم ہے بلکہ رکن ایمان ہے اور جو تعظیم حرام نہ ہو وہ کی جائے۔ ثبوت کی ضرورت نہیں، سجدہ نہ کرو باقی ہر طرح کی تعظیم وتوقیر کرو۔

کیونکہ حدیث بھی وحیِ الٰہی ہے اس لئے اس کی اتباع بھی ایسی ہی لازم ہے جیسی قرآن کی۔ اسی لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی میراث تقسیم نہ کی کہ حدیث پاک نے یہی فرمایا تھا۔

اس سے پتہ لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا وآخرت میں بھلائی لکھ دینے کی دعا اپنی اُمت کے لئے فرمائی تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ شان اُمتِ محمدی ﷺ کی ہے اور یہ تمہاری اُمت کو نہیں مل سکتی، سبحان اللہ۔ اور ساتھ ہی حضور نبی کریم ﷺ کے فضائل اور اُمت مرحومہ کے مناقب اُنہیں سنا دیئے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اُمت پہلے

Marfat.com

بھی عالم میں مشہور تھی مگر اس اُمت کی نیکیاں شائع کر دی گئی تھیں اور ان کے گناہوں کا ذکر نہیں کیا تھا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی مشہور کر دیئے گئے۔ رب فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ (تفسیر نور العرفان شریف)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ① الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ② (پارہ:۱۸، سورۃ الفرقان)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ (۱) جس نے اتارا قرآن پاک اپنے بندہ پر (۲) جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو (۳) جس کے لئے آسمان اور زمین کی بادشاہت (۴) اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں (۵) اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی۔ (۶)

(کنزالایمان شریف)

تفسیر:

1. برکت کے معنی ہیں دنیا اور دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔
2. یعنی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور اکرم ﷺ کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے کہ عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے۔ عبد رحمتِ الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ کی رحمتِ الٰہی منتظر ہے۔ عبدہٗ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت ظاہر ہو۔ حضور ﷺ بے نظیر بندے ہیں۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبھم اصحاب کہف کا کتا عزت والا ہے جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گیا۔

Marfat.com

◆ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملائکہ، صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آجاؤ گے جیسے کہ رب تعالیٰ نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا:

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ آل عمران)

لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈرسنانے کے لائق نہیں۔

◆ اس میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ حضور ﷺ مملکتِ الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ اس لئے جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور ﷺ کی مصطفائی ہے۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ ساری خلقت کے رسول ہیں۔

◆ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب تعالیٰ کے لئے شریک مانتے تھے یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ۔

◆ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو وہی بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔ (تفسیر نور العرفان)

حضور ﷺ جنّت کی بشارت اور جہنّم سے ڈر سناتے ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (الفرقان: آیت ۵۶)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا۔ (کنزالایمان شریف)

تفسیر:

حضور نبی کریم ﷺ جنت کی بشارت اور جہنم سے ڈر سناتے ہیں۔ آپ ﷺ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ سے بھی مرزائی، قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ ذکر کیا ہے نہ

Marfat.com

کر تصدیق کے ساتھ۔ جہاں حضورِ اقدس ﷺ کی تصدیق کا ذکر ہے وہاں بشارت کا ذکر نہیں ہوتا۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اس سے پچھلی آیت ۵۵ میں جن لوگوں کا ذکر تھا جب وہ ہر وقت قرآن کی نصیحت کو سن کر اپنے کفر سے باز نہیں آتے تھے تو اس سے آنحضرت ﷺ کو بڑا رنج ہوتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"اے محبوب ﷺ رنج کی کوئی بات نہیں تمہارا کام اتنا ہے کہ ایمان والوں عُقبیٰ کی بہبودی کی خوشی اور کافروں کو آخرت کے عذاب کا ڈر سنا دو۔ (اس سے اگلی آیت میں ہے کہ) اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ میں اس نصیحت کی کچھ مزدوری تم لوگوں سے نہیں مانگتا کہ اس مزدوری کے بارے تم کو قرآن کی نصیحت کا سننا شاق گزرے"۔ (تفسیر مظہر القرآن)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (پارہ:۱۷، سورۃ الانبیاء)

ترجمہ: ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنز الایمان شریف)

تفسیر:

خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے لئے ربّ العٰلمین فرمایا اور حضور ﷺ کے لئے رحمۃ للعٰلمین۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس کا رب ہے، اس کے لئے حضورِ اکرم ﷺ رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ (ﷺ) کی رحمت مطلق ہے، تام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عام ہے، عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے، دونوں جہان میں دائمی موجود ہے۔ (روح)۔ پھر حضور ﷺ کی رحمت عامہ رزق وغیرہ ہر کافر اور مؤمن کو پہنچتی ہے اور رحمت خاصہ، ایمان و عرفان وغیرہ صرف مؤمنوں کو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: (وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) اگر کوئی شخص خود ہی اس رحمت کو اپنے لئے عذاب بنائے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ بارش سے بعض سبزے جل جاتے ہیں، سورج سے چمگادڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ اس میں

Marfat.com

سورج اور بارش کا قصور نہیں۔ (تفسیر نور العرفان شریف)

اب ضیاء القرآن جلد سوم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر درج کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

اس فرقان حمید مین جو احکام اور ارشادات ہیں وہ انسان کو منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی ہیں۔ ان پر عمل کرنے والا دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کے بعد مؤمن کو کسی دوسرے نظامِ حیات سے دریوزہ گری کی شرمندگی اٹھانی نہیں پڑتی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو جن کمالات صوری ومعنوی، خلقی، وہبی اور کسبی سے مشرف فرمایا ہے وہ بلاشک وشبہ بے مثال اور بے نظیر ہیں اور ان کمالات کو قرآن کریم کی آیاتِ طیبہ میں جس انداز سے بیان فرمایا ہے اس کا بھی جواب نہیں۔ ان آیات کو پڑھ کر اگر ایک طرف عبد محبوب کے مرتبہ کمال کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف ان کمالات کے بخشنے والے کی شانِ کریمی اور ادائے بندہ نوازی دیکھ کر بے ساختہ دل وزبان سے سبحان اللہ! سبحان اللہ! کی صدا بلند ہوتی ہے۔ لیکن اس آیت کریمہ میں جو جامعیت ہے اس نے اس کو دیگر آیات سے ممتاز کر دیا ہے جو کمالات اور صفات عالیہ متفرق اور منتشر تھیں ان سب کو یہاں یکجا کر دیا ہے۔ اس آئینہ میں حسن محمد اور جمال احمدی ﷺ کی ساری رعنائیاں، اور دلربائیاں بکمالِ لطافت جلوہ نما ہیں۔

ارشاد ہے کہ اے محبوب جو کتابِ مجید، دین حنیف، شریعت بیضاء، خلق عظیم، دلائل قاہرہ، حجج باہرہ، آیاتِ بینات اور معجزات ساطعات غرضیکہ جن ظاہری اور باطنی، جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر کے ہم نے آپ (ﷺ) کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ آپ ﷺ سارے جہان والوں کے لئے، اپنوں اور بیگانوں کے لئے، دوستوں اور دشمنوں کے لئے سراپا رحمت بن کر ظہور فرمائیں۔

لغت میں رحمت دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے:

Marfat.com

الرّحمة=الرقة و التعطف۔ (الصحاح)

یعنی رحمت رقت اور احسان و مہربانی کے مجموعے کا نام ہے۔ علامہ راغب اصفہانی کی تشریح ملاحظہ ہو"یعنی رحمت اس رقت کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کرنے کا تقاضا کرے جس پر رحمت کی جارہی ہے"۔ پھر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت میں رقت نہیں کیونکہ وہ اس سے پاک ہے۔ بلکہ صرف تعطف اور احسان ہے اور کہیں صرف رقت ہوتی ہے اور یارائے احسان نہیں ہوتا۔ (المفردات)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جامع یعنی رحمت کے دونوں مفہوموں سے نوازا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم (جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ چیز میرے محبوب ﷺ کو بڑی شاق گزرتی ہے) میں رقت اظہار ہے، اور وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○ میں شانِ تعطف اور احسان کا اظہار ہے۔ یعنی ہر دردمند کے درد کا احساس بھی ہے اور ہر درد کا درماں بھی ہے۔ کسی غمزدہ اور دُکھ درد کے مارے کو دیکھ کر غایت رأفت سے آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور نوک مژگانِ پاک پر دُرِ یتیم سے ارجمند تر اور تابندہ تر آنسوؤں کے موتی سراپا التجا بن کر بارگاہِ رب العالمین میں گرتے ہیں تو مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ غم و اندوہ کی کالی گھٹائیں کافور ہو جاتی ہیں۔

آپ خود غور فرمائیے کہ جن افراد نے یا جن قوموں نے حضور ﷺ کے دامن رحمت کا تھاما، حضور ﷺ کے پیش کردہ نظام حیات کو اپنی عملی زندگی میں اپنایا تو وہ لوگ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ گمراہ تھے لیکن ارنورمبین سے اکتسابِ نور کرنے کے بعد ظلمت کدہ عالم میں ہدایت کے چراغ روشن کر گئے۔ جاہل تھے لیکن اس چشمۂ علم و عرفان سے سیراب ہونے کے بعد دنیا کے جس جس گوشہ میں گئے علم و حکمت کے چمن کھلاتے گئے۔ گنوار اور اُجڈ تھے لیکن پاکیزہ تہذیب و تمدن کے بانی بن گئے۔ جہانگیری و جہانبانی کا ایک اچھوتا تصور دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس میں کسی ایسے بادشاہ کی گنجائش نہیں جو مطلق العنان ہو۔ جو قانون کی گرفت سے بالاتر ہو، جو سب کا محاسبہ کر سکے۔ لیکن اس سے باز پرس کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہو بلکہ جو

Marfat.com

قوم و ملک کا سربراہ ہوگا اسے خلیفہ کہا جائے گا۔ جس کا معنیٰ نائب ہے اور نائب وہ ہوتا ہے جسے کسی نے مقرر کیا ہو اور جس پر لازم ہو کہ وہ جو کچھ کرے گا اپنے مقرر کرنے والے کی منشا اور ہدایت کے مطابق کرے گا۔ ان رحمتوں سے وہ افراد اور قومیں سرشار ہوئیں جنہوں نے حضور مکرم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کیا اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانے کا شرف حاصل کیا۔

لیکن جو لوگ اپنی کج فہمی کے باعث یا بیجا تعصبات میں مبتلا ہو کر اس چشمہ سے براہ راست اور بلاواسطہ سیر کام نہ ہوئے وہ بھی اس فیضان سے دانستہ یا نادانستہ فیضیاب ہوتے رہے۔ آفتاب کی شعاعیں ہر وادی اور ہر کوہسار کو روشن کرتی رہیں حتّٰی کہ وہ مذاہب جن کی بنیاد ہی اصنام پرستی اور شرک پر تھی وہ بھی اپنے مشرکانہ عقائد میں ترمیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ ہندوستان میں آریہ سماج اور عیسائی دنیا میں پروٹسٹنٹ نظریات کا فروغ اس دعویٰ کی صداقت پر شاہد و عادل ہیں۔ ملوکیت اور ڈکٹیٹرشپ کے نظام ہائے حکومت کی جگہ جمہوری اور شورائی طرزِ حکومت کی مقبولیت اسلام کے پیش کردہ نظریہ سیاست کی فتح نہیں تو اور کیا ہے! اور پھر یہ رحمت کیا کم ہے کہ اپنے فسق و فجور اور کفر و شرک کے باوجود پہلی قوموں کی طرح ان پر فوری عذاب نازل کر کے انہیں نیست و نابود نہیں کر دیا گیا۔

یہ تو عالم ناسوت میں حضور اکرم ﷺ کی گوں ناگوں رحمتوں کا ظہور ہے لیکن صرف یہاں ہی نہیں بلکہ عالم ملکوت میں بھی حضور ﷺ کی رحمت کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا دستِ شفقت گل افشانی کر رہا ہے۔ وہاں رحمتِ محمدی کے ظہور میں جو بانکپن ہے اور بحر کرم میں جو مٹھاس اور روانی ہے اس کا حال تو فقط وہ نفوسِ قدسیہ ہی جانتے ہیں جنہیں اس سیاحت ارزانی ہوئی ہو۔

غرضیکہ یہ وہ آفتاب ہے جس کی تابانیوں سے صرف عالم کی رنگ و بو ہی روشن نہیں بلکہ وہ جہانِ لطیف بھی درخشاں ہے جو رنگ و بو کم و کیف، بالا و پست کے تعینات سے ماوراء ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہاں اس آفتاب کی نور افشانی کا رنگ ہی نرالا ہے جو نہ تو زبان پر لایا جا سکے اور نہ

Marfat.com

ہی قلم سے ہی لکھا جا سکے۔ اس رحمت عامہ کی برکتوں سے عقل بھی بہرہ ور ہے اور دل کی دنیا بھی شاد کام ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی شان رحمت سے نقاب سرکاتے ہوئے فرمایا کہ میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا فرمائی۔

ایک مرتبہ کفار کے لئے جب بددعا کرنے کی التجا کی گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عذاب بنا کر نہیں بھیجا بلکہ سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یعنی حضور نبی کریم ﷺ کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی ملتا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے واسطے سے ہی ملتا ہے۔ اسی لئے حضور پر نور شافع یوم نشور ﷺ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا، اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں (اس کی رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں۔ اور صوفیائے کرام قدس اسرارھم نے اس ضمن میں جو اسرار و معارف بیان کئے ہیں وہ اس سے بہت بلند ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال نے حامل لواء الحمد اور صاحب مقام محمود کی مدح سرائی میں جب یوں گل فشانی کی ہوگی تو کیا عجیب سماں ہوگا۔

وہ دانائے سبل، ختم رسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سیناء
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

الٰہی ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی رحمت سے حظ وافر عطا فرما حضور نبی کریم ﷺ کے لطف تمیم سے ہمارے دنیوی اور اخروی کاموں کو آسان فرما۔ آمین ثم آمین!

Marfat.com

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ○

(تفسیر ضیاء القرآن شریف جلد سوم صفحہ ۱۵۹۸)

حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کتنے ہی احسن طریقے سے بیان فرما رہے ہیں ملاحظہ ہو:

کوئی ہو جن ہو یا انس، مؤمن ہو یا کافر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا۔ مؤمن کے لئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا و آخرت دونوں ہی میں رحمت ہی رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ علیہ السلام کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اُٹھا دیئے گئے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نہیں بھیجا مگر رحمتِ مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطیہ جمیع مقیدات رحمتِ غیبیہ و شہادتِ علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیر ذالک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام ذوی العقول ہوں یا غیر ذوالعقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

(تفسیر خزائن العرفان شریف)

فاتحہ کا مکمل طریقہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر ایک یا تین بار وہ درود شریف جس میں صلوٰۃ اور سلام ہو پڑھیں یہ درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

تعوذ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر کم از کم ایک رکوع ورنہ جتنے رکوع اور سورتیں یاد ہوں موقع محل کے مطابق پڑھیں۔ لیکن اس بات کا خیال نہایت ضروری ہے کہ جو آیت یا رکوع یا سورۃ پڑھ لی گئی ہے اب اس سے پچھلی آیت یا سورۃ پڑھنے کی بجائے اس سے اگلی آیت یا سورۃ پڑھنی ہوگی۔ کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک اُلٹا پڑھنے والے کے دل کو بھی اُلٹا کر دیتا ہے۔ اگر کوئی سورۃ یا رکوع یا آیت الکرسی یاد نہ ہو تو صرف درودِ پاک پڑھ کر یہاں سے پڑھنا شروع کر دیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝۶
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ (تین مرتبہ) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۲ مٰلِكِ یَوْمِ

Marfat.com

الدِّیْنِ۝۳ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۝۴ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۝۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝۶ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ الٓمّٓ۝۱ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۝۲ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۝۳ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۝۴ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝۵ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ○ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ○ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ○ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ○ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ○ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا○ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ○ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ○

وقت ہو تو ایک بار درود تاج پڑھ لیں ورنہ کوئی سی بھی درود شریف ایک بار، تین یا پانچ سات بار پڑھیں یا گیارہ بار پڑھیں۔ اس کے علاوہ ذیل میں درج شدہ درود پاک بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ　　　کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

گوہر توحید ہیں سب اولیائے ذوالکرام
ان کی روحِ پاک پر ہوں صد درود و صد سلام

اور آخر میں یہ پڑھیے:

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۝۱۸۱

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ان کے بعد یہ شجرہ منظوم بھی ایک بار پڑھ لینا چاہیے۔

توڑ کر دستِ طلب محوِ رضا ہو جائے

سر سے پا تک ہمہ تن آپ دُعا ہو جائے

ثواب پہنچانے کی مختصر دعا

اگر یاد ہو تو عربی میں دُعا مانگ لیں۔ ورنہ حاضرینِ مجلس اپنے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر درود شریف پڑھ کر اور اپنی زبان میں دُعا مانگیں۔ اور دُعا مانگنے والا شخص یا مولوی صاحب یا قاری صاحب بارگاہِ ربّ العزت میں بڑی عاجزی و انکساری سے حضوریٔ قلب کے ساتھ یُوں عرض کرے۔ جبکہ باقی حاضرینِ مجلس ہر دُعائیہ کلمات کے اختتام پر صرف آمین کہتے جائیں:

دُعا

اے پاک پروردگار تیرے اس عاجز بندے، بندوں نے جو کچھ بھی کلامِ الٰہی پڑھا ہے یعنی نمازِ نفل، قرآن پاک، شجرہ شریف، قصیدہ، درود شریف وغیرہ اس میں جو کچھ بھی عمداً یا سہواً غلطیاں یا خامیاں رہ گئی ہیں تو ان کو اپنی شانِ کریمی سے معاف فرما اور اس کی اصلاح کی توفیق دے اور اسے اور تمام نفلی عبادات اور طعام یا شیرینی یا پھل وغیرہ کو اپنی بارگاہِ ربوبیت میں حضورِ اکرم ﷺ کے طفیل قبولیت کا درجہ عطا فرما۔ شیرینی، طعام اور تمام تلاوت کا اپنے خاص فضل و کرم سے ثواب عنایت فرما اور اس ثواب کو حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں ہدیتاً تبرکاً پیش کرتا ہوں یا اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قبول و منظور فرمائیے۔ حضور والا صفات ﷺ کے طفیل حضورِ اکرم ﷺ کے والدین کریمین، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، و جملہ اُمہات المؤمنین، آل و اصحاب، اہلِ بیت اطہار، عشرہ مبشرہ، شہدائے بدر و اُحد و حنین اور شہدائے کربلا خصوصاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، جنت معلیٰ، جنت بقیع، تابعین تبع تابعین، ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، جملہ مشائخ سلسلہ طریقت و اولیاءِ عظام خصوصاً سید الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی گیلانی محبوب سبحانی

رحمۃ اللہ علیہ ان کے والدین کریمین اور خصوصاً حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ داتا گنج بخش جملہ مسلمین مسلمات ومومنین اور مومنات خصوصاً میرے والدین کریمین و پیرو مرشد اور قرآن پڑھانے والے استادِ مکرم (چاہے یہ زندہ ہی کیوں نہ ہوں) اور خصوصاً فلاں بنت/بن فلاں (فلاں بنت/بن فلاں کی جگہ اپنے اس عزیز یا بزرگ کا نام لیں جسے ثواب پہنچانا چاہتے ہوں) کی خدمت میں ثواب پہنچے۔ پھر صلوٰۃ وسلام پڑھ کر دُعاءِ خیر کا اختتام کرے۔

التماس

مؤلف اور اس کے والدین کو بھی اپنے دعائے خیر میں ضرور یاد رکھیں۔ (جزاک اللہ)

پھر مندرجہ بالا تمام بزرگانِ عظام کے طفیل رب سے اپنے اور جملہ حاضرین کے واسطے نیک دعائیں یا کوئی مخصوص حاجت کے لیے دعائیں قبول کرنے کی گزارش کریں۔ کیونکہ حضرت اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پاک ختم کر کے دعا مانگے تو اس کی دُعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر اس کے لیے وہ فرشتے دعا اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ شام یا صبح تک۔ جب بھی ختم قرآن کی دُعا مانگا کریں تو اس لیے کوشش کرنا چاہیے کہ سورج نکلنے اور غروب ہونے کے بعد جتنی جلد ہو سکے اور ممکن ہو دُعا مانگا کریں تا کہ ہماری دُعاؤں پر چار ہزار فرشتوں کو آمین کہنے کے لیے زیادہ وقت مل سکے اور یہ پاک وصاف اور معصوم فرشتے ہمارے لیے دعا اور مغفرت زیادہ سے زیادہ وقت تک مانگ سکیں۔ ایسے موقع پر ایمان پر خاتمہ بالخیر ہونے کی خاص طور سے دُعا مانگا کریں۔ اس کے بعد چند دعائے ماثورہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

دعا مانگنے کا مفصل طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ○ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ○ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ○ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ○ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ

Marfat.com

اَصْحَابِكَ يَا نَبِيَّ اللهِ○

سب سے پہلے درود حل المشکلات پڑھ کر دعا مانگیے:

اے ہمارے خالق حقیقی، اے مالک و مولا، اے اللہ تبارک و تعالیٰ تیرا کروڑ کروڑ احسانِ عظیم ہے کہ تو نے ہمیں اس پیارے نبی برحق، خاتم الانبیاء والمرسلین، مولائے کُل، مختارِ کُل، سیدُ الانبیاء رحمۃ للعٰلمین حضرت احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا۔ اور تو نے ہمیں ان کے وسیلے سے دعا مانگنے کی خاص توفیق عطا فرمائی۔ یہ ہم پہ تیرا خاص احسان ہے۔ اس پر ہم سب تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار تیرے اس عاجز بندے نے اور ہم سب نے مل کر جو جو نفلی نمازیں تلاوتِ قرآن، نعت خوانی، قصیدہ شریف، منقبت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، شجرۂ شریف، درود شریف، صلوٰۃ وسلام وغیرہ محض تیری رضا کے لیے پڑھا ہے، اس میں عمداً، سہواً جو بھی غلطیاں یا خامیاں رہ گئی ہوں تو اپنی حسنِ کریمی سے ان لغزشوں کوتاہیوں کو درگزر اور معاف فرما اور اس کی اصلاح کی توفیق عطا فرما۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے طفیل (اتنے) قرآن پاک، فاتحہ خوانی طعام، شیرینی اور پھل اور جو جو نعمتیں دسترخوان پر رکھی ہیں ان سب کو اپنی بارگاہِ ربوبیت میں قبول و منظور فرما۔ نیز اپنے خاص فضل و کرم اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کے طفیل اپنی شانِ کریمی کے لائق اِن تمام چیزوں کو بے حد وحساب اور بے انتہا ثواب اور اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرما۔ اس ثواب عظیم کو سرکارِ دو عالم احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ ﷺ کی رُوحِ اقدس کو بڑے ہی ادب سے پیش کرتے ہیں یااللہ یارسول اللہ قبول و منظور فرمایئے۔ اور ان کی رُوح اور ان کی ذاتِ اقدس کو خوش فرما۔ اس کا ثواب حضور نبی برحق خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے طفیل سرکارِ دو عالم ﷺ کے ہی والدین کریمین، آباؤ اجداد، مائی دائی حلیمہ سعدیہ تمام اُمہات المومنین (ازواج مطہرات)، بی بی فاطمۃ الزہرہ، دونوں صاجزادگان، رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی مقدس ارواح کو پیش کرتے ہیں اے اللہ قبول و منظور فرما۔ اس کا ثواب سید الشہداء سید امیر حمزہ، حنظلہ، حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی ذوالنورین، مولیٰ علی مشکل کشا، امام حسن سید الشہداء امام حسین، زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، معروف کرخی سری سقطی، جنید بغدادی نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

Marfat.com

کی مقدس ارواح کو اس کا ثواب پہنچاتے ہیں قبولیت کا درجہ عطا فرما۔ جملہ آل و اصحاب، اہل بیتِ اطہار، بزرگان دین، شہدائے بدر، شہدائے احد، شہدائے حُنین، شہدائے کربلا خصوصاً امام حسین علیہ السلام جنتِ بقیع جنتِ معلٰی (معلٰی)، بابِ صغیر کے تمام معزز ترین مدفونین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی مقدس ارواح کو اس کا ثواب پہنچاتے ہیں یا اللہ یا ربُ العزت قبول و مقبول فرما۔ تمام انبیاء کرام تمام رسولانِ عظام علیہم السلام، جملہ تابعین، ائمہ مجتہدین، تمام صدیقین، تمام شہداء کرام، تمام صالحین، تمام اولیاء عظام، تمام اصفیاء، کرام، تمام عشاقانِ رسول ﷺ، تمام مسلمین و مسلمات، تمام مومنین و مومنات کی ارواح مقدسین کو اس کا ثواب پہنچا کر انہیں خوش فرما۔ خصوصاً قطب الا قطاب فرد الاحباب، زُبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، بحرِ عشق والیقین، سندالاولیاء سرتاج الاولیاء سید الاولیا سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی گیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والدین کریمین اور قیامت تک آنے والی اُن کی نسل پاک کی روحوں کو اس کا ثواب ہدیہ کرتے ہیں، اے میرے کریم اللہ قبول و منظور فرما۔ حضرت ذُوالنون مصری جُنید بغدادی بایزید بسطامی، حسن بصری، عبداللہ شاہ غازی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری (لاہور) پیر مکی شاہ اور خصوصاً سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری، اجمیری، بابا فرید گنج شکر، میاں میر صاحب، پیر دا کھارا شریف، حاجی حنبل شاہ سبی والے، بہاؤ الدین ذکریا ملتانی، سلطان باہو، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی، شیخ محمد شفیع، یٰسین بابا شیخ حبیب اللہ مرحوم جمیل الرحمٰن، شہاب الدین، سید احمد شاہ ابوالبرکات، خواجہ قمر الدین سیالوی، خواجہ عبدالمجید دونوں شجروں کے پیرانِ عظام اور جملہ مریدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مقدس ارواح کو اس کا ثواب پہنچاتے ہیں یا اللہ قبول و منظور فرما۔ سلسلہ عالیہ، قادریہ چشتیہ نقشبندیہ، اور سہروردیہ کے تمام مشائخ عظام اور ان کے مریدین کریمین اور تمام عزیز و اقارب، خصوصاً جن کے لیے یہ محفل کی گئی ہے (اُن کا نام) فلاں بن فلاں بنت فلاں کی روح کو اس کا ثواب پیش کرتے ہیں اے رحیم و کریم اللہ قبول و منظور فرما، اے ربِ کریم ان تمام رسولانِ عظام، بزرگانِ عظام، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل اور خصوصاً سرورِ کائنات شافع یوم نشور ﷺ کے طفیل ان سب کے اور ہم سب کے گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ معاف فرما دے، اے رحیم و کریم اے غفور الرحیم اپنی حسن کریمی سے ان کی اور ہم سب کی مغفرت اور بخشش فرما دے۔ اے ہمارے بخشنہار ان کی تمام لغزشوں اور

Marfat.com

کوتاہیوں کو درگزر فرما۔اپنی حسن کریمی سے ان کی قبر کو تاحدِ نگاہ وسیع تر فرما کر جنتِ فردوس کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے۔ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں اعلیٰ اور خاص مقام عطا فرما۔انہیں جنت فردوس میں سرکارِ دوجہاں کی شفاعت عظمیٰ سے بہرہ مند فرمانا۔آمین یارب العالمین۔

اب اپنے لئے اور سب کے لیے بڑی ہی عجز وانکساری سے ایسے دعا مانگیئے:

یا الٰہ العالمین! ہم گنہگار، عاصی، خطاکار اور مجرم ہیں اور تو غفورالرحیم اور بڑا ہی رحیم وکریم ہے۔تو اپنی حُسنِ کریمی سے ہم سب پر رحم کھا کر ہم سب کے گناہ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ جو ہم نے عمداً کیے ہیں یا سہواً سرزد ہوئے ہیں سب کے سب رحمۃ للعالمین کے طفیل درگزر فرما کر ہمیں معاف فرمادے اور ہم سب پر رحم وکرم فرما اور ہمارے گناہوں کو ظاہر نہ کرنا۔ہم مجرم ہیں ہمیں معاف فرمادے۔اے مالک الملک ہم رُوسیاہ ہیں۔کس مُنہ سے تجھ سے التجا کریں!اے قدوس! ہماری زبانیں گندی ہیں، ہم کس زبان سے تیری بارگاہِ عزوجل میں فریاد کریں!اے سمیع وبصیر تُو تو علیمٌ بذاتِ الصدور ہے۔کرم فرما ہم کو نہ دیکھ بلکہ تیری ہی اپنی شانِ کریمی کا واسطہ ہماری حالتِ زار پر ترس کھالے۔ہمارے اعمال کو نہ دیکھ۔اے مولائے کریم ہمارے افعال کو نہ پرکھ بلکہ تُو دیکھ اپنے کرم کو کہ تُو بڑا ہی رحیم وکریم ہے اور غفورالرحیم ہے۔اے پروردگارِ عالم تو نظر ڈال اپنے رحم پر کہ تو بڑا ہی رحیم وکریم ہے۔اے غفورالرحیم تیرے یہ گنہگار بندے بڑے ہی نادم اور شرمساری کے ساتھ تیرے حضور حاضر ہوئے ہیں۔بس کرم فرمادے،اے ذوالجلال والاکرام! ہماری زبانیں گندی ہیں، ہماری آنکھیں اندھی ہیں، ہمارے دِل کھوٹے ہیں،اے قادرِ مطلق دکھا تو اپنی قدرت کے کرشمے ہمارے مُنہ چھوٹے ہیں،لیکن تیری ذاتِ کریمی بڑی ہی ارفع واعلیٰ ہے اور تیرا کام ہے کرم ہی کرم کرنا۔تیرا شیوہ ہے رحم ہی رحم کھانا۔اے مجیب الدعوات ہماری دعاؤں کو حضور اکرم ﷺ کے طفیل قبول ومنظور فرما۔اے شانِ کریمی کے مالک ظاہر کر اپنی شانِ کریمی۔اے لطیف وخبیر! تیرے برگزیدہ پیغمبر،محبوب پاک ﷺ کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہماری تمام التجاؤں کو سن لے۔اے امانُ الخائفین! ہمارے دِلوں کو سکون اور اطمینان عطا فرما کر ہمت وحوصلہ عطا فرما۔تیرے خوف سے ڈرنے والا دل اور رونے والی آنکھ عطا فرما۔ایمان اور ایقان کی دنیا میں سلامتی دے۔حلاوت ایمان،عشق رسول اور عشق حقیقی بھی عطا فرما۔اپنی حسن کریمی سے اور اپنی پُرخلوص عبادت کی

Marfat.com

توفیق اور حقیقی سرور عطا فرما۔ ہمارے نحیف اور کمزور، لاغر جسم کو صحت اور قوت اور توانائی عطا فرما۔ آمین۔

آنکھوں میں حقیقی روشنی عطا فرما۔ دعاؤں میں اثر دے التجاؤں کو قبولیت عطا فرما۔ اسلام پر استقامت عطا فرما۔ حقیقی سنت رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق خاص اپنے کرم سے عطا فرما۔ کامل ایمان عطا فرما۔ جب تک دنیا میں رہوں آخری سانس لینے تک عشق رسول ﷺ میں سرشار رکھنا اور جب اس فانی دنیا سے رخصت سفر کروں تو سرکار دو عالم ﷺ کے روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے ایمان پر خاتمہ بالایمان اور خاتمہ بالخیر فرمانا اور ہمارا مدفن جنت البقیع میں بنے۔ آمین یا رب العٰلمین بِجَاہِ نَبِیِّكَ الْكَرِیْمِ صَلَّى اللهُ تعالى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ ۞

دونوں جہانوں کی عزت وتوقیر عطا فرما۔ آپس میں اتفاق اور محبت عطا فرما۔ ایثار کرنے کی توفیق عطا فرما۔ عزیز واقارب، غریبوں، ناداروں سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ دے۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔ رشتہ داروں سے صلح جوئی کے ساتھ محبتیں اور خوشیاں عطا فرما۔ اے حرز المتوکلین ہمارے توکل کو اپنے تابع فرما دے اے رب العٰلمین مجھے انکسار بنا دے۔ تمام جلدی، جسمانی، روحانی بیماریوں، حسد، تکبر، مغروری، کینہ، بغض، عداوت، نفاق سے اپنا حفظ وامان عطا فرما۔

یا الٰہ العالمین اس ختم شریف اور فاتحہ کے فیوض وبرکات سے خصوصاً حضور اکرم ﷺ کے طفیل ہم سب کو شیاطین، جنات، ساحرین، سارقین، فاسقین، فاسدین، حاسدین، منافقین، فتنہ پرور لوگوں اور آنے والے مصائب وآلام اور مصیبتوں، جملہ دشمنوں اور دشمنانِ دین، گستاخانِ رسول (ﷺ) جادو ٹونہ کرنے والوں، اور ہر مخلوق کے شر سے اپنے حفظ وامان میں رکھ۔ ہمارے دلوں کی کالک کو دور فرما کر ہمارے دلوں میں نورِ الٰہی اور نورِ نبوی ﷺ معمور فرما دے۔ اے ہمارے مالکِ حقیقی ہمارے گھروں اور کاروبار کی بے برکتی، نحوست، شادی بیاہ کی رکاوٹوں اور دیگر بہتر اور جائز کاموں کی رکاوٹوں اور زمین کے شر کو دور فرما کر ہم سب کو نجات اور راحت عطا فرما اور ہم سب کے روزگار کاروبار اور گھروں میں برکتیں اور رحمتِ الٰہی کا نزول عطا فرما۔

اے ہمارے مشکل کشا! رحمۃ للعٰلمین ﷺ کے طفیل ہم سب کی تمام مشکلات اور پریشانیوں کو

Marfat.com

دور فرما دے۔ جملہ تکالیف کو آسان فرما۔ ہر بیمارانِ اُمت محمدی ﷺ کو شفاءِ کاملہ و آجلہ عطا فرما۔ نیک مقاصد کی تکمیل فرما۔ ہر آفاتِ سماوی اور دنیاوی سے نجات عطا فرما۔ زندوں کو خوش حال فرما۔ مُردوں پر رحم و کرم فرما۔ اے ستر ماؤں سے بڑھ کر زیادہ رحم کھانے والے، اے غیب کے خزانوں کے مالک جو مسلمان رزق کی وجہ سے پریشان ہیں تُو خصوصی طور پر ان سب کے لیے اور ہم سب کے لیے غیب کے خزانے کھول دے۔ ہم سب کو کسی کا بھی محتاج نہ کر، معذور نہ کر، مجبور نہ کر، اور کسی کا قرض دار بھی نہ کر، جو قرض دار ہیں انہیں قرض سے سبکدوشی عطا فرما۔ نفاق، بھوک و افلاس سے ہر مسلمان کو محفوظ و مصون رکھنا۔ خصوصی طور پر شرک اور کُفر سے بچنے کی توفیق خاص عطا فرما۔ ان موذی بیماریوں، تکالیف، مصیبتوں، پریشانیوں، سے ہر مسلمان کو نجات دے کر اپنے حفظ و امان اور اپنی پناہ میں داخل فرمالے۔ دکھیاروں اور غمزدوں کو خوشحال فرما۔ ہر برائیوں اور گناہوں اور بُرے راستوں سے بچا اور ہم سب کی غیبی حفاظت فرما اور اپنے کرم سے ایسی صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق اور استقامت عطا فرما، جسے تیرے انعام یافتہ برگزیدہ نیک لوگ، تیرے ولی اور رسولوں نے اختیار کیا ہے۔ نیز ایسے راستے پر ہرگز نہ چلانا جن پر تیرا عذاب اور غیض و غضب ہوا ہے۔ تکمیل انسانیت کا ہم سب کو حامل کر اور جُملہ فکرات سے آزاد فرما اور حرمین شریفین کی زیارت ہمارے مقدر میں لکھ دے اور مقدس ترین مدینہ منورہ کا مہمان بنادے اور رحمۃ للعالمین کے مزارِ اقدس پر ان کی رحمتوں میں خوب سیر ہو کر سیراب ہونے کی بار بار توفیق خاص عطا فرما۔

اے ہمارے کریم! خالق و مالک! اے مجیب الدعوات ہم سب کے ارمانوں کو پورا فرما۔ جب اپنے لیے یا کسی مسلمان کے لیے دعائے خیر کروں تو تُو اپنی خاص کرم نوازی سے ایسی دعاؤں کو ضرور قبول اور منظور فرمالیا کر اور جب کبھی کسی کے لیے بد دعا کروں تو ہماری ایسی بد دعاؤں کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اے ہر مخلوق کے جوڑے بنانے والے، اے خلاقِ الٰہی جن کی بہن، بیٹیاں اپنے گھروں میں مایوس بیٹھی ہوئی ہیں اور ان بچیوں کی شادی تا حال نہیں ہوئیں اور وہ بہتر سے بہتر رشتوں کے لیے تیرے کرم کا انتظار کر رہی ہیں۔ پیارے رحمۃ للعٰلمین ﷺ کا واسطہ ان بچیوں کے دل نہ توڑ۔ انہیں مایوس نہ کر اور ان کے لیے غیب سے بہت بہتر، احسن، نیک اور صالح رشتے عطا فرما، جو تیرے دین متین اور سنت رسول ﷺ پر سختی سے مستقل مزاجی کے ساتھ چلنے والا ہو۔ ان

Marfat.com

بہنوں بیٹیوں کو عزت و آبرو کے ساتھ اپنے حقیقی گھروں کی کردے۔

جو بے چارے بے اولاد ہیں غیب سے مدد فرما کر حضرت خاتونِ جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واسطہ انہیں اولادِ نرینہ اور صالح اولاد عطا فرما، جو دین متین پر چلنے والی ہوں۔ جن کی اولاد ہیں انہیں علوم دینی اور دنیاوی سے بہرہ مند فرما۔ سنت رسول ﷺ پر استقامت کے ساتھ گامزن فرما اور سب سے خصوصی طور پر، نہیں ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، فرمانبردار اور ان کا بازو بنادے۔ انہیں ہر برائی سے بچا۔ نیک اور سعادت مند بنادے۔ اسے وقت کا بڑا عظیم انسان بنا دے۔ بچوں کو صحت و عافیت والی اسلامی عشق رسول ﷺ والی زندگی عطا فرما۔ ہر برائی ہر فتنے اور ہر مخلوق کے شر سے انہیں محفوظ و مامون فرمادے۔ بڑوں کی عزت اور تکریم کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اکرم الاکرمین! بچوں کی فریاد سن لے جو تیرے دربارِ اقدس میں اپنے معصوم ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں اور تیرے دربارِ ذی شان سے دعائیں طلب کرتے ہیں۔ ان پیارے معصوم بچوں کی فریاد اور دعاؤں کو رد کر کے انہیں مایوس نہ کرنا۔ بلکہ ان کی تمام نیک دعاؤں اور حاجات کو قبول و منظور فرما۔ ان کی عمروں میں برکت عطا فرما۔ مقدر میں اقبال دے، دولتِ دین و دنیا سے مالامال کر۔ علم و عرفان سے روشناس کر۔ کسی کو کسی کا محتاج نہ کر۔ حافظِ قرآن اور عامل قرآن کر۔ ان کے ذہنوں میں عشق رسول ﷺ پیدا فرما۔ ہم سب کو بڑوں کی عزت و تکریم کرنے کی اور چھوٹوں سے پیار، محبت اور شفقت سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما۔

پاکستان کی خیر، پاکستان میں بسنے والوں کی خیر، پاکستان اور تمام عالم اسلام کی حفاظت فرما۔ پاکستان کی معیشت کو استحکام اور ترقی عطا فرما۔ پاکستان اور عالم اسلام میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کو من و عن نافذ فرمادے کوئی یہود و نصاریٰ اور کافر بری نظر پاکستان اور عالم اسلام پر نہ ڈال سکے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے طفیل خاص کر کراچی اور پورے پاکستان کے حالات کو ٹھیک فرمادے۔ اسے امن و استحکام کا گہوارہ بنادے۔ چور ڈاکوؤں کے شر سے، دہشت گردوں کی دہشت گردی سے، بم بلاسٹ کرنے والوں کے شر سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ عالم اسلام کو کفار اور صیہونی طاقتوں کے پنجے سے نجات عطا فرما۔ ان بے ایمانوں نے بیت المقدس میں ظلم ڈھایا ہوا ہے نیز کئی اسلامی ممالک

Marfat.com

میں مسلمانوں کو کافر بنانا شروع کر دیا ہے یااللہ ان یہودی اور نصاریٰ کو ہدایت دے، دے۔ کیونکہ آخر یہ تیری ہی مخلوق ہیں اگر وہ ہدایت یافتہ نہیں ہیں تو ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ اور اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ کی لاج رکھ لے اور مسلمانوں کو عزت و آبرو کے ساتھ فتح و نصرت کامیابی و کامرانی عطا فرما۔ اسلام کو سربلندی عطا فرما۔ تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا فرما دے اور عالم اسلام کو غلبہ عطا فرما اور جنہوں نے شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہر اقدس کے تقدس کو پامال کیا ہے انہیں عبرت ناک سزا عطا فرما۔ ہر مسلمان کی خیر، ہر مملکت اسلامی کی خیر، تمام مظلوم مسلمانوں کی غیب سے مدد فرما۔ کشمیر، عراق، فلسطین، افغانستان، بیت المقدس اور دیگر اسلامی مقبوضہ ممالک کو کافروں کے ناپاک پنجوں سے محفوظ اور آزاد کرا دے اور انہیں فتح و نصرت کی نوید سے سرفراز فرما۔ نیز خصوصی طور پر پاکستان اور عالم اسلام میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کو مِن وعَن نافذ فرما دے اور اس کے طفیل عالم دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں سب کے جان و مال اولاد، خصوصی طور پر ایمان عزت و آبرو کی غیبی حفاظت فرما۔ اسلام کا بول بالا ہو اور بے ایمانوں اور کافروں کے مُنہ کالے ہوں۔ ایمان اور عشقِ رسول ﷺ پر خاتمہ بالخیر ہو۔ ہم ہوں یا ہماری آنے والی مسلمان نسلیں ہوں تو اپنے کرم سے اس وقت ہر مسلمان کے ایمان کو کانے دجال لعین کے شر سے محفوظ و ممنون فرما دینا نیز یاجوج ماجوج کے فتنوں سے بھی ہر مسلمان کو بچا لینا۔ ہم سب کے مال میں اولاد میں کاروبار میں، رزق میں، عمر میں، صحت و تندرستی میں، حلاوتِ ایمان میں اور عشقِ رسول ﷺ میں ترقی عطا فرما۔ اے اللہ تیری مغفرت کا سمندر جاری و ساری ہے اپنی خاص کرم نوازی سے ہم سب کی اور ہر مسلمین و مسلمات ہر مومنین و مومنات کی مغفرت فرما دے۔ اے پروردگارِ عالم کانے دجال کے فتنہ موت کے خوف اور موت کی سختی سے، قبر کے عذاب سے، قیامت کی گرمی سے اور عیوب کی شرمساری سے جہنم کی آگ سے ہر مسلمان کو محفوظ و ممنون فرما دے۔ جب قبر سے اٹھیں تو نامہ اعمال ہم سب مسلمانوں کے دائیں ہاتھ میں ہو آمین۔ اے ربُّ العزت پُل صراط کا راستہ آسان ہو۔ قیامت میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت عظمیٰ ان کے ہر عاشق کو نصیب ہو۔ جنت فردوس میں اعلیٰ ترین درجہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پڑوس میں اور ان کے قدموں میں نصیب ہو۔ دنیا میں اور آخرت میں ہم سب کو سرکارِ دو عالم ﷺ کے دیدار کو ہر بار سے بار بار مشرف فرما۔ اے رب العالمین

Marfat.com

تیرا دیدار کامل نصیب ہو۔ آمین۔ تمام مسلمانوں کو خصوصاً تمام امیر و غریب عاشقانِ رسول ﷺ کو ہمارے آقا و مولیٰ سرکارِ دو عالم ﷺ کے عظیم دربار اور دربارِ گوہر بار کی باادب حاضری زندگی میں بار بار نصیب فرما اور اس عظیم دربار کی حاضری کے طفیل ہم سب کو بار بار حج اکبر اور عمرے کرنے کی سعادت بھی عطا فرما۔ روضۂ اقدس پر ادب سے کھڑے ہو کر صدق دل سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرما روضۂ اقدس کی زیارت کے صدقے میں شفاعت رسول ﷺ ہماری قسمت میں لکھ دے۔ آمین

تیری رحیمی و کریمی تیری جباریت اور قہاریت پر بھاری ہے۔ مولائے کریم تیری رحیمی اور کریمی کا واسطہ ہم پر کبھی بھی تو اپنے قہر و عذاب کی نگاہ نہ ڈالنا اور تو ستار العیوب بھی ہے، ہمارے کردہ اور ناکردہ، ظاہر اور ڈھکے چھپے گناہوں کو تو اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں مستور رکھنا۔

یاارحم الرّحمین! یاا کرم الاکرمین! اے غفور الرحیم ٥! اے غفور اور درگزر کرنے والے ہماری خطاؤں کو درگزر فرما۔ اے غفور الرحیم ہمارے سب گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ معاف فرمادے۔ اے غفور الرحیم ہم سب کی مغفرت اور بخشش فرمادے۔ اے غفور الرحیم ہماری سب لغزشوں اور کوتاہیوں کو درگزر فرما کر ہر معصیت سے پاک و صاف فرمادے۔ اے احسن الخالقین ہمیں ہر مصیبت اور ہر پریشانی سے نجات عطا فرما۔ اے رحیم و کریم! ہم سب سے راضی ہو جا اور ایسا راضی ہو جا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہونا۔ اے احسن الخالقین ہم تیری کسی بھی آزمائش کے قابل نہیں اے اللہ ہمیں کسی بھی چھوٹی سے چھوٹی الجھن، آزمائش اور امتحان میں مبتلا نہ کرنا۔ اے شافی الامراض مجھے اور ہر مسلمان کو ہر دکھ، ہر بیماری سے شفاء کاملہ و آجلہ عطا فرما۔ ہر مصیبت اور پریشانی ٹال دے۔ ہر دکھ سے نجات عطا فرما۔

اے بہتر رزق دینے والے اپنے غیب کے خزانوں سے ہمیں حق و حلال بہتر اور اتنا اور وسیع تر رزق عطا فرما کہ صبح شام، رات دونوں ہاتھوں سے مستحقین میں بانٹتے رہیں مگر ختم ہونے کو نہ آئے۔

اے ہمارے پیارے رحیم و کریم! ہماری آخری التجا یہی ہے کہ ہم سب کو زندگی کے آخری لمحے تک اسلام اور پیاری پیاری سنتِ رسول ﷺ پر بڑی مستقل مزاجی سے گامزن رکھنا اور جب یہاں سے رختِ سفر باندھیں، تو شیطان لعین سے بچا کر ایمان پر خاتمہ بالخیر کرنا۔ آمین! نورانی قبر میں جلدی سے پہنچا دینا وہاں کے سوال و جواب میں آسانی فرمانا اور کامیابی عطا فرمانا کہ کسی بھی قسم کا عذاب قبر نہ دینا۔ ہماری ارواح کو اعلیٰ علیین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں خاص

Marfat.com

مقام عطا فرمانا اور آخرت میں حضور پُر نور آقائے دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کا پڑوس عطا فرمانا۔ آپ دونوں کی خاص الخاص نظر کرم ہم سب پر رہے۔ جن جن بہن بھائیوں نے بھی دعاؤں کے لیے کہا ہے اے میرے ربّ العزت ان سب کی ہر جائز حاجت و نیک تمناؤں اور نیک دعاؤں کو قبول و منظور فرما۔ اٰمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِین ○ بِجَاہِ نَبِیِّكَ الْکَرِیْمِ ○ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم ○ اے خیر الناصرین! ہماری مدد ہمیشہ فرشتوں کے ذریعے سے فرما۔

تُو اپنے اولیاء عظام سے سچی اور پکی عقیدت اور والہانہ محبت عطا فرما۔

قطبُ الاقطاب، فردُ الاحباب، زُبدۃُ العارفین، قُدوۃُ السالکین بحرِ عشق و یقین، سید الاولیائ، سند الاولیاء، فخر الاولیاء، سرتاج الاولیاء سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی گیلانی، بغدادی، محبوب سبحانی کا سایۂ عاطفیت، شفقت، نصرت ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم و دائم رکھنا۔ آمین!

اے میرے کریم مولا تو اس کتابچہ کو قبول اور منظور فرما اور عامۃ المسلمین کو قیامت تک اس سے فیض یاب فرمانا اور ہم سب کے لیے اسے آخرت کی نجات و بخشش کا ذخیرہ بنا دے آمین یارب العٰلمین۔

اے ہمارے ربّ العزت ہمیں دعا کرنے کا طریقہ بالکل آتا ہی نہیں تو اپنی خاص حُسن کریمی سے بن مانگے عطا فرما دیا کر۔

اے ہمارے رحیم و کریم! اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ان جُملہ دعاؤں کو سرکارِ دو جہاں، رسولِ معظم، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے طفیل تمام پیغمبران، رسولانِ عظام کے طفیل، جُملہ اہل بیت اطہار جُملہ اصحابِ کرام کے طفیل شہدائے بدر شہدائے اُحد، شہدائے حُنین، شہدائے کربلا کے طفیل سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ، حسنین کریمین، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی گیلانی محبوب پاک سبحانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طفیل قبول و منظور فرما لا مین ثم امین۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ اِنَّ اللہَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

سب حضرات بڑی ہی محبت، خشوع و خضوع سے جھوم جھوم کر درود شریف پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ

Marfat.com

حِیْلَتِیْ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ○

اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑ کروڑ احسان ہے کہ یہ چھوٹا سا ایک کتابچہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَ جَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا○ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ○ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ○ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ○

اگر اس کتابچے میں کوئی لغزش، کوتاہی ہوگئی ہو تو اے میرے رحیم و کریم غفور الرحیم تو اس بندۂ ناچیز کو سید الاولیاء سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین سیدنا احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل معاف فرما دیجئے گا اور اس سعی کو بارگاہِ ربّ العزت میں قبول و منظور فرما۔ اے میرے پروردگار اور رحیم و کریم اے اللہ تعالیٰ میری محسن اعلیٰ محترمہ والدہ مرحومہ اور میرے رحیم و کریم والد گرامیٔ قدر اور ساس سسر پھوپھی اور پھوپھا صاحبان سے بھی اپنی کرم نوازی کے صدقے میں ان سب سے راضی ہو کر میرے ان محسن حقیقی صاحبان کو اپنے خاص الخاص جوارِ رحمت میں سرکارِ دو عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس عطا فرما۔ نیز اعلیٰ علیین میں ان کی روحوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خاص مقام اور بلندی عطا فرما۔ ان کی قبروں کو تاحدِ نگاہ جنت فردوس کے باغوں میں سے وسیع تر باغ بنا دے۔ ان کی قبروں پر تا قیامت بارانِ رحمت ہوتی رہے آمین یا ربَّ العٰلمین۔ اس کتاب کو میرے لیے شہناز، روما، شمیم اور سلیم صاحب کے لیے ان سب کے والدین کریمین کے لیے اور خاص کر میرے والدین کریمین، ساس سسر اور جملہ عزیز و اقارب عُشّاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کفارۂ سیأت کا سبب بنانا اور ہم سب کے لیے اس کتابچہ کو صدقہ جاریہ بنا نیز آخرت میں گناہوں سے بخشش کے لیے نجات کا سبب اور وسیلہ بنا دے۔ آمین عامۃ المسلمین کے لیے اسے نافع بنا دے۔ ثم آمین۔

اے میرے رب، اے رزاق، اے رحیم و کریم، غفور الرحیم اور میرے حامی و ناصر پروردگار تو اپنی خاص مہربانی نظرِ کرم اور نظرِ عنایت سے اس کتابچہ کے پڑھنے والوں اور خصوصاً اس ناچیز کو

Marfat.com

اپنی اطاعت اور عبادت کا خاص ذوق وشوق عطا فرما۔اس نابلد اور ناچیز کو عشقِ غوثِ اعظم سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فنافی الرسول، فنافی اللہ اور بقایا اللہ کا مقام و درجہ حضورِ اکرم ﷺ کے طفیل عطا فرمائے آمین۔ یارب العلمین۔

اس کتاب سے مستفید ہونے والے جملہ صاحبان سے التماس ہے کہ وہ مجھ بیکس گناہگار، خطار کار کیلئے حُسنِ خاتمہ اور اسلام اور ایمان پر خاتمہ بالخیر اور جنتِ بقیع میں میرے مدفن کی خاص دعا فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صاحبان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

اے باری تعالیٰ جن جن صاحبان نے اس کتاب میں دامے، درمے حُسنِ سخن قدمے اور محبت سے حصہ لیا ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کے طفیل ان سب سے راضی ہو جا اور ایسا راضی ہو جا کہ ان سب سے پھر کبھی ناراض نہ ہونا۔ نیز ان سب کے علم وعمل، گھر، مال، اولاد، رزق، کاروبار، حلاوتِ ایمان، عشقِ رسول ﷺ میں برکت اور ترقی عطا فرما آمین۔

یَا اِلٰہُ الْعَالَمِیْنَ یَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ سرکارِ دو عالم ﷺ کے صدقے اور حضور غوثِ اعظم سرکار رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے پھر عرض کرتا ہوں کہ میری اس سعی کو قبول ومنظور فرما (آمین) اور اس کتاب کو مرتب کرنے میں جو بھی عمداً سہواً غلطیاں ہوئی ہوں انہیں اپنی شانِ کریمی سے معاف فرما اور اپنی بارگاہِ مقدسہ میں قبول ومنظور فرما۔(آمین) یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ○

مولانا محمد سلیم صاحب بن جمیل الرحمٰن، علامہ الحاج، الحافظ مولانا محمد قاسم نوری صاحب، بیٹا رضوان علی قادری، نجم الرحمٰن صاحب نیز ان صاحبان کے علاوہ جن جن بہن بھائیوں نے بھی اس مشن میں دامِ درمِ، حُسنِ سخن قدمِ حصہ لیا ہے اے میرے اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ان کی اس سعی کو قبول ومنظور فرما اور ہم سب کے لیے اِن کتب کو آخرت میں سیأت سے نجات کا ذریعہ اور مغفرت کا ذریعہ اور وسیلہ بنا، اور حضور سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ ہی کے صدقے اس کتاب کو ہم سب کے لیے اور ہم سب کے والدین کریمین اور ہر عشاقان رسول ﷺ کے لیے صدقہ جاریہ قیامت تک کے لیے کردے آمین یارب العلمین۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾

دُرُودِ تُنْجِیْنَا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تَقْضِیْ لَنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْحَاجَاتِ وَ تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَ تَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجٰتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَ رَافِعُ الدَّرَجٰتِ وَ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ وَ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ وَ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ یَا اِلٰھِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

فوائد

یہ درود شریف تُنْجِیْنَا یا تُنَجِّیْنَا یا دُرُودِ نجات کے نام سے موسوم ہے۔ حل مشکلات، فتوحاتِ غیبی، باطنی ترقی، مصیبتوں سے نجات، مقاصد و مطالب کے جلد پورا ہونے اور دنیاوی و اُخروی بھلائی و بہتری کے لیے اپنی تاثیر میں تیر بہدف ہے۔ سرتاجِ اولیاء سیدنا حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ درود شریف بہت پسند ہے روضہ مبارک پر باقاعدگی سے حاضری دینے والوں کو کشفاً فرمایا ہے کہ ہمیں یہ درود شریف بہت پسند ہے جو شخص روزانہ اس کا ورد کم ازکم سو بار باقاعدہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے حفظ و امان میں رکھتا ہے اور ہر کام میں مدد فرماتا ہے مگر شرع متین پر سختی سے گامزن رہے اور ہر برائی اور حرام کمائی سے اجتناب کرے، نیز سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی سے عمل پیرا رہے۔

Marfat.com

دُعائے حاجات

☆ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ مجھے شفاء عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا چاہو تو دُعا مانگو اور اگر چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نابینا کو حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دُعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ وَّ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ حَاجَتِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ○

ترجمہ: یا اللہ میں تیرے نبی رحمت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ وجلیلہ سے تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوں تاکہ وہ پوری ہو جائے۔ یا اللہ تو میرے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

(ترمذی شریف، ۶۵۳/ جلد دوم)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا ایک نابینا کو تعلیم فرمائی تھی۔ اس دعا کے پڑھنے سے اس کی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں۔ اس دُعا کا بارہا تجربہ ہوا ہے الحمدللہ دوبارہ پڑھنے کی نوبت نہیں آتی کہ بڑی سے بڑی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

طریقہ کار

اوّل تازہ وضو کرے۔ پھر دو رکعت نفل برائے شفاء (حاجت) پڑھ کر سو مرتبہ مندرجہ بالا دُعا کو مسجد میں اسی جگہ یہ دُعا پڑھے جس جگہ دو نفل پڑھے ہیں۔ (شمع شبستان رضا۔ ۵۳) پھر بڑی ہی عاجزی انکساری سے دلی مراد کے لیے اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے دعا طلب کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دعا قبول و منظور ہو گی۔

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلم دان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ مرے آقا ترے قربان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

اُنہیں جانا اُنہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد مین دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانگیں گے قیامت میں اگر مان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تُم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

Marfat.com

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کس چیز کی کمی ہے مولا تری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تری گلی میں

دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے
رستہ تری گلی کا پوچھا تری گلی میں

دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں
دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تری گلی میں

موت و حیات میری دونوں ترے لیے ہیں
مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں

کس طرح پاؤں رکھیں یہاں صاحب بصیرت
آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ہر جا، تری گلی میں

سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے
دیکھا نہیں کسی دن سایہ تری گلی میں

امجد کو آج تک ہم ادنیٰ سمجھ رہے تھے
لیکن مقام اس کا پایا تری گلی میں

Marfat.com

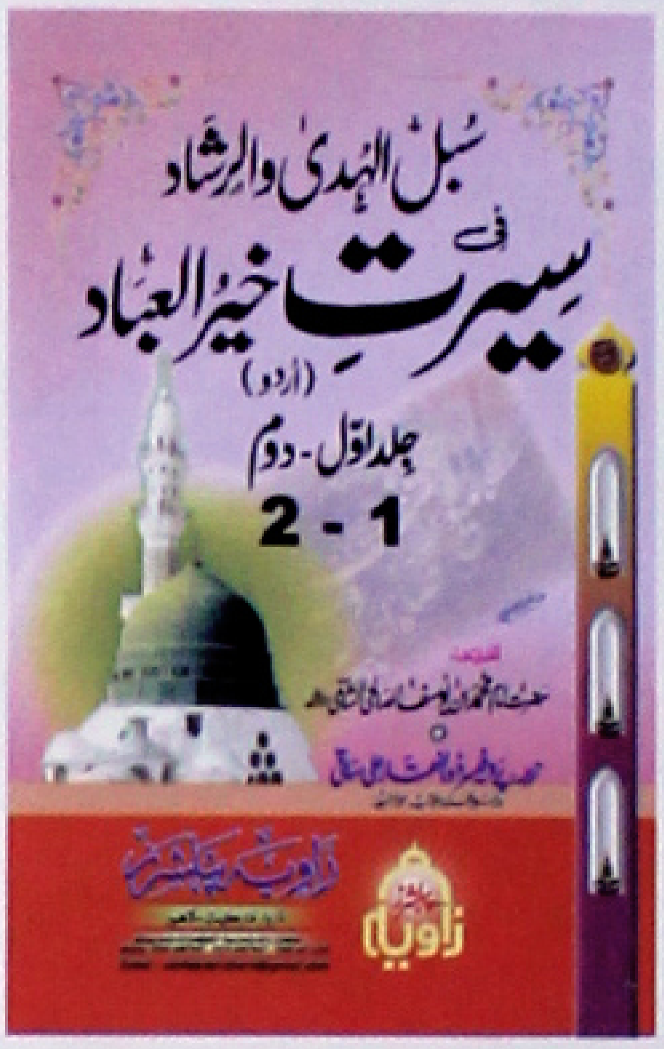

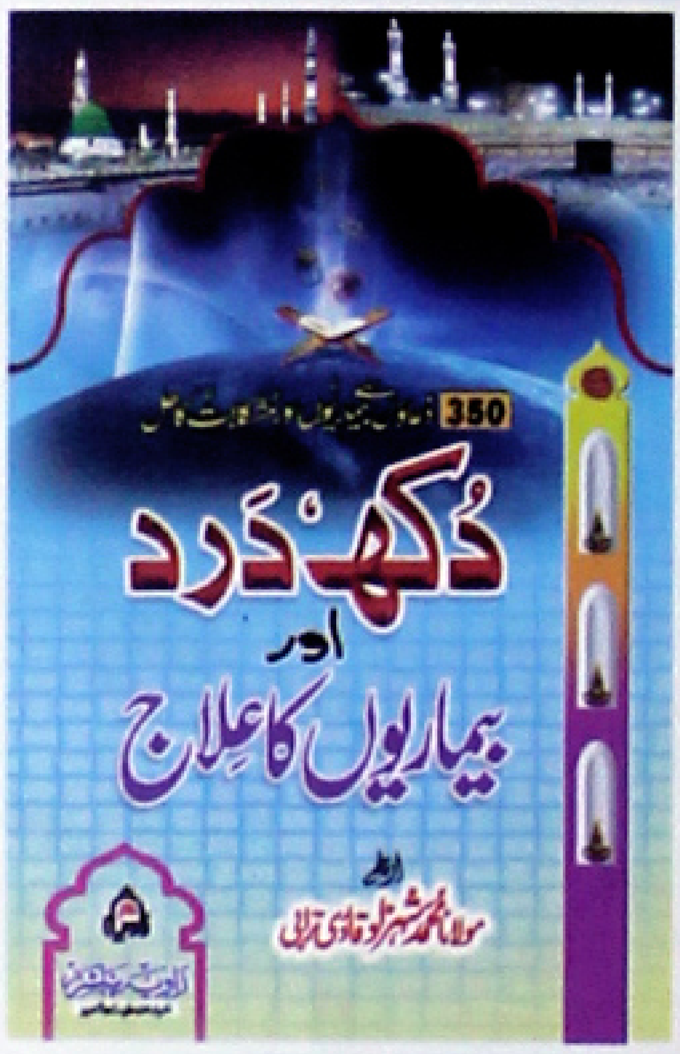

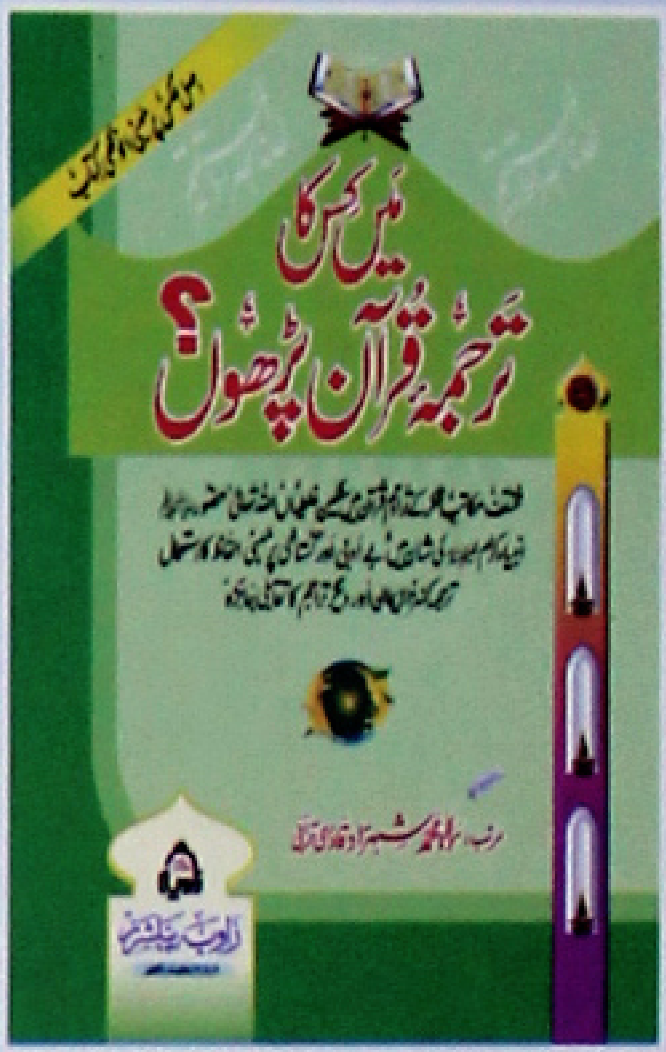

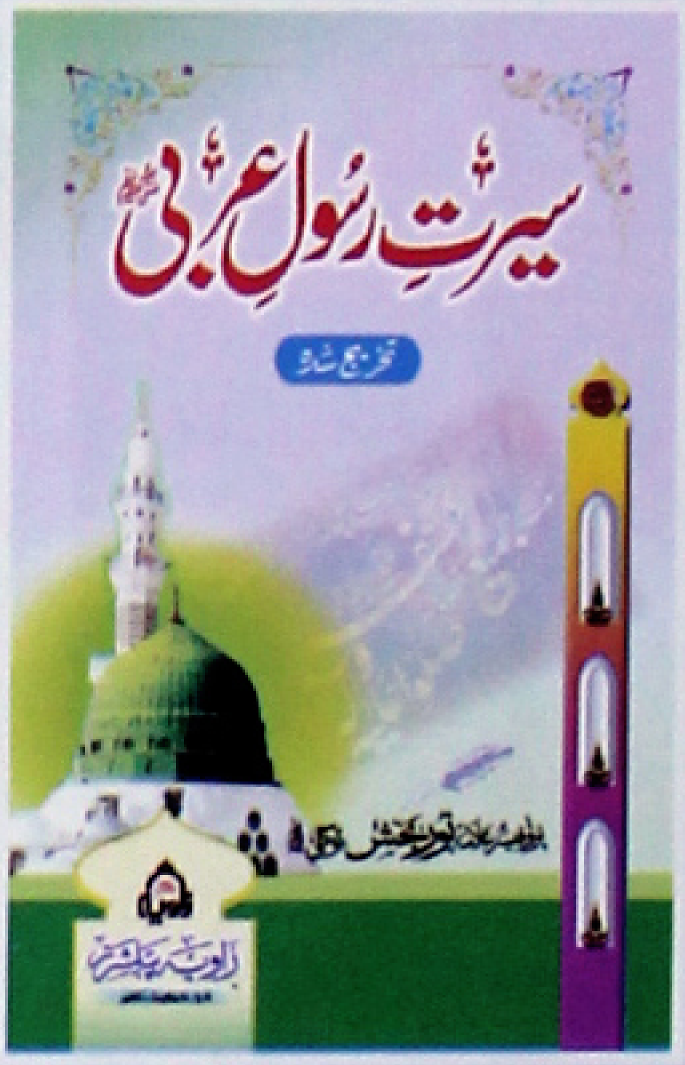

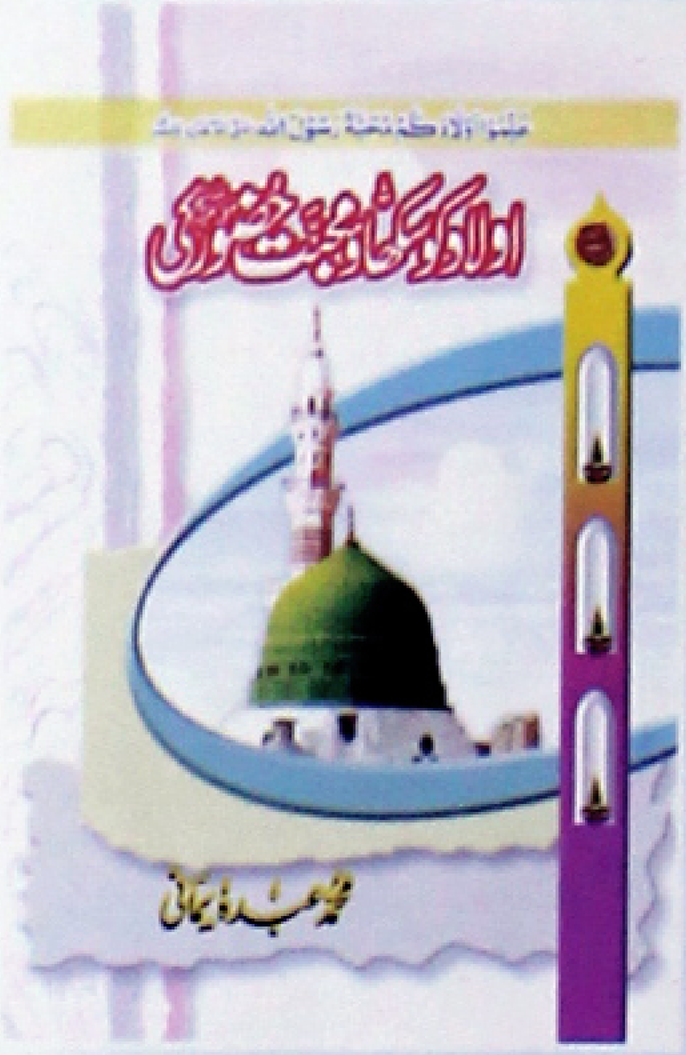

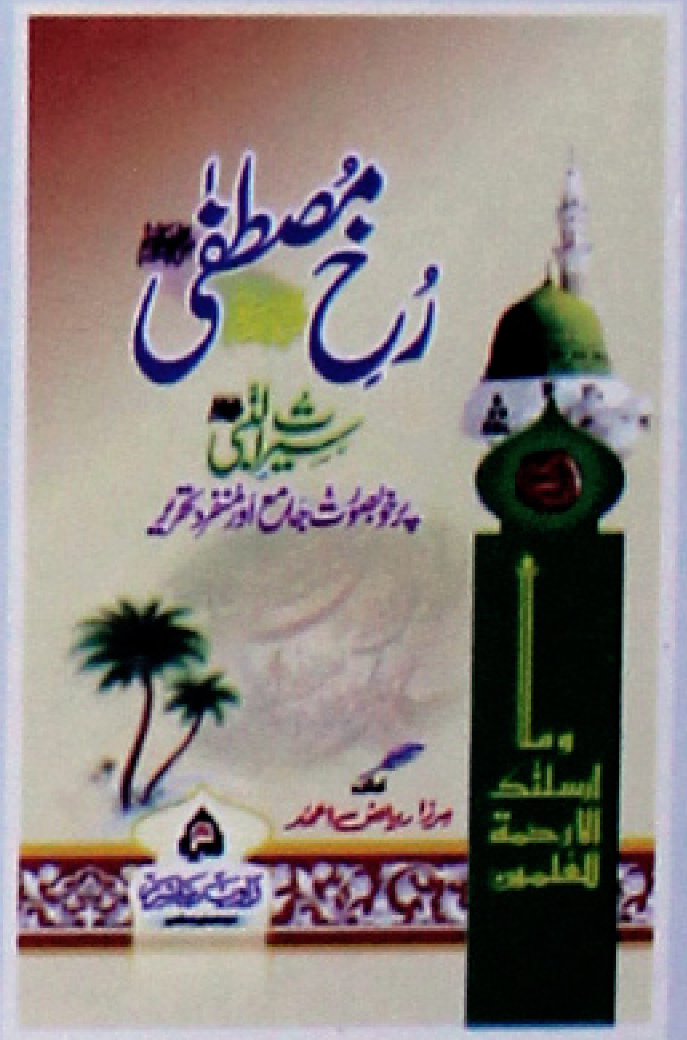

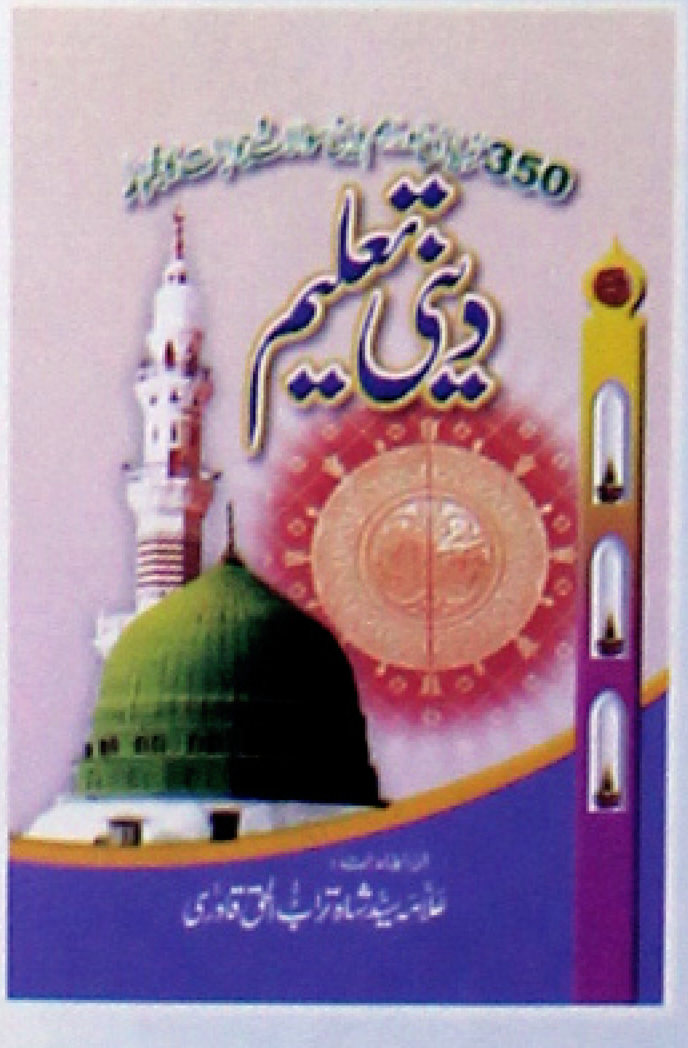

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ ۔ لاہور

Ph. Shop: 042-37248657 - 042-37249558
Mob:0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@gmail.com

Design by: Qazi Graphics Lahore Pakistan.

Marfat.com